U23226

Title - KULLIYAAT NAZEER AKBARABADI

Author - Nazeer Akbarabadi

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow)

Date - 1922

Pages - 428.

Subject - Urdu Shayari - Dawaween - o - Kulliyaat.

45

بتصحیح کامل و مضمون خلائق زمین و زمان

کلیات نظیر اکبرآبادی

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ بطبع رسید

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ ستمبر ۱۹۲۲ء

۳۶ جزو

التماس

اِس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کلیات و دواوین اردو و کلیات و دواوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجود د کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہوئے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات و دواوین		زبان ریختہ ۔	۶
انتخاب کلیات ظفر ۔	۸/	قطعۂ منتخب ۔	۳
کلیات مومن ۔	۱۳/	کلیات صنعت ۔	۱۲
دیوان ناسخ ۔	عمر	دیوان شاہ تراب ۔ عارفانہ کلام	
کلیات آتش ۔	۱۲/	لاجواب ۔	۱۵
کلیات نعتیہ مجید ۔	عمر ۴/	زندگانی بے نظیر یعنی سوانح عمری	
کلیات امیر اللہ تسلیم	عمر	میاں نظیر ۔	۱۴
کلیات میر تقی ۔ میر	بعہ/	دیوان وقار ۔	۱۰
کلیات سودا ۔	اعمر/	بہارستان اشعار ۔	۴
کلیات انشاء اللہ خان	عمر ۴/	کلیات نظیر اکبرآبادی کلان از	
شاہد عشرت ۔	۹ پائی	عبد الغفور شہباز ۔	[illegible]
سخن شعرا ۔	عمر ۲/	کلیات صفدر ۔	[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست کلیات نظیر

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان نسخہ

کلیات نظیر اکبرآبادی

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مزین بہ طبع شد

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

۱۹۲۲ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے تو حمد خالق ارض و سما لکھون
بعد اسکے پھر مین نعت شہ انبیا لکھون

گر عمر بھر مین اسکو لکھون تو بھی کیا لکھون
بے انتہا ہے وہ تو غرض تا کجا لکھون

لازم ہوا اسی مین طبع کو عجز انتہا لکھون
کچھ وصف حسن کا لکھون کچھ عشق کا لکھون

کچھ تا نہ کچھ نیاز بہ فکر رسا لکھون
ہے جی مین لیلی مجنون کا کچھ ماجرا لکھون

سچ پوچھیے تو دونون عجب کام کر گئے
معشوقی عاشقی مین غرض نام کر گئے

پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پدر کے گھر
مان باپ کو ہوئی تھی خوشی سب سے بیشتر

کنبے کے لوگ بیٹھے تھے باہم سب آنکر
اک دھوم مچ رہی تھی خوشی کی ادھر ادھر

جو سے تھا باپ قیس کے ہر لحظہ چشم پر
رکھتے تھے ہاتھون چھاؤن اسے گرچہ بے خطر

مان بھی لیئے پھرے تھی اسے اپنے دوش پر
فرزند کی خوشی مین لٹاتی تھی سیم و زر

لیکن وہ ماں کی گود میں گر نہ سوتا تھا
ہر وقت شور کرتا تھا ہر لحظہ روتا تھا

باور تھپک تھپک کے سلاتی تھی کر کے پیار
پھرتا تھا باپ فال دکھاتا بچشم زار
تعویذ ڈالتا تھا گلے بیچ بے شمار
لیکن اسے قرار نہ آتا تھا زینہار
رہتا تھا اک فقیر کوئی وان بزرگوار
جس دم وہ حال اسپہ کیا جاکے آشکار
سنتے ہی اسنے آہ کی اور ہوکے اشکبار
مجنون کے باپ سے یہ کہا اسنے پکار

دکھ پانے والے لڑکے جو دنیا میں آتے ہیں
لچھن سب انکے پہلے ہی پہچانے جاتے ہیں

لڑکا ترا یہ عاشق سرشار ہووےگا
محفل میں عاشقوں کی نمودار ہووےگا
زلفوں میں نازنین کے گرفتار ہووےگا
چشم کرشمہ ساز کا بیمار ہووےگا
ناز و ادا کا دل سے خریدار ہووےگا
دیدار خوبرو کا طلبگار ہووےگا
رمزوں سے عاشقی کے خبردار ہووےگا
رسوائے شہر کوچہ و بازار ہووےگا

تدبیر یہ نہ رونے کی اسکے کیا کرو
تم گلرخون کی گود میں اسکو دیا کرو

مجنون کا باپ سنتے ہی گھر کی طرف پھرا
آیا جو گلرخون کی اسے گود میں دیا
جب ان پریرخون نے اسے پیار کیا
تھا وہ جو رونا دھونا سو موقوف ہو گیا
ماں باپ کا دل اسکے تئیں دیکھ خوش ہوا
بارے اسیطرح سے ہوا جب وہ کچھ بڑا
مکتب میں اسکے باپ نے لاکر بٹھا دیا
اک قاعدہ بھی سامنے اس طفل کے رکھا

مکتب کو دیکھ قیس نے ہوش اپنا کھو دیا
دیکھا جو قاعدے کو کئی بار رو دیا

استاد ایسے بیٹھے کہ پوچھیں وہ عشق کو
جو کچھ پڑھے تو یوں کہیں غم کے گھر پڑو
معنی جو پوچھے تو کہیں صبر و قرار کھو
دل دیکے خوبرو کی محبت میں خوار ہو
روئے سخن میں اُنکے سے عاشقی کی بو
تختی لکھے تو بولیں اسے آنسوؤں سے دھو
تقریر پوچھے تو یہ کہیں اُسکے روبرو
یا عشق عشق کے تھے وہ حاضر تھے دوستو

چاہت کی پاکبازی کا ہر دم رواج تھا
لڑکا بھی ابتدا ہی سے عاشق مزاج تھا

اسکے سوا اور یہ جادو بہار کشار
صورت کو جسکی دیکھ کے بلبل ہو بیقرار
باہر پڑے تڑپتے تھے مشتاق دلفگار
جو اُنمیں لڑکیاں بھی کئی تھیں حیا نگار
لڑکی جو اُنمیں تھی سو ایسی وہ گلعذار
اندر تو قاتلونکا وہ تیغ ستم شعار
اُنکے سوا یہ اور قیامت تھی آشکار
جادو پہ جادو جب یہ ہوا آنکھ دوچار

دیوانگی سے پڑھنے کا دیوان ہو گیا
مکتب وہ اُسکے حق میں بیابان ہو گیا

حسن و ادا کا ناز کا دیکھا جو التیام
تھی شرمگین وہ نازنین لیلی تھا اُسکا نام
بن دام اُسنے کرلیا مجنوں کے تئیں غلام
ایسا ہوا کہ کڑھنے لگا جی میں صبح و شام
اُن لڑکیوں میں ایک جو لڑکی تھی خوش خرام
زلف اُس صنم کی ہو گئی مجنوں کے دل کی دام
اُسکے بھی دل میں اُلفت مجنوں کا ازدحام
چاہت کی مے سے پی گئے آپس میں بھر کے جام

تقدیر سے جو چاہ کا روشن قلم ہوا
دونوں دلوں پہ حرف محبت رقم ہوا

یہ چاہ چاہتا اُسکو اُسسے وہ لیلا قی تھی
چاہت جو یہ چاہتا تھا وہ بھی چاہتی تھی

ننگ نگہ سے نہ ہرگز لڑاتی تھی — پر نیچی نیچی نظروں سے کچھ مسکراتی تھی
ظاہر میں تو ہر اک سے وہ چاہت چھپاتی تھی — لیکن وہ دل ہی دل میں محبت بڑھاتی تھی
مکتب سے جب وہ نازنیں ٹک گھر کو جاتی تھی — مجنوں کے دل پہ تب تو قیامت ہی آتی تھی

ہوتا ہجوم جی میں جو تھا اضطراب کا
اک اک ورق بکھرتا تھا دل کی کتاب کا

تختی کو لے کے جب وہ قلم کو اٹھاتا تھا — مشق الف میں آہ کی تدبیر دکھاتا تھا
بے کی کشش میں طول کشش کو بڑھاتا تھا — نقطے کی جائے قطرۂ آنسو بہاتا تھا
لکھنے میں میم کے جو قلم کو ہلاتا تھا — نقش دہن صنم کا اسے یاد آتا تھا
جس وقت عین لکھنے میں دل کو لگاتا تھا — دیکھ اسکو چشم یار تصور میں لاتا تھا

تختی وہ کیا تھی دفتر رنج و ملال تھا
لکھنے کی بات پوچھو تو اسکا یہ حال تھا

جاتی تھی جب وہ گھر میں تو اسکا یہی تھا حال — مکتب میں جلد جانیکا تھا دمبدم خیال
ہوتی تھیں چھپکے روتے آنکھیں جب اسکی لال — جو پوچھتا تھا اس سے کوئی موجب ملال
کہتی تھی آنکھ میں جو پلک کا گیا ہے بال — ہوتا ہے اس سبب مرے اشکوں کا اتصال
مجنوں سے ملنے کا جو اسے شوق تھا کمال — اکرم کے دور رہنے میں ہوتا تھا جی نڈھال

جاتی تھی جلد پھر اسی عنوان آتی تھی
مجنوں کے تن میں دیکھ کے پھر جان آتی تھی

کتنے دنوں تو یوں ہی بھری انسیاں رہیں — الفت کی تازہ تازہ جو اندازیاں رہیں
چاہت کی ہر کسی سے نہاں یہ نشانیاں رہیں — پھر گرچہ اہتمام سے پنہانیاں رہیں

نے افترا ہوا شہ در اندازیاں ہوئیں
عجب عجیب سے ہم گری کی نظر بازیاں ہوئیں
شوق و درون کی آئینہ پردازیاں ہوئیں
یکتا دلی میں طبع کی انبازیاں ہوئیں

مکتب کے بیچ گل کی طرح سے کھلے رہے
تازہ و نیاز کیا ہی کھلے اور ملے رہے

اُس گلبدن کے دل میں چھپا ہجر کا جو خار
مجنوں کو تھا جو لیلی کے آنیکا انتظار
اب کوئی دم میں دیکھینگے پھر وصل کی بہار
آ سکے تو اتنی دیر نہ لگتی تھی زینہار
مکتب میں جاتی وہ جو کچھ ہوتا تھا اختیار
کہتا تھا آتی ہوگی وہ محبوب گلعذار
پھرتا کبھی یہ کہتا وہ گھبرا کے بیٹھا رہ
ہرگز نہ جی کو چین نہ خاطر کو تھا قرار

کثرت سے طبع پر جو چڑھی دلگی چاہ تھی
در کی طرف نگاہ تھی اور آہ آہ تھی

جب شام تک نہ آئی وہ مجنوں کی مہ جبین
ہیم پدر کبھی کبھی مادر سے ہمگین
بیکل تمام رات رہا خستہ و حزین
جو ہجر نے دکھائیں جفائیں وہ سب ہمین
چھپ چھپ کے سب روتی رہی گھر میں نازنین
بیتابی جب تو ایسی ہوئی قیس کے تئیں
اشکوں سے آنکھیں اُسکی بھریں صبح تک نہیں
کہتا رہا یہ دل سے کہ اے دل یہ ہے یقین

لیلی کا میرے پاس جو آنا نہ ہووے گا
تو میری زندگی کا ٹھکانا نہ ہووے گا

مجنوں کے دل پہ جب یہ ستمگاریاں ہوئیں
پھر آن بیکسی کی مددگاریاں ہوئیں
اٹھنے کی ننگ و نام کی تیاریاں ہوئیں
فرقت سے درد و غم کی گرفتاریاں ہوئیں
ہر دم ادھر ادھر کی دل آزاریاں ہوئیں
ہاتھ ان کی بھیک خط جفا کاریاں ہوئیں

جتنی کہ اسکو ملنے کی وسواسیاں ہوئیں
اتنی ہی اس صنم کو بھی ناچاریاں ہوئیں

جیسا کہ اسکے دل کے تئیں رنج و تاب تھا
ویسا ہی نازنین کے تئیں اضطراب تھا

کتنے دنوں تو قیس رہا دل سنبھالتا
ہر لحظہ رنج و درد سہا انتظار کا
جو فکر وصل ہوتی ہے چاہت میں جابجا
اس بیقرار نے بھی کیا سب بجا ٹھکا
لیلیٰ کا جب کہ گذرنا ادھر مطلقاً ہوا
پھر تو گھر اپنا بھی اسے لگنے لگا برا
ماں باپ سے بھی رہنے لگا ہر گھڑی خفا
سمجھاتے تھے جو اسکے تئیں خویش و اقربا

آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اور لب خموش تھا
ہرگز کسی کی بات پہ رکھتا نہ گوش تھا

گھبرا کے تھا کبھی یہ سر بام بیٹھتا
کہتا ہوا سے اسکی گلی لیلیٰ کے پاس جا
کہیو مری طرف سے کہ اے شوخ دلربا
تیغ نگہ سے تو نے جو بسمل مجھے کیا
کیوں مجھ سے روٹھ بیٹھی ہے خاطر میں ہو خفا
اے نازنین بتا ہوئی تقصیر مجھ سے کیا
لازم ہے ایک بار تو میرے کنے پھر آ
آکر کسی بہانے سے پھر منھ مجھے دکھا

پہروں تلک یہ حال ہوا کو سناتا تھا
باتیں یہ اس سے کہتا تھا اور روتا جاتا تھا

جاتا کبھی چمن میں تو ہوتا وہاں یہ حال
بلبل کو وصل گل میں جو تھا دیکھنا محال
دل بیٹھنے کا لیلیٰ کے تھا باندھتا خیال
رو رو کے آنکھیں کرتا تھا گل کی طرح سے لال
نرگس سے چشم لیلیٰ کو دیتا کبھی مثال
سنبل سے یاد آتے تھے لیلیٰ کے اسکو بال
ہر سرو کو سمجھ قد لیلیٰ سے خوش جمال
پہروں گلے لگاتا تھا بیتاب ہو کمال

دل تھی فراق سے جوں غنچہ تنگ تھا
گھر میں تو وہ طرح تھی چمن میں یہ رنگ تھا

چھٹی جو ملتی اور تو سب لڑکے لڑکیاں
ہنستے اچھلتے کودتے کر کر کے بازیاں
لیلیٰ کے آنسو ہوتے تھے خسار پر رواں
کہتی تھی ہو جو رات کی جلدی سحر عیاں
تو جا کے دیکھوں مجنوں کو مکتب کے درمیاں
مجنوں بھی ہر بہانے سے تا شام اُسکے یاں
جاتا تھا دیکھنے اُسے رہ رہ کے درمیاں
جب ہوتی رات گھر میں پھر آتا تھا نیم جاں

لیلیٰ کی یاد دل کو جو ہر دم ستاتی تھی
آنکھوں میں نیند اُسکے سحر تک نہ آتی تھی

ہوتی تھی جب سحر تو وہ مکتب میں آتا تھا
لیلیٰ کو پہلے آنے سے اپنے وہ پاتا تھا
اُس غنچہ لب کے منہ سے جو منہ کو ملاتا تھا
گل کی طرح سے دل میں نہ پھولا سماتا تھا
ملنے کا اشتیاق ہر اک دم ستاتا تھا
دلکی طلب کو اپنی نگہ سے جتاتا تھا
جب حسرت شوق لیلیٰ کے لب پر آتا تھا
اُس نازنین کی چاہ پہ قرباں جاتا تھا

کہتا تھا میں غلام ترا بے تمیز ہوں
کہتی تھی ہنس کے وہ بھی میں تیری کنیز ہوں

پھر گھر میں اپنے جاتی جو محبوب دلربا
مجنوں جو کچھ صنم سے نشانی تھا مانگتا
دیتی وہ کچھ تو مجنوں سے کہتی تھی تو بھی لا
مجنوں بھی دیتا اسکو تو لے کر وہ مہ لقا
جو دی تھی اُس نشانی کو سب سے چھپا چھپا
مجنوں بھی ہر گھڑی اُسے آنکھوں سے ملتا تھا
رہتے تمام رات اسی دھن میں مبتلا
آخر کو صبح جب انہیں دیتی تھی منہ دکھا

مکتب میں پھر تو آ کے تشفی مزید ہوتی تھی
دونوں کو وہ سحر عید ہوتی تھی

جبتک یہ خورد سال تھی چاہت نہاں رہی
لوگوں میں چرچے ہونے لگے اُسکے ہر گھڑی
جانا کسی کسی نے ملامت کسی نے کی
کچھ بن سکا نہ جب تو ہوئی اُنکو بے بسی
سیانی ہوئی تو تاڑنے والوں پہ کچھ کھلی
چاہت کے گل کی بو نہ رہی آخرش چھپی
پھر تو وہ پھیلی ایسی کہ پہنچی گلی گلی
چھٹپن کی تھی جو چاہ تو ہرگز نہ چھپ سکی

آسان نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو توڑنا
مشکل ہے بالے پن کی محبت کا چھوڑنا

پہونچی یہ بات خانۂ لیلیٰ میں جسگھڑی
لیلیٰ جب اُنکے روبرو آکر ہوئی کھڑی
کچھ جھڑکیاں دیں باپ نے کچھ ماں ہوئی کڑی
تدبیر اور اُسکے سوا کچھ نہ بن پڑی
ماں باپ کے دلوں میں پڑی غم کی گلجھڑی
دونوں کی طبع کثرتِ تنبیہ پہ اڑی
ہیبت دکھائی اور تقید بھی کی بڑی
مکتب سے اُسکو منع کیا مار کر چھڑی

مجبور کر دیا وہیں فرقت کے ساتھ سے
تختی کتاب چھین لی لیلیٰ کے ہاتھ سے

بے بس ہو گھر میں بیٹھ رہی جب تو وہ صنم
مجنوں کی یاد صفحۂ دل پر جو تھی رقم
لیلیٰ کی یاد مجنوں پہ کرتی تھی یاں ستم
لیلیٰ کی شکل پھرتی تھی آنکھوں میں ہر قسم
ہوش و حواس کر گئے خاطر سے اُسکی رم
مجنوں ہی مجنوں کہتی تھی دل میں بہ درد و غم
تختی کہیں پڑی تھی پڑے تھے کہیں قلم
واں ایک پل قرار نہ یاں چین ایکدم

دونوں کے صحن دل میں جو بیتابی ہوتی تھی
واں مجنوں مجنوں ہوتا تھا یاں لیلیٰ لیلیٰ تھی

لاتا تھا باپ کھینچ کے اُسکو گھڑی گھڑی
چین اُسکے دل کو گھر میں نہ ہوتا تھا اک ذری

ناچار اُسکے پاؤن مین زنجیر ڈالدی
زنجیر کی صدا سے بھی دیوانگی بڑھی
تدبیر اور جنون کی جو ہوتی ہے وہ بھی کی
آخر گھر اپنا چھوڑ کے صحرا کی راہ لی
کہتا تھا باپ جاکے جو اُس سے کبھی کبھی
بیٹا مین تیرا باپ ہون مل مجھسے اک گھڑی

کہتا تھا رو کے مین تو تجھے جانتا نہین
لیلی سوا کسی کو مین پہچانتا نہین

آتا تھا دیکھنے کو جو لیلی کو وہ کبھی
تھا چومتا بہانے سے چوکھٹ جو گھر کی تھی
کھڑکی کو دیکھتا تھا کہ ہے بند یا کھلی
کرتا نگاہ تھا کبھی جالی پہ پھر گھڑی
لیلی کو اُسکے آنے سے ہوتی تھی آگہی
پھرتی اودھر اُودھر تھی وہ جیسے کو ڈھونڈھتی
مادر پدر کے خوف سے تھی گرچہ بیکسی
تو بھی ہر ایک طرح سے وہ صورت دکھاتی تھی

کچھ کہنے پاتے کیونکہ نہ ذرہ ہوش کھوتا تھا
باتونکے بدلے وان اسے رو دینا ہوتا تھا

جاتی تھی سیر باغ کو جسدم وہ دلربا
مجنونکے دیکھنے کا وہ رکھتی تھی مدعا
دیدار کے لیے وہ بہانہ تھا باغ کا
لڑکے جب آکے مجنون کو دیتے تھے یہ سنا
سنتے ہی دوڑتا تھا خوشی سے وہ مبتلا
لیلی بھی اُسکے سنتی تھی جب شور کی صدا
محمل کے پردے کو وہین دیتی تھی پھر اُٹھا
جلدی ہی سے اُسکو دیتی تھی مُنہ اک نظر دکھا

دونون طرف سے شوق جو نشتر چبھوتا تھا
وان دیکھنا دکھانا اسی ڈھب سے ہوتا تھا

مجنون کا مدتون تلک ایسا ہی حال تھا
آیا کبھی تو ٹھہرنے اُسکو نہ وان دیا
گھر گیا بہانہ تو ٹک مُنہ کو تک لیا
ورنہ وہ اپنے پھر اُسی وادی مین جا پڑا

سر کی خبر نہ اپنی اُسے تھی نہ ہوش پا — لیلیٰ ہی لیلیٰ اُسکی زبان پر تھی جابجا
رہتا تھا رات دن غم فرقت میں دل پھنسا — اس کا بیان میں یارو کہوں اُسکے اور کیا

غالب جو اُسکے جی پہ وہ دیوانہ پن ہوا
لیلیٰ کی جو کمر تھی وہ اُس کا بدن ہوا

کہتا تھا دمبدم مری دلدار لیلیٰ ہے — اس خستہ دل کی مونس و غمخوار لیلیٰ ہے
محفل میں دلبروں کی نمودار لیلیٰ ہے — خوبی و دلبری میں چمن زار لیلیٰ ہے
ناز و ادا کی گرمی بازار لیلیٰ ہے — خوبان نازنین میں فسونکار لیلیٰ ہے
محبوب گلرخوں کی وفادار لیلیٰ ہے — مجنون کی عاشقی کی سزاوار لیلیٰ ہے

لیلیٰ ہی کی ادا پہ مرا دل نثار ہے
لیلیٰ ہی کی نگہ مرے سینے سے پار ہے

ماں باپ نے جب اُسکی یہ کچھ دیکھی بیکلی — مشاطہ ایک خانۂ لیلیٰ میں بھیجدی
مادر پدر نے لیلیٰ کے بات اُس سے یہ کہی — لڑکے کی اُنکی تو ہی جنون سے لگن لگی
سنتے ہیں وہ تو رہتا ہے وحشی سا ہر گھڑی — مشاطہ جب یہ سنکے اِدھر سے اُدھر پھری
اُسنے کہا تو یاں سے یہ بھیجا ہر گھڑی — سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں اُسکی دیوانگی

کچھ خوف مت کرو اُسے ہر دم پہ دیکھ لو
باور نہو تو اپنی تم آنکھوں سے دیکھ لو

پھر یہ قیس کو وہ ارادہ جتا دیا — زرین لباس اُسکے بدن میں پہنا دیا
زلفیں سنوار آنکھوں میں سرمہ لگا دیا — دستار زرفشان کو سر پہ جھلکا دیا
پٹکا سنہرا اُسکی کمر میں بندھا دیا — تبرزین کو دوش کے اوپر اُٹھا دیا

رومال اک زری کا بھی ہاتھوں میں لا دیا
پوشاک بڑے بڑے ونکے ساتھ اسے وان پہنا دیا

جتنے بزرگ تھے اُسے سب لیکے وان گئے
ملکر جو بیٹھے یہ بھی خوش اور وہ بھی خوش ہوئے

کہتے ہین قیس لڑکوں مین صاحب جمال تھا
وان جتنے دیکھا اُسکو بہت جی کو خوش لگا
کہتی تھین یہ تو لڑکا نہایت ہی خوش ادا
بیٹھے تھے اُسکے پاس جو لیلی کے اقربا

پوشاک جب وہ پہنی تو حسن اور بھی بڑھا
تھین بیبیان بھی کہتین غرفون سے جابجا
دیوانگی کا اُسکے عبث شور رہتا مچا
لڑکے کا حسن سب کی نگاہون مین تھا کھبا

سب دلمین اپنے تخم محبت کو بوتے تھے
اُلفت کی باتین کرتے تھے اور شاد ہوتے تھے

کہتے ہین ایک سگ کہین لیلی نے پالا تھا
مجنون نے سر کو پانون پہ اُس سگ کے رکھدیا
رومال وہ زری کا اُسی کو اُڑھا دیا
ہاتھ اپنا اُسکے سر پہ کبھی پیٹھ پر رکھا

ناگاہ جب وہ قیس کو اُس جا نظر پڑا
کر پیار اُسکو اپنے گلے سے لگا لیا
گود ہی مین اپنی پیار سے جلدی بٹھا لیا
بے اختیار ہوکے اُسے جب تو یہ کہا

تو جسکے پاس ہے مجھے اُس سے جدائی ہے
مدت مین تیری شکل نظر مجھکو آئی ہے

اُس سگ کو دیکھ قیس کا جب ہوگیا یہ حال
سب تھین یہ دیکھ کے حیرت ہوئی کمال
ایسا ہی اُنکے دل کو ہوا رنج اور ملال
جو ہوش مین ہو اُس سے تو یہ بات ہے محال

جو ہاتھ پیار سے دیے گردن مین اُسکی ڈال
تھے جیسے خوش وہ دیکھکے وان قیس کا جمال
آپس مین جب تو کرنے لگے سب یہ قیل و قال
ہوتی مگر ہے ایسی دیوانونکی چال ڈھال

یہ ڈھنگ قیس کے جو نمودار ہو گئے
جتنے گئے تھے ساتھ وہ ناچار ہو گئے

مان باپ کے تھی دلکو ادھر لگ رہی خوشی | یعنی پسند ہو گی انھین طرز قیس کی
اتنے مین آئے پھر کے اُدھر سے جو وہ سبھی | جو واردات گذری تھی آکر وہ سب کہی
اور یون کہا بہت ہمین شرمندگی ہوئی | اس سے تو ہم نہ جاتے تو بہتر وہ بات تھی
خاطر مین پھر تو قیس کے دیوانگی بڑھی | شرم و حیا و صبر نے جب دل سے راہ لی

پھر تو ہمیشہ کوچۂ لیلیٰ مین جاتا تھا
بیتا بیان جتاتا تھا اور غل مچاتا تھا

آخر یہ قیس کی ہوئی حالت پھر آشکار | کر ڈالا اپنا غم سے گریبان تار تار
گھر کو بھی اپنے چھوڑ دیا ہو کے بیقرار | لیلیٰ کے در پہ آپڑا بس ہو کے بیقرار
وان سے بھی جب اُٹھا دیا اُسکو بحال زار | گلیون مین جب تو پھرنے لگا ہو کے دلفگار
لڑکون کا تھا ہجوم لگا ساتھ بے شمار | آنکھین بھی سرخ نالونکے غل شور بار بار

کثرت مین عشق تھا جو محبت گلعذار کا
اک جوش تھا جنون کے چمن کی بہار کا

لیلیٰ بھی اسکی چاہ مین بے اختیار تھی | منھ کو لپیٹے رہتی تھی مسند پہ وہ پڑی
ملنے کو اسکی آتی تھین جب لڑکیان کبھی | وہ غمزدہ کسی سے بھی ہرگز نہ بولتی
ہٹ کر یہین وہ انکو سناتی تھی ہر گھڑی | زنہار میرے پاس نہ آیا کرو کبھی
آنکھون مین اشک آہ بلب اور اداس جی | صحبت مجھے کسی کی نہین لگتی ہے بھلی

مجنون کے دیکھنے کی تمنا مدام تھی | لیتی سحر سے شام تلک اسکا نام تھی

اس حد پہ چاہ پہونچی تھی دونوں کی داستان
گر اسکے ایک پھانس لگی تن کے درمیان
ہوتی تھی اسکی چشم ادھر جب گہر فشان
جو اسکی شکل یان تھی وہی اسکی شکل وان
جو اسپہ گذرا حال وہ اسپر ہوا عیان
اسکے جگر سے اٹھنے لگا نالہ و فغان
آنکھون سے اشک اسکے بھی ہوتے تھے تب روان
الفت کا انکی آہ مین کیا کیا کرون بیان

چاہت سے گل کچھ ایسی طرح جی مین کھل گئے
جو دل بھی انکے مل گئے اور تن بھی مل گئے

سچ پوچھیے تو رکھتی ہے چاہت بھی کیا مزا
یکرنگ دوستی مین رہے دونون پر ملا
جو اسکے پا مین پھرتے ہوے آبلہ پڑا
مجنون کے روئین روئین مین لیلی گئی سما
جب فرق کی نہ عاشق و معشوق مین ہو جا
جو اسپہ ہوگیا وہی اسپر گذر گیا
گر میخ اس کے پانون مین کانٹا وہین چبھا
لیلی کے بند بند مین مجنون ہی بھر گیا

چاہت سے اُنسے کام بہت نیک ہو گئے
دونون مین کچھ دوئی نہ رہی ایک ہو گئے

اسکی مثل مین کرتا ہون یارو جواب بیان
یہ رمز عشق ہے اسے جانتے ہین عاشقان
لیلی نے ایک دن کھلائی تھی فصد وان
حیرت ہوئی ہر ایک کو جب یہ ہوا عیان
پنہان نہین غرض ہے یہ مشہور در جہان
عشاق کے یہ دل پہ نہین مطلقاً نہان
وان سے ہوگیا رگ مجنون سے خون روان
حیرت نہین یہ چاہ کی لین تیغ کا بیان

جب یکدلی مین چاہ کا ہوتا کمال ہے
وان ہوتا پھر تو دوستو ایسا ہی حال ہے

قصہ تو لیلی مجنون کا ہے دوستو بڑا
تھوڑا سا اس کتاب مین مینے بھی یہ لکھا

اپنے سخن مین رکھتا تھا کب طبع کو رسا — کچھ بیٹھے بیٹھے یہ بھی مرے جی مین آگیا
سچ پوچھو تو زمانے کا ہے اعتبار کیا — ہے راحت بہار سے رنج خزان لگا
لیلیٰ جو اٹھ گئی وہین مجنون بھی چل بسا — آگے نظیر اس کا بیان اب کرون مین کیا

کاغذ مین نام ان کا بار قام رہ گیا
آخر کو دونون جاتے رہے نام رہ گیا

تمت

آغاز دیوان نظیر مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سحر اس جھمک سے آیا نظر اک نگار رعنا — کہ خور اسکے حسن رخ کو لگا تکنے ذرہ آسا
قد و خال خوبی آگین لب لعل پان سے رنگین — نظر آفت دل و دین غمزہ صد مضرت افزا
کھلی غنچہ لب پہ خم مسی و شکل رنگ تسلیم — غرض اس طرح کا عالم کہ پری کہے اہا ہا
کہا ہنسکے اے سمن بر پری چہرہ مہر پیکر — جو چلی ہو یون جھمک کر کہو عزم ہے کدھر کا
ہے جو قصد سیر بستان چلیں ہم بھی ساتھ ایجان — کہا ہنسکے پیارے میان کوئی تم بھی ہو تماشا
نہ کچھ آشنائی اگلی نہ شناخت اک دو دن کی — جو یہ ہے اسی کی مرضی تو ہے سوچ پھر یہ کیسا

کہا جب نظیر ہنسکے یہی دلمین ہم تو کہتے
تو کہا جو نیکی ہو وے تو پھر اس کا پوچھنا کیا

لو نہ ہنس ہنس کے تم اغیار کے گلدستون سے — اتنی ضد بھی نہ رکھو اپنے جگر خستون سے
فندقین نرم ہین دیکھ اسکے سر انگشتون سے — رشتہ ربط نے لی راہ کف دستون سے
روبرو ہوکے جو چشمان بتان سے اے دل — ڈرتے رہنا ہی مناسب ہے سیہ مستون سے

دستِ صبا سے چھوٹے تو اچھل سپے در سپے
ورنہ کیا فائدے اڑا ہو سے دل جستون سے

پیش جاتی نہیں ہرگز کوئی تدبیر نظیر
کام جب آ کے پڑتا ہے زبردستون سے

ولہ

ہمدم چھپاوے دان کوئی کیا دلکی چاہ کو
شاہ جہان سمجھتے ہین پہلی نگاہ کو
دکھلا حنائی دست لیا چھپ دین و دل
کیا دسترس ہے دیکھیے اس دستگاہ کو
بیٹھا جو چاندنی مین تو مُنہ کی جھلک دکھا
خجلت تھی کون سی کہ ندی روی ماہ کو
ناصح تو راست کہتا ہے لیکن وہ کیا کرے
دے بیٹھے اپنا دل جو کسی کج کلاہ کو
جھڑکی سے اُسنے ہمکو خفا دیکھ کر کہا
کیا ناپسند گنتے ہو اس رسم و راہ کو
جاتی ہین جھڑکیون مین ہماری وہ لذتین
جو چاہ مین سمجھتے ہین بہتر نگاہ کو

گر عار ہے کچھ اسمین تمہین تو کہو اے میان
لیجاؤ اپنے اس دلِ عزت پناہ کو

کہا جو چھپتے ہمین در سے کیون اٹھاتے ہو
کہا کہ اس لیے تم یان جو غل مچاتے ہو
کہا لڑاتے ہو کیون ہمسے غیر کو ہمدم
کہا کہ تم بھی تو ہمسے نگہ لڑاتے ہو
کہا جو حالِ دل اپنا تو اُس نے ہنس ہنس کر
کہا غلط ہے یہ باتین جو تم بناتے ہو
کہا جتاتے ہو کیون ہمکو روز ناز و ادا
کہا کہ تم بھی تو چاہت ہمین جتاتے ہو
کہا کہ عرض کرین آپ سے جو گذرتا ہے
کہا خبر ہے ہمین کیون زبان ہلاتے ہو
کہا کہ روٹھے ہو کیون ہمسے کیا سبب اسکا
کہا سبب ہے یہی تم جو دل چھپاتے ہو

کہا کہ ہم نہین آنیکے یان تو اُسنے نظیر
کہا کہ سوچ تو کیا آپ سے تم آتے ہو

دوستو کیا کیا دیوالی مین نشاط و عیش ہی
سب مہیا ہی جو اس ہنگام کے شایان ہی

اسطرح ہین کوچہ و بازار پر نقش و نگار
ہو عیان حسن نگارستان کی جنسے خوب رسے

گرم جوشی اپنے با جام چراغان لطف سے
کیا ہی روشن کر رہی ہی ہر طرف روغن کی مے

مائل سیر چراغان خلق ہر جا دمبدم
حاصل نظارہ حسن شمعرویان پے بہ پے

عاشقان کہتے ہین معشوقون سے با عجز و نیاز
ہی اگر منظور کچھ لینا تو حاضر ہین روپے

گر مکرر عرض کرتے ہین تو کہتے ہین وہ شوخ
ہمسے لیتے ہو میان تکرار حجت تا بکے

کہتے ہین اہل قمار آپسمین گرم اختلاط
ہم تو ڈبے مین سو روپے رکھتے ہین تم رکھتے ہو کے

جیت کا پڑتا ہے جسکا داؤن وہ کہتا ہی یون
سوکے دست راست ہی میرے کوئی فرخندہ پے

ہی دسہرہ مین بھی یون گر فرحت و زینت نظیر
پر دیوالی بھی عجب پاکیزہ تر تیوہار ہی

ولہ

فرشتے رو ن پہ نہین مہر ماہتاب مین ہی
جلو مین چاہنے والے قمر رکاب مین ہی

لیا ہی ہمسے جو دل دین بھی ہو طلب کرتے
دل اس تقاضے سے اپنا تو پیچ و تاب مین ہی

کہا کہ دفتر حسن پریرخون کی نظیر
تمھین خبر نہین یہ بھی اسی حساب مین ہی

ولہ

شور افگن جنون سے جسجا نگاہ کرنا
رکھتا ہے کام ہمدم وان ضبط آہ کرنا

جانا کبھی آگے اسکے اکثر پئے نظارہ
باعث کبھی بہر اخفا پھر رو براہ کرنا

ملنا کبھی اس روش سے جسمین گمان الفت
گر کچھ کبھی ہو تو وہین رو اشتباہ کرنا

پوچھا اگر اس صنم نے ہم حسن مین ہین کیسے　　تو بے شعوری اپنی ہنس کر گواہ کرنا

کیا کیا نظیر تجھ مین مکر و فریب ہین جو
اس رمز آشنا سے اس ڈھب کی چاہ کرنا

نکلے ہو کس بہار سے تم زرد پوش ہو　　جسکی نوید پہونچی ہی رنگ بسنت کو
وہ بر مین اب لباس بسنتی کو جیسے جا　　ایسے ہی تم ہمارے بھی سینے سے آلگو
گر ہم نشہ مین بوسہ کہین دو تو لطف سے　　تم پاس منھ کو لاکے یہ ہنسکر کہو کہ لو
بیٹھو چمن مین نرگس و صد برگ کی طرف　　نظارہ کرکے عیش و مسرت کی داد دو
ساغر بسنت مطرب زرین لباس سے　　بھر بھر کے جام پھر گل رنگ کے پیو
کچھ قمریون کے نغمہ کو دو سائین راہ تم　　کچھ بلبلون کا زمزمہ دل کشا سنو

مطلب ہے یہ نظیر کا یون دیکھکر بسنت
ہو تم بھی شاد دل کو ہمارے بھی خوش کرو

ملکر صنم سے اپنے ہنگامہ دلکشا کی　　ہنس کر کہا یہ مجھنے اے جان بسنت آئی
سنتے ہی اس پری نے گل گل شگفتہ ہو کر　　پوشاک زرفشانی اپنی وہین رنگائی
جب رنگ آئی اسکی پوشاک پر الت　　سرسون کی شاخ پر گل پھر جلد اک منگائی
اک پنکھڑی اٹھا کر نازک سی انگلیون مین　　رنگت کو اسکی اپنی پوشاک سے ملائی
جس دم کیا مقابل کسوت سے اپنے اسکو　　دیکھا تو اسکی رنگت اسپر ہوئی سوائی
پھر تو بصد مسرت اور سو نزاکتون سے　　نازک بدن پر اپنے پوشاک وہ کھپائی
چمپے کا عطر ملکر موقع سے پھر خوشی ہو　　سیمین کلائیون مین ڈالے کڑے طلائی
بن ٹھن کے اس طرح سے پھر راہ لی چمن کی　　دیکھی بہار گلشن بھر طرب فزائی

جس جس روش کے اوپر جا کر ہوا نمایاں — کس کس روش سے اپنی آن دادا دکھائی
کیا کیا بیان ہو جیسے پکی چمن چمن میں — وہ زرد پوشی اسکی وہ طرز دلربائی
صد برگ نے صفت کی نرگس نے بے تامل — لکھنے کو وصف اسکا اپنی قلم اٹھائی
پھر صحن میں چمن کے آیا بحسن و خوبی — اور طرفہ تر بسنتی اک انجمن بنائی
اس انجمن میں بیٹھا جب ناز و تمکنت سے — گلدستہ اسکے آگے ہنس ہنس بسنت لائی
کی مطربوں نے خوش ہو آغاز نغمہ سازی — ساقی نے جام زریں بھر بھر کے مے پلائی

دیکھ اسکو اور مجلس اسکی نظیر ہر دم
کیا کیا بسنت اگر اُس وقت جگمگائی

ولہ

جوش نشاط و عیش ہے ہر جا بسنت کا — ہر طرفہ روزگار طرب زا بسنت کا
باغوں میں لطف نشو و نما کی ہیں کثرتیں — ہر بزم میں نغمہ خوشدلی افزا بسنت کا
پھرتے ہیں کر لباس بسنتی جو دلبران — ہے جیسے زرنگار سراپا بسنت کا
چادر پہ یار کے یہ کہا ہم نے صبحدم — اے جان ہے اتنو ہر کہیں چرچا بسنت کا
تشریف تم نہ لائے جو کر کر بسنتی پوشش — کیسے گناہ ہم نے کیا کیا بسنت کا
سنتے ہی اس بہار سے نکلا کہ جسکے تئیں — دل دیکھتے ہی ہو گیا شیدا بسنت کا

اپنا وہ خوش لباس بسنتی دکھا نظیر
چمکا یا حسن یار نے کیا کیا بسنت کا

کر گئی ہے اسکی مژگاں کی جھپک یکدل میں — کل اگر چاہے تو ہمدم اسکو ملتی کچھ ملال یا کہیں
کچھ تو جاتا دل سے خار بیقراری کا خلش — کاش وہ نوک مژہ دیتی قرار اک پل کہیں

وہ کف پا جسنے سہلائی ہی نازک نرم نرم
کیا جتاتی ہو تو اپنی نرمی اے مخمل ہمین

اس پری رو کی گلی مین یا نہان یا آشکار
جسطرح سے ہو سکے اے ہمنشین لے چل ہمین

ہم تو ہون کیفی ترے پر کیا کرین اے چشم یار
ہوش مین آنے نہین دیتا ترا کاجل ہمین

دل تمہم ابرو کو دیتے ہین تو کس کس پیچ سے
دام مین لیتا ہے اُس کاکل کا اِک اِک بل ہمین

ہمتو اُسکے چاہنے والے ہین مدت سے نظیر
اور نیا گنتا ہی ابتک وہ صنم چنچل ہمین

ہو کیون نہ ترے کام مین حیران تماشا
یارب تری قدرت مین ہو ہر آن تماشا

لے عرش سے تا فرش نئے رنگ نئے ڈھنگ
ہر شکل عجائب ہی ہر اک شان تماشا

افلاک پہ تارونکی جھمکتی ہی طلسمات
اور روی زمین پر گل و ریحان تماشا

جنات پری دیو ملک حور بھی نادر
انسان جو ہین تو ہیو ان تماشا

جب حسن کے جاتی ہے مرقع پہ نظر آہ
کیا کیا نظر آتا ہی ہر اک آن تماشا

چوٹی کی گندھاوٹ کہین دکھلاتی ہی لہرین
رکھتی ہی کہین زلف پریشان تماشا

گر عشق کے کوچے مین گذر کیجے تو وان بھی
ہر وقت نئی سیر ہے ہر آن تماشا

منہ زرد بدن خشک جگر چاک الم ناک
غل شور تپش نالہ و افغان تماشا

ہم پیت لگا ہونکی نظر مین تو نظیر آہ
سب ارض و سما کی ہی گلستان تماشا

سمجھے اسے سب جیسے کہ خوش یار ہمین سے
ایسے ہی تم اب رہتے ہو بیزار ہمین سے

ہین سب سے تو اے ماہ اشارات لیکن
رہتی ہے کھچی ابروے خمدار ہمین سے

محفل مین جو دیکھا تو ادھر تم ہو خفا اور
ساقی کو بھی ہی تجیت و تکرار ہمین سے

اورون سے جو کہتے ہو کہ ہم ان سے ہین ناخوش
اُسکو تو فقط کرنا ہے اظہار ہمین سے

گلگشت چمن کرتے ہو جب ہمرہ یاران
وان بھی غرض آتی ہے تمھین عار ہمین سے

اقرار ملاقات ہے ہر اک سے بصد مہر
کی غور تو ہیگا تمھین انکار ہمین سے

سمجھے گا جو رستے کو نظیر اہل وفا کے
تو ملنے لگے گا وہ طرحدار ہمین سے

نہ سرخی غنچۂ گل مین ترے دہن کی سی
نہ یاسمن مین صفائی ترے بدن کی سی

مین کیون نہ پھولون کہ اُس گلبدن کے آنیسے
بہار آج مرے گھر مین ہے چمن کی سی

یہ برق ابر مین دیکھے سے یاد آتی ہے
جھلک کسی کے ڈوپٹہ مین نورتن کی سی

گلون کے رنگ کہ کیا دیکھتے ہو اے خوبان
یہ رنگتین ہین تمھارے ہی پیرہن کی سی

جو دل تھا وصل مین آباد تیرے ہجر مین آہ
ہوئی ہے شکل اب اُسکی اجاڑ بن کی سی

تو اپنے تن کو نہ دے نسترن سے اب تشبیہ
بھلا تو دیکھ یہ نرمی ہے تیرے تن کی سی

ترا جو پانون کا تلوا ہے نرم مخمل سا
صفائی اسمین ہے کہیے تو نسترن کی سی

نظیر ایک غزل اس زمین مین اور بھی لکھ
کہ اب تو کم ہے روانی ترے سخن کی سی

نہین ہوا ہے یہ بو نافۂ ختن کی سی
لپٹ ہے یہ تو کسی زلف پرشکن کی سی

مین ہنسکے اسلیے منہ چومتا ہون غنچہ کا
کہ کچھ لطافت ہے اسمین ترے دہن کی سی

خدا کیواسطے گل کو نہ میرے ہاتھ سے لو
مجھے بو آتی ہے اسمین کسی بدن کی سی

ہزار تن کے چلین بانکے خوبرو لیکن
کسی مین آن نہین تیرے بانکپن کی سی

مجھے تو اُسپہ نہایت ہی رشک آتا ہے
کہ جسکے ہاتھ سے پوشاک تیرے تن کی سی

کہا جو تمنے کہ منکا ڈھلا تو آؤن گا
ہی بات کچھ نہ کچھ اسمین بھی مکر وفن کی سی

وگرنہ سچ ہی تو ای جان اتنی مدت مین
یہی بس ایک کہی تمنے میرے من کی سی

وہ دیکھ شیخ کو لاحول پڑھکے کہتا ہی
یہ آئے دیکھئے داڑھی لگا کے سن کی سی

کہان تو اور کہان اُس پری کا وصل نظیر
میان تو چھوڑ یہ باتین دیوانے پن کی سی

ولہ

وہ رشک چمن گل جو زیب چمن تھا
چمن جنبش شاخ سے سینہ زن تھا

گیا مین جو اُس بن چمن مین تو ہر گل
مجھے اُس گھڑی اخگر پیرہن تھا

یہ غنچہ جو بے درد گلچین نے توڑا
خدا جانے کسکا یہ نقش دہن تھا

تن مردہ کو کیا تکلف سے رکھتا
گیا وہ تو جس سے مزین یہ تن تھا

کئی بار ہمنے یہ دیکھا کہ جن کا
مشین بدن تھا معطر کفن تھا

جو قبر کہن اُنکی اُکھڑی تو دیکھا
نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا

نظیر آگئے ہمکو ہوس تھی کفن کی
جو سوچا تو ناحق کا دیوانہ پن تھا

دیکھکر کرتی گلیمین سبز دھانی آپ کی
دھان کے بھی کھیت نے آن بانی آپ کی

کیا تعجب ہی اگر دیکھے تو مردہ جی اُٹھے
چین نیفے کی ڈھلک پڑو یہ آنی آپ کی

ہتو کیا ہین دل فرشتے کا بھی کافر چھین لے
ٹک جھمک دکھلا کے پھر انگیا چھپانی آپ کی

آ پڑے دو سو برس کے مردہ بیجان مین جان
جسکے اوپر دو گھڑی ہو مہربانی آپ کی

اک لپیٹ کشتی کی ہمسے بھی تو کر دیکھو ذرا
ہان بھلا ہم بھی تو جانین پہلوانی آپ کی

دیکھو کہنا مانو مت خالی سلائی سے رکھو ورنہ کوسے گی ہمین یہ سرمہ دانی آپ کی
چھلّے غیرون پاس تو وہ خاتم زرانے نگار ہی ہمارے پاس بھی ابتک نشانی آپ کی
وقت تو جاتا رہا پر بات باقی رہگئی ہی یہ جھوٹی دوستی اب ہمنے جانی آپ کی
ہمنے بھیجا تمکو تم کہتے ہو یان پہونچا نہین لگا گئی شاید وہ کٹنی میر سجانی آپ کی
ایک شب ایجان جان گھر مین ہمکر ریجائیے حال پر بندیکے ہوگی مہربانی آپ کی
کیا عجب صورت رقیبِ روسیہ کی دیکھکر خوف سے حالت ہوئی ہو پانی پانی آپ کی
ایک عالم کو ہمن کیطرح سر پھوڑیگا اب گر اِسی صورت رہی شیرین زبانی آپ کی

کیا ہمین لگتی ہی پیاری جب وہ کہتی ہی نظیر
ہی میان کچھ اِندنون نامہربانی آپ کی

دیکھ عقدِ ثریّا ہمین انگور کی سوجھی کیون بادہ کشو ہمکو بھی کیا دور کی سوجھی
موسٰی کے تئین گو شجرِ طور کی سوجھی پر ختمِ رسالت کو بہت دور کی سوجھی
ہمنے تو اُسے دیکھ کے جانا کہ پری ہی پریون نے جو دیکھا تو انھین حور کی سوجھی
غش کھاکے گرا پہلے ہی شعلے کی جھلک سے موسٰی کو بھلا کیئیے تو کیا دور کی سوجھی
دیکھا جو نہاتے ہمین وہ گورا بدن اُس کا بلور کی چوکی پہ جھلک نور کی سوجھی
سر پانون سے جب پھنس گئے اُس زلف مین ہم تب ہمکو سیاہی شبِ دیجور کی سوجھی
جنت کے لیے شیخ جو کرتا ہی عبادت کی غور جو ظاہر مین تو مزدور کی سوجھی

مصنوع مین صانع نظر آوے تو نظیر آہ
نزدیک ہی کیا ہے کہ جہان دور کی سوجھی

وہ مجھکو دیکھ کچھ اسقدر ہے شرمسار ہوا کہ مین خفا ہی پہ اُسکی فقط نثار ہوا

جنہونکو بوسہ دیے ہنسکے اوندھین گالی
ہزار شکر بھلا اس قدر تو پیار ہوا

ہمارے مرنیکو ہان تم تو جھوٹ سمجھے تھے
کہا رقیب نے لو اب تو اعتبار ہوا

قرار کرکے نہ آیا وہ سنگدل کافر
پڑین قرار تپے سر پہ کچھ قرار ہوا

گلے کا ہار جو اس گلبدن کا ٹوٹ پڑا
تو ڈر نظیر کا وہین اُسکو ایک بار ہوا

کسی سے اور تو کچھ بس چلا نہ اُس کا نظیر
ندان میرے ہی آکر گلے کا ہار ہوا

کب مثل شیشہ اُنکا کسی سے برائے دل
پتھر جنہین خدا نے دیا ہو بجائے دل

جب سے چلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچکر
دل سے مرے صدا یہی نکلی کہ ہائے دل

آوے اگر بتان کے تئین رسم دلبری
تو تو جہان مین پھر کہین ڈھونڈھا نپائے دل

اب تو تری جفا سے یہ مانگون ہون مین دعا
ظالم خدا کرے کہ کہین تو لگائے دل

اور جسپہ تو فدا ہو وہ ظالم ہوا اسقدر
جو مطلقاً ترا وہ نہ خاطر مین لائے دل

تجھپر بھی چند روز تو یہ کشمکش رہے
دُر دُر اُدھر کرے اور ادھر کو ستائے دل

ناچار جیسے تجھ سے چھڑاتا ہون دل کو مین
ایسا ہی تو بھی اُس سے لگا کر چھڑائے دل

شیدا ہون مین تو لیلی و مجنون کی چاہ پر
خالق نے کیا ہی خوب ہی اُنکے بنائے دل

تھے اُسکے پاسکے آبلے چھاتی پہ اُسکی آہ
کیا اتحاد جسم تھا اور کیا صفائے دل

ہین یہان پڑے جو اہل دل اکثر یہ کہتے ہین
چھوٹا سا اک نظیر بھی ہی خاکپائے دل

ہنسے روئے پھرے رسوا ہوئے جا کی بند سے چھوٹے
غرض ہمنے بھی کیا کیا کچھ محبت کے مزے لوٹے

کلیجے مین پھپھولے دل مین داغ اور گلے مین ہاتھون پر
نکالے ہین دکھیئے ہم مین بھی یہ الفت کے گل بوٹے

تفاوت کچھ نہین گلچین مین اور بیدرد خوبان مین ۔ جو اُسکے ہاتھ گل ٹوٹے تو انکے ہاتھ دل ٹوٹے
ہزاروں گالیان دین پھر ذرا ہنسکر ادھر دیکھا ۔ بھلا اتنی تسلی سے پھپھولے دلکے کب پھوٹے
مچلتے ہو مجھے تم مین یہ مانگوں ہون دعاؤں مین ۔ کوئی دلبر مرے آگے تمھین بھی خوب سا کوٹے
زبانی کرکے مقراض ورنہ دشنام کا کاغذ ۔ ہمارے حق مین کیا کیا آپنے کتری ہین گل بوٹے
یہ کہتے ہین کہ عاشق چھوٹ جاتا ہی اذیت سے ۔ جب اُسکی عمر کو لشکر اجل کا آنکر لوٹے

ہماری روح تو پھرتی ہی معشوقوں کی گلیوں مین
نظیر اب ہم تو مرکر بھی نہ اس جنجال سے چھوٹے

روح غم مین چشم نے گوہر اُگل کر بھر دیے ۔ اشک نے جنگل کے جنگل دم مین جل تھل کر بھر دیے
جلوہ گر محفل مین رات اُس حسن کے شعلے کو دیکھ ۔ شمعدان شمعوں نے اپنے سب پگھل کر بھر دیے
کل جو ٹک رویا کسی کو یاد کر وہ گلبدن ۔ اشک تھے آنکھوں مین یا موتی مچلکر بھر دیے
جام کم بھرتے ہین ساقی کو ذرا چھیڑا جو مین ۔ اُسنے اک دو چار ساغر مجھکو جلکر بھر دیے
ذبح کرتا تھا وہ قاتل مجھ تپش آلودہ نے ۔ خون مین سب دامن کے پاٹ اُسکے اُچھلکر بھر دیے
زخم شانے کے تری زلفون نے ای وعدہ خلاف ۔ آخرش لیت و لعل سے آجکل کر بھر دیے
کہتے ہین آ باغبان جتنے کہ خالی تھے چمن ۔ جوش گل نے ابکی وہ سب پھول پھل کر بھر دیے

اب ترے رونیکا عالم حد سے گذرا ہی نظیر
اشک نے تیرے تو سب جل تھل نکلکر بھر دیے

کہتے ہین یان کہ مجھسا کوئی مہ جبین نہین ۔ پیارے جو ہمسے پوچھو تو یان کیا کہین نہین
تجھسا تو کوئی حسن مین یان نازنین نہین ۔ یون نازنین بہت ہین پہ ناز آفرین نہین
ساقی کو جام دیتے ہین اُس خوش نگہ کو آہ ۔ ہر دم اشارتین ہین کہ اُسکے تئین نہین

جب اُس نہین کے کہنے سے مانے ہی وہ بڑا — آپ ہی پھر اُسکو کہتا ہون ہنسکر نہین نہین
اتنا تو چھیڑتا ہون کہ کہتا ہی جب وہ شوخ — بندہ تو میرا مول خرید ا نہین نہین
ساقی تجھے قسم ہے دیے جا مجھے تو جام — یان دم مین دم جو ہوتی نہین جب تلک نہین

پوچھے ہے اُس سے جب کوئی قتل نظیر کو
کہتا ہے ہنسکے مارا ہے ہان ہان نہین نہین

کج سپری چشم پری زلف پری آن پری — کیون نہ اب نام خدا ہو ترے قربان پری
جھمکی چمکی وہ ثریا کی کرن پھول وہ پھول — بُندے بالے پری موتی پری اور کان پری
رشک خورشید جبین ابر سیہ سے بیچے — لہر چوٹی کی غضب زلف پریشان پری
حسن گلزار قمر شکل صراحی گردن — مہ جبین سیب ذقن چاہ زنخدان پری
ناز و غمزہ کی بلا تیر نگہ دست سنان — تیغ ابرو کی ستم نرگس مژگان پری
مسکرانے کی ادا جیسے چمک بجلی کی — آن ہنسنے کی قیامت لب و دندان پری
آنکھ مستی کی بھری شوخ نگاہین چنچل — قہر کاجل کی کھجاوٹ مسی و پان پری
بینی اور نتھ کا یہ عالم کہ چھیدے دل جس سے — حور چینی کی جھلک گوہر غلطان پری
دیکھ جھمکی چاندی جگنون بھی ستارون کی مثال — عطر وان طرفہ وہ توڑے بھی درخشان پری
چاک سینے کا غضب صاف بدن موتی سا — انگیا تصویر سی کرتی کا گریبان پری
پیٹ گل برگ سا شکم سیم کمر تار نگاہ — شان بلور گلاوٹ مین ہر اک ران پری
کفش ایشوار کا وہ چسکے کنارے قربان — چال آفت کی نشان جنبش دامان پری

کیا کہون اُسکے سراپا کی مین تعریف نظیر
قد پری سج پری عالم پری اور شان پری

زاہد در روضۂ رضوان سے کہو عشق اللہ — عاشق کوچۂ جانان سے کہو عشق اللہ

جسکی آنکھوں نے کیا بزم دو عالم کو خراب — کوئی اُس فتنۂ دوران سے کہو عشق اللہ

یار رو دیکھو جو کہیں اُس گل خندان کا جمال — تو مرے دیدۂ گریان سے کہو عشق اللہ

ہیں جو وہ کُشتۂ شمشیر نگاہِ قاتل — جاکے اُن گنج شہیدان سے کہو عشق اللہ

آہ کے ساتھ مرے سینے سے نکلے ہی دھوان — ای بتان مجھ دل بریان سے کہو عشق اللہ

یاد میں اُسکے رخ و زلف کی ہر آن نظیر
روز و شب سنبل و ریحان سے کہو عشق اللہ

ای شوخ ہر گھڑی نہ ہوس آشنا کو چھیڑ — ایسا ہی چھیڑتا ہی تو اہل وفا کو چھیڑ

چھیڑیگا جب تو پیش نہ جاویگا کچھ فسون — ای دل نہ اُسکے افعی زلف دوتا کو چھیڑ

چھیڑیں تو یار مجھکو بھی ہنسکے بہت وے — دل کی خوشی یہی ہی کہ اُس دلربا کو چھیڑ

رک رک کے اشک چشم کے لایا ہی عنقریب — ای غنچہ لب تو اب نہ دل مبتلا کو چھیڑ

اک حرف چھیڑ کا تو صریحا نہ کہہ نظیر
چھیڑے اگر تو پردے میں اُس پُرجفا کو چھیڑ

واسوخت

دوستان شرح پریشانی من گوش کنید — قصۂ بے سر و سامانی من گوش کنید

گفتگوی من و حیرانی من گوش کنید — داستان غم پنہانی من گوش کنید

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

روزگاری من و دل ساکن کوے بودیم — تابع خوی بت عربدہ جوے بودیم

عقل و دین باختہ دیوانۂ روے بودیم ۔۔۔ بستۂ سلسلۂ سلسلہ موے بودیم

کس دران سلسلہ غیر از من دلبند نبود
یک گرفتار ازین جملہ کہ ہستند نبود

این ہمہ مشتری و گرمی بازار نداشت ۔۔۔ یوسفی بود ولے ہیچ خریدار نداشت
نرگس غمزہ زنش این ہمہ بیمار نداشت ۔۔۔ سنبل پُر شکنش ہیچ گرفتار نداشت

اول آنکس کہ خریدار شدش من بودم
باعث گرمیِ بازار شدش من بودم

عشقِ من شد سببِ خوبی رعنائی او ۔۔۔ داد رسوائی من شہرۂ زیبائی او
بسکہ کردم ہمہ جا شرح دل افزائی او ۔۔۔ شہر پُر گشت ز غوغاے تماشائی او

این زمان عاشق سرگشتہ فراوان دارد
کے سر و برگ من بے سر و سامان دارد

چارۂ نیست بر آرم بہ ازین راے دگر ۔۔۔ کہ دہم جاے دگر دل بدل آراے دگر
چشم خود فرش کنم زیر کف پاے دگر ۔۔۔ بر کفِ پاے دگر بوسہ زنم جاے دگر

بعد ازان راے من اینست ہمین خواہد بود
من برین ہستم و البتہ چنین خواہد بود

پیش تو یار نو و یار کہن ہر دو یکیست ۔۔۔ حرمتِ مدعی و حرمت من ہر دو یکیست
قول زاغ و غزلِ مرغ چمن ہر دو یکیست ۔۔۔ نالۂ بلبل و فریاد زغن ہر دو یکیست

تو ندانستہ کہ قدرِ ہمہ یکسان نہ بود
زاغ را مرتبۂ مرغ خوش الحان نہ بود

چون چنین ست پئے کارِ دگر باشم بہ
چند روزے پئے دلدارِ دگر باشم بہ
مرغِ خوش نغمۂ گلزارِ دگر باشم بہ
عندلیبِ گلِ رخسارِ دگر باشم بہ
تو گلے کو کہ شوم بلبلِ دستان سازش
سازم از تازہ جوانانِ چمن ممتازش

آنکہ در جانم از و دمبدم آزارے ہست
میتوان یافت کہ از من بدلش بارے ہست
از من و بندگیِ من اگرش عارے ہست
بفروشد کہ بہر گوشہ خریدارے ہست
بہ وفاداریِ من نیست درین شہر کسے
بندۂ ہمچو مرا ہست خریدار بسے

مدتے در رہِ عشق تو دویدیم بس ست
راہ صد بادیہ بیداد بدیدیم بس ست
قدم از راہِ طلب باز کشیدیم بس است
اول و آخر این مرحلہ دیدیم بس ست
بعد ازین ماہ سرکوے دل آراے دگر
بہ غزالی و غزل خوانی و غوغاے دگر

اے پسر چند بکامِ دگرانت بینم
سرخوش و مست ز جامِ دگرانت بینم
مائلِ عیشِ مدامِ دگرانت بینم
ساقیِ مجلسِ عامِ دگرانت بینم
تو چہ دانی کہ شدی یار بہ بیباکی چند
چہ ہوسہا کہ ندارم بہ ہوسناکے چند

تو مپندار کہ مہر از دلِ پر خون نرود
آتشِ عشق بجان افتد و بیرون نرود
این محبت بصد افسانہ و افسون نرود
چہ گمان غلط ست این نرود چون نرود
چند کس از تو و یاران تو آزردہ بود
دو زخ از سردیِ این طائفہ افسردہ بود

بار این طائفہ خاطر بر انداز مباش — از توجیف ست باین طائفہ وسادہ مباش
میشوی شہرہ باین فرقہ ہم آواز مباش — غافل از لعب حریفانِ دغا باز مباش

بہ کہ مشغول باین شغل نسازی خود را
این نہ کاریست مبادا کہ ببازی خود را

در کمینِ تو بسے عیب شماران ہستند — سینہ پر کینہ زتو سینہ فگاران ہستند
داغ بر سینہ زتو کینہ گذاران ہستند — غرض انیست کہ در قصد تو یاران ہستند

باش مردانہ کہ ناگاہ قفاسے نہ خورے
واقفِ میکشی خود باش کہ پائے نخوری

گرچہ از خاطرِ وحشی ہوسِ روئے تو رفت — از دلش آرزوِ قامتِ دلجوے تو رفت
دلِ آزردہ و آزردہ دل از کوئے تو رفت — با دلِ پر گلہ از ناخوشیٔ خوے تو رفت

حاشیہ نیست کہ وفاے تو فراموش کند
سخنِ مصلحت آمیز کسان گوش کند

ولہ

ایگلِ تازہ کہ بوسے ز وفا نیست ترا — خبر از سرزنشِ خارِ جفا نیست ترا
التفاتے باسیرانِ بلا نیست ترا — ما اسیرِ تو و اصلا غمِ ما نیست ترا
رحم بر بلبلِ بے برگ و نوا نیست ترا — بر اسیرِ غمِ خود رحم چرا نیست ترا

فارغ از عاشقِ غمناک نمے باید بود
جانِ من این ہمہ بے باک نمی باید بود

ہمچو گل چند بروے ہمہ خندان باشی — ہمدم غیر بہ گلگشت گلستان باشی

آن زمان باگران دست وگریبان باشی — جمع باجمع نباشند پریشان باشی
نان بیندیش کہ ازکردہ پشیمان باشی — باد حیرانی ما آرسے وحیران باشے

ما تباشیم کہ باشند کہ جفاسے توکشد
بجفا سازد وصد جور براسے توکشد

شب بکاشانۂ اغیار سنے باید بود — ہم جا باہمہ کس یارسنے باید بود
ہمرۂ غیر بہ گلزار سنے باید بود — غیر را شمع شبِ تار سنے باید بود
تشنۂ خون من زار سنے باید بود — تا باین مرتبہ خونخوار سنے باید بود

من اگرکشتہ شوم باعثِ بدنامی تست
موجب شہرتِ بیباکی وخودکامے تست

دیگرے جز تو مرا این ہمہ آزار نکرد — چو تو کس درنظر خلق مرا خوار نکرد
انچہ کردی تو بمن ہیچ ستمگار نکرد — این ستمہا دگرے با منِ بیمار نکرد
ہیچکس این ہمہ آزار من زار نکرد — ہیچ سنگین دلِ این کار بمن کار نکرد

گر ترا آزردن من ہست غرض مردن من
مردم آزار مکش ازپئے آزردن من

جانمن سنگدلی دل تبو دادن غلط است — چشم امید بروسے توکشادن غلط است
بسر راہ توچون خاک فتادن غلط است — روی ترکردہ بدرگہ تو نہادن غلط است
رفتن اولی است زکوتو ستادن غلط است — جان شیرین بہ تمناسے تو دادن غلط است

چون ندانی کہ غم عاشق نزارت باشد
چون شوی خاک بران خاک گذارت باشد

مدتے ہست کہ من دانم و تدبیری نیست
از غمت سر بگریبانم و تدبیرے نیست
از برای تو پریشانم و تدبیرے نیست
ہمچو زلف تو پریشانم و تدبیرے نیست
چون دل رفتہ ز دامانم و تدبیرے نیست
چہ توان کرد کہ حیرانم و تدبیرے نیست

شرح درماندگی خود بکہ تقریر کنم
عاجزم چارۂ من نیست چہ تدبیر کنم

نخل نوخیز گلستان جہان بسیار است
با لب ہمچو شکر تنگ دہان بسیار است
جان من ہمچو تو غارتگر جان بسیار است
گل این باغ و چمن سرو روان بسیار است
طوق زرین کمر و ہمچو میان بسیار است
طوق زرین کمر و ہمچو میان بسیار است

دیگرے این ہمہ آزار بہ عاشق نکند
قصد آزردن یاران موافق نکند

مدتے شد کہ در آزارم و میدانے تو
از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو
از برای تو چنین زارم و میدانی تو
بکمند تو گرفتارم و میدانے تو
خون دل از مژہ می بارم و میدانی تو
چہ توان کرد در آزارم و میدانی تو

تا کے از ستم و جور تو دل خون باشم
از مژہ خون جگر ریزم و محزون باشم

کن آن طور کہ شرمندہ شوم از خویت
دیدہ پوشم ز تماشاے رخ نیکویت
دست بر دل نہم و پاے کشم از کویت
نکنم بار دگر یاد قد دلجویت
خجلگی گیرم و شرمندہ شوم از رویت
گوشہ گیرم و من بعد نیایم سویت

بشنو و پند مکن قصد دل آزردۂ خویش
ورنہ بسیار پشیمان شوی از کردۂ خویش

چند صبح آیم و از خاک درت شام روم
از سر راه تو چون خاک بناکام روم
بسر راه تو آیم نشوے رام روم
صد دعا گویم و آزرده بدشنام روم
دور رو و از تو من تیره سرانجام روم
نبود زهره که همراه تو یک گام روم

کس چرا اینهمه سنگین دل و بدخو باشد
جان من این روشے نیست که نیکو باشد

ار چه با من نشوی یار چه می پرهیزے
یار شو با من بیا هیچ مے پرهیزے
حرف زن اے بت خونخوار چه مے پرهیزے
کیست مانع ز من زار چه مے پرهیزے
نه حدیثے کنی اظهار چه مے پرهیزے
بکشا لعل شکر بار چه مے پرهیزے

که ترا گفت که با من ز وفا حرف مزن
چین برابرو زن و یکبار بیا حرف مزن

درد من کشته شمشیر بلا مے داند
سوز من سوخته داغ جفا میداند
پاک بازم همه کس طور مرا مے داند
عاشقے هیچ منت نیست خدا مے داند
میکنم ساکن صحراے فنا مے داند
همه کس حال من بے سر و پا مے داند

چارهٔ من کن و مگذار که بے چاره شوم
سر خود گیرم و از کوے تو آواره شوم

از سر کوے تو با دیدهٔ تر خواهم رفت
چهره آلوده بخوناب جگر خواهم رفت
تا نظر مے کنی از پیش نظر خواهم رفت
نه که این بار چو هر بار دگر خواهم رفت
گر نه رفتم ز درت شام و سحر خواهم رفت
روی باز آمدنم نیست اگر خواهم رفت

از جفاے تو من زار برفتم رفتم
لطف کن لطف که این بار برفتم رفتم

در صنعت واسع الشفتین

آیا نہیں جو کر کر اقرار ہنستے ہنستے
جُل دے گیا ہے شاید عیار ہنستے ہنستے

اتنا نہ ہنس دل اُس سے ایسا نہو کہ چنچل
لڑنے کو تجھسے ہووے تیار ہنستے ہنستے

لیکر صریح دلکو وہ گلعذار یارو
ظاہر کرے ہے کیا کیا انکار ہنستے ہنستے

ہنس ہنسکے چھیڑ اُسکو زنہار تو نہ اے دل
ہوگا گلے کا تیرے یہ ہار ہنستے ہنستے

ہنسنے کی آن دکھلا لیتا ہے دل کو گلرو
کرتا ہے شوخ یار دیہ کار ہنستے ہنستے

جھنجھلا کے حال دل کا کہنا نہیں روا ہے
لائق یہاں تو کرنا انکار ہنستے ہنستے

دستار سرخ سجکے طرہ زری کا رکھکر
آیا جو دل کو لینے دلدار ہنستے ہنستے

آنکھیں لڑا کے اُسنے ہنسکر نگہ کی ایسی
جو لیگیا دل آخر خونخوار ہنستے ہنستے

آیا ہے دیکھنے کو تیرے نظیر اے گل
دکھلا دے ٹک تو اُسکو دیدار ہنستے ہنستے

مخمسات و مسدسات وغیرہ

جس دن سے ادا مجھکو اُس بُت کی لگی پیاری
اور کھپ گئی آنکھوں میں چنچل کی طرحداری

دل پھنس گیا زلفوں میں اُس شوخ کے یکباری
دیوانگی آپہونچی باقی رہی ہشیاری

کیا کیجے ہوئی اب تو یاں دل کی گرفتاری

اتنا ہوں جو ٹک جاکر تو مجھسے وہ لڑتا ہے
کچھ بات جو کہتا ہوں جھنجھلا کے جھگڑتا ہے

گردن کو پکڑ میری سر کو بھی رگڑتا ہے
جو جو وہ دکھاتا ہے سب دیکھنا پڑتا ہے

کیا کیجے ہوئی اب تو یاں دل کی گرفتاری

اِس چاہ کے دریا میں دن رات میں بہتا ہوں
خود طعن بھی جو کھاتا ہوں تو کچھ نہیں کہتا ہوں

ہر دم کے ستم اُسکے میں کھینچتا رہتا ہون — جو ظلم وہ کرتا ہے ناچار میں سہتا ہون
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

صورت جو کبھی اُسکی ٹک دیکھنے جاتا ہون — وہ گالیان دیتا ہے میں سر کو جھکاتا ہون
چھڑکے ہے خفا ہو کر جب حال دکھاتا ہون — تیوری وہ چڑھاتا ہے میں خوف میں آتا ہون
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

دل دیکے تجھے یار دو دکھ درد ہوا اہا — پلکون نے ستمگر کی اب دلکو مرے گاہا
روتا ہون تو کہتا ہے کیون تو نے مجھے چاہا — جتنا وہ ستاتا ہے کہتا ہون اہا ہا ہا
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

کہیے گا روٹا تو ہتھیلی کو بھر دونگا مین — جو چیز منگاؤگے لا آگے دھر دونگا مین
راتون کو نگہبانی کرتے نہ ڈرونگا مین — بھیجی کو جو کہیئے گا جیتا بھی کرون گا مین
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

بیٹھوگے تو ہر ساعت رومال جھلونگا مین — گرمی میں جو کہیئے گا تو پنکھے ملون گا مین
خدمت کی جو باتین ہین اُنسے نہ ٹلونگا مین — جاؤگے کہیں جسدم تو ساتھ چلونگا مین
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

در پر جو بٹھاؤگے دربان کہاؤن گا — فراش بناؤگے تو فرش بچھاؤن گا
تو سن کے بھی ملنے سے منھ کو نہ پھراؤن گا — گر گھاس منگاؤگے تو گھاس بھی لاؤنگا
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

تقصیر نہووے گی کچھ خدمت سامی مین — ہوگا وہی آویگا جو رائے گرامی مین
آویگی نہیں ہرگز خاطر مری خامی مین — حاضر ہے نظیر ایجان اسوقت غلامی مین

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

ولہ

دکھلا کے جھمک جسکو ٹک چاہ لگا دیجے
پھر اُسکو بہت ایجان یا لا نہ بتا دیجے
سو ناز اگر کیجے الفت بھی جتا دیجے
منظر کے وٹرا ور کو آگے سے ہٹا دیجے
پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

دیکھی سے ہے تمھاری جو چہرہ کی جھمک ایجان
دل سینے مین تڑپے ہے جو دیکھ لے پھر اک آن
سے ہمکو بہت مشکل اور تمکو بہت آسان
ہے عرض یہی اب تو اے بادشہِ خوبان
پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

چھپتے ہو عیان ہو کر ہو تم اگر اس ڈھب سے
عاشق بھی تو شیدا ہین چاہک ہین مطلب کے
دیدار کی خواہش مین ہم یان ہین کھڑے کب کے
جس ڈھب سے دکھایا تھا ویسی ہی طرح اب کے
پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

آنکھین بھی ترستی ہین اور دل بھی بہت حیران
کل پڑتی نہین اکدم بن دیکھے ہوئے ایجان
گر حُسن دکھا ہمکو بیتاب کیا ہے یان
تو مہر سے ٹک ہنسکر اے رشکِ مہِ تابان
پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

آئی ہے نظر ہمکو جب سے وہ طرحداری
ٹھہری ہے اُسی دن سے خاطر مین طلبگاری
ٹک لیتے تمھین ہم تو جو ہوتی نہ لاچاری
گر ہمکو جلاتا ہے تو کر کے نمودا ری
پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

چھپنے کی اگر تمنے یان آن سواری ہے
تو بس نہین کچھ اپنا مرضی یہ تمھاری ہے
بن دیکھے ہوئے ہمکو ہر سانس کٹاری ہے
کچھ اور نہین خواہش یہ عرض ہماری ہے

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

دل ہجر محبت میں ہر آن جو بہتا ہے — اک آن تجھیں دیکھیں ارمان یہ رہتا ہے
جی ہو کے بہت بے بس دکھ درد یہ سہتا ہے — بیکل ہو نظیر اب تو اے جان یہی کہتا ہے
پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

ہولی

بھبوکے زرد پیراہن میں عطر حنیہ جب مہکا — ہوا نقشہ عیاں ہولی کی کیا کیا رسم اور رہ کا
گلال آلودہ گلچہروں کے وصف رخ میں نکلے ہیں — مزا کیا یا صریر کلک سے بلبل کی چہچہ کا
گلابی انکھڑیوں سے ہر نگہ سے جام مل پیکر — کوئی سرخوش کوئی بیخود کوئی لوٹا کوئی بہکا
چھڑکنا رنگ خوباں پر عجب شوخی دکھاتا ہے — کبھی کچھ تازگی دہ وہ کبھی انداز دہ رہ کا
بھگویا دلبروں نے جب نظیر اپنے کو ہولی میں
تو کیا کیا تالیوں کا غل ہوا اور شور قہ قہ کا

ہولی

آ جھمکی عیش و طرب کیا کیا جب حسن دکھایا ہولی نے — ہر آن خوشی کی دھوم ہوئی یوں لطف جتایا ہولی نے
ہر خاطر کو خرسند کیا ہر دل کو لبھایا ہولی نے — دف رنگیں نقش سنہری کا جس وقت بجایا ہولی نے
بازار گلی اور کوچوں میں غل شور مچایا ہولی نے

یا سوانگ کہوں یا رنگ کہوں یا حسن بتاؤں ہولی کا — سب ابرن تن پر جھمک رہا اور کیسر کا ماتھے ٹیکا
ہنس دینا ہر دم ناز بھرا دکھلانا سج دھج شوخی کا — ہر گالی مصری قند بھری ہر ایک قدم اٹکھیلی کا
دل شاد کیا اور موہ لیا یہ جوبن پایا ہولی نے

کچھ طبلے کھڑکے تال بجی کچھ ڈھولک اور مردنگ بجی — کچھ چھیڑیں بین رباب کی کچھ سارنگی [illegible] بجی

کچھ تار طنبوروں کے جھنکے کچھ ڈھمڈھمی مردنگ بجی ۔۔۔ کچھ گھنگرو چھم چھم جھم جھم کچھ گت پر آہنگ بجی

ہے ہر دم ناچنے گانے کا یہ تار بندھایا ہولی نے

ہر جاگہ تھال گلالوں سے خوش رنگ کی گلکاری ہے ۔۔۔ اور ڈھیر عبیروں کے لاگے سو عشرت کی تیاری ہے
ہیں راگ بہاریں دکھلاتے اور رنگ بھری پچکاری ہے ۔۔۔ منہ سرخی سے گلنار ہوئے تن کیسر کی سی کیاری ہے

یہ روپ جھمکتا دکھلایا یہ رنگ دکھایا ہولی نے

پوشاکیں چھڑکیں رنگوں کی ہر دم رنگ افشانی ہے ۔۔۔ ہر وقت خوشی کی جھلکیں ہیں ہر پیاری کی خوش شانی ہے
کہیں ہوتی ہے دھینگا مشتی کہیں ٹھٹھ کی کھینچا تانی ہے ۔۔۔ کہیں لٹیاں چھلکتی رنگ بھری کہیں چھینٹا کیچڑ پانی ہے

ہر چار طرف خوشحالی کا یہ برش بڑھایا ہولی نے

ہر آن خوشی میں آپس میں سب ہنس ہنس رنگ چھڑکتے ہیں ۔۔۔ رخسار گلالوں سے گلگوں کپڑوں سے رنگ ٹپکتے ہیں
کچھ آگ اور رنگ جھمکتے ہیں کچھ مے کے جام چھلکتے ہیں ۔۔۔ کچھ کودیں ہیں کچھ اچھلیں ہیں کچھ ہنستے ہیں کچھ بکتے ہیں

یہ طور یہ نقشا عشرت کا ہر آن بنایا ہولی نے

محبوب پری رو پیاروں کی ہر جانب نوک جھونکی ہے ۔۔۔ کچھ آن رنگیلی چلتی ہے کچھ بات لگاوٹ سے روکی ہے
کچھ سینوں میں تیغ چھپی سحر بھری کچھ گھات لگاوٹ شوخی کی ہے ۔۔۔ کچھ شور اہا ہا کا کچھ دھوم اہو ہو ہو ہو کی ہے

یہ عیش یہ حظ یہ کام یہ ڈھب ہر آن جتایا ہولی نے

محبوبوں سے رنگ لال ہو کہیں چلتی مے کی پیالی ہے ۔۔۔ کہیں ساز طرب کے بجتے ہیں دلشادان منہ پر لالی ہے
سو کثرت عیش مسرت کی خوش وقتی اور خوشحالی ہے ۔۔۔ کچھ بولی ٹھولی پیار بھری کچھ گالی ہے کچھ تالی ہے

ان چہروں کا ان چہلوں کا یہ تار لگایا ہولی نے

ہیں کیا کیا سیر رنگ بھرے اور سوانگ بھی کیا کیا لاتے ہیں ۔۔۔ کر باتیں ہر دم چہل کی پھر خوش ہنستے اور ہنساتے ہیں
کچھ جوگی چیلے بیٹھے ہیں کچھ کانھو بنکے گاتے ہیں ۔۔۔ کچھ اور طرح کے سوانگ بنیں کچھ ناچتے ہیں کچھ گاتے ہیں

ہر آن نظیرؔ اس فرحت کا سامان دکھایا ہونے

ولہ

ہے دید فقط منظور جنھیں وہ ہو کر جب بیکل نکلے — آ پہونچے اُسکے کوچے میں جو لیکر دل چنچل نکلے
کیا کام اُنھیں جو ہنس بولے یا شوخی اور چھل بل نکلے — ہے مقصد جنکے دیکھے سے وہ گھر سے جب اک پل نکلے
ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہوئے اور چل نکلے

نے پوچھا اُنسے کون ہو تم نہ اپنے جی کی بات کہی — گھر تا کچھ انکار پڑا نہ کہا ٹھہرا یوں ہی سہی
جب چھوڑی خواہش بوسے کی پھر کاہے کو دشنام سہی — جب سنگھ ہو گئے چنچل سے تو سب چھوڑ ہوس اتنی
ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہوئے اور چل نکلے

بیچین ہوا دل سینہ میں گر دیکھنے میں کچھ دیر ہوئی — گھبرا کے نکلے بے بس ہو اور شوق کی گھبراگھیر ہوئی
بازار گلی اور کوچے میں ہر ساعت ہیر اپھیر ہوئی — کتنی چاہ نظر بھر دیکھنے کی جس جاگہ پر مٹ بھیڑ ہوئی
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوئے اور چل نکلے

نہ خواہش پاس بٹھانے کی نہ حاجت زلف کھلانے کی — نہ غرض مسی کے ملنے کی نہ حجت پان چبانے کی
جو جی میں چاہ بھری ہے سی جو شمع سے ہو پروانے کی — جس جاگہ پر مٹ بھیڑ ہوئی ہے طرز یہی ملجانے کی
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوئے اور چل نکلے

بیتابی دل کے بیچ رکھی اور خاطر رنج آفات رکھی — ناکام رکھا مل بیٹھنے سے نہ اور مطلب کی گھات رکھی
اک حرف نہ لائے ہونٹوں پر دھن دیکھنے کی دن رات رکھی — جب سامنے آ گئے دلبر کے منظور یہی اک بات رکھی
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوشوقت ہوئے اور چل نکلے

اک آن ہمیں کل پڑتی ہے ہر آن کی جھلک لانے میں — نہ داخل جھڑکی کھانے میں نہ شامل ناز اٹھانے میں
نہ ایما نہ تصریح رہی کچھ دل کا حال جتانے میں — بس ایک غرض ہم رکھتے ہیں اُس تک آنے جانے میں

ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

ہی حسن جو اسکا ناز بھرا اور آن ادا بھی پائی ہی — سر پانون سے اس چنچل مین زینت و زیبائی ہی
جب گھر سے وہ دلبر نکلے ہی دل دیکھنے کا شیدائی ہی — ہمکو تو نظیر اس الفت مین یہ طرز یہی بن آئی ہی

ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

ولہ

ہی دام چھپا اسکی زلفون کی ہر اک بل مین — جادو ہی نگاہون مین اور سحر ہی کاجل مین
سر پانون سے شوخی ہی اس چلبلے چنچل مین — چتونکی لگاوٹ نے اک آن کی چھل بل مین

پلکون نے جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

کر لیجیے خبرداری ہرگز نہ ہو الا با — اور ایک کے سینہ کو عیار کی لے راہا
اس شوخ ستمگر نے غمزہ سے جو کھینچ چاہا — کی یارو یہ کچھ پھرتی کیا کہیے اہا ہاہا

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

کیا پیش چلے اس سے یون ناز بھرا ہو جو — کس طور سر کت جا ہونا ہو جو کچھ ہو سو
یہ گھات یہ چنچل پن کب یاد پری کو ہو — اس ڈھب کے تئین یارو دیکھو تو اہو ہوہو

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ہنس ہنس کے لگا جسدم وہ ناز و ادا کرنے — جی اسکی لگاوٹ سے ہر لحظہ لگا ڈرنے
ہر آن لگی اسکی سو مکر کے دم بھرنے — کیا کام کیا یارو اس شوخ ستمگر نے

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ڈرتے تھے بہت ہم تو اس شوخ لڑاکے سے — اور خوف مین تھے اسکے دھب آن ادا کے سے
آیا جو ادھر کو تھا عیار لباسکے سے — نظرونکے ملاتے ہی چنچل نے چھپا کے سے

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

رکھتے تھے بہت ہم تو ہر آن کی ہشیاری / خوبانسے نہ ملتے تھے تا ہو نہ گرفتاری
آج اُس بُتِ پرفن نے آکر یہ طرحداری / چُل دیکے ہمین لیا چھپ کر کرکے فسونکاری

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

سمجھے تھے اسے ہم تو محبوب یہ بھولا ہے / جو مکر ہے اور فن ہے ہرگز نہین آتا ہے
یہ بات نہ سمجھے تھے جو سحر کا نقشا ہے / کیا کہیے نظیر آگے یہ دور تماشا ہے

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ولہ

ہوا جو آکے نشان آشکار ہولی کا / بجا رباب سے ملکر ستار ہولی کا
سرود رقص ہوا بے شمار ہولی کا / ہنسی خوشی مین بڑھا کاروبار ہولی کا

زبان پہ نام ہوا بار بار ہولی کا

خوشی کی دھوم سے ہر گھر مین رنگ بنوائے / گلال عبیر کے بھر بھر کے تھال رکھوائے
نشو نکے جوش ہوئے راگ رنگ ٹھہرائے / جھمکتے روپ کے بن بن کے سوانگ دکھلائے

ہوا ہجوم عجب ہر کنار ہولی کا

گلی مین کوچے مین غل شور ہو رہے اکثر / چھڑکنے رنگ لگے یار ہر گھڑی بھر بھر
بدن مین بھیگے ہین کپڑے گلال چہرونپر / مچی یہ دھوم تو اپنے گھرونسے خوش ہوکر

تماشا دیکھنے نکلے نگار ہولی کا

بہار چھڑکوان کپڑون کی جب نظر آئی / ہر عشق بازنے دل کی مراد بھر پائی
ترنگ لہرا کے پکارا ہر ایک شیدائی / میان یہ تمنے جو پوشاک اپنی دکھلائی

خوش آیا اب ہمیں نقش و نگار ہولی کا

تمھارے دیکھ کے مُنھ پر گلال کی لالی — ہمارے دل کو ہوئی ہر طرح کی خوشحالی
دکھانے دی ہے گلرنگ کی بھری پیالی — جو ہنسکے دو ہمیں پیارے تم اُس گھڑی گالی
تو ہم بھی جانیں کہ ایسا ہی پیار ہولی کا

جو کی ہے تمنے یہ ہولی کی طرفہ تیاری — تو ہنسکے دیکھو ادھر کو بھی جان یکباری
تمھارے ہی آن بہت ہمکو لگتی ہے پیاری — لگا دو ہاتھ سے اپنے جو ایک پچکاری
تو ہم بھی دیکھیں بدن پر سنگار ہولی کا

تمھارے ملنے کا رکھکر ہم اپنے دلمیں دھیان — کھڑے ہیں آس لگا کر کہ دیکھ لیں اک آن
یہ خوشدلی کا جو ٹھہرا ہے آنکر سامان — گلیمیں ڈالکے باہیں خوشی سے تم اے جان
پنھاؤ ہمکو بھی اکدم یہ ہار ہولی کا

اُدھر سے رنگ لیے آؤ تم اِدھر سے ہم — گلال عبیر ملیں مُنھ پہ ہوکے خوش ہر دم
خوشی سے بولیں ہنسیں ہولی کھیلکر باہم — بہت دنوں سے ہمیں تو تمھارے سر کی قسم
اِسی امید میں تھا انتظار ہولی کا

بتوں کی گالیاں ہنس ہنس کے کوئی سہتا ہے — گلال پڑتا ہے کپڑوں سے رنگ بہتا ہے
لگا کے تاک کوئی مُنھ کو دیکھ رہتا ہے — نظیر یار سے اپنے کھڑا یہ کہتا ہے
مزا دکھا دے ہمیں کچھ بھی یار ہولی کا

ولہ

چلا جب گھر سے اِک دلبر دلونکو حسن سے چھلنے — عرق کو رُخ کے پلکونکی جھپک ٹپکا لگی جھلنے
لکھے تسخیر کے سو نقش اور تعویذ ہیکل نے — لگا یا دام زلفوں کے شکن نے پیچ نے بل نے

بنایا پان سے رنگ اور سنبھالا سر کاجل نے

وہ مکھڑے کی جھلک آئینہ جسکو دیکھ ہو حیران
مسی اور پان سے بھی منفعل ہوں سنبل و ریحان
وہ کاکل کی کھلت جسپر فدا ہو سنبل و ریحان
مرا دل دیکھتے ہی اُس صنم کو ہو گیا شادان
نگاہیں دمبدم سو عیش و عشرت سے لگیں ملنے

کبھی بار اُسکی جانب مینے جب بھر کر نظر دیکھا
وہ آنکھیں پیاری پیاری اور بھولا وہ رُخ اُسکا
وہ عالم حسن کا اُسکے بہت مجھکو پسند آیا
کبھی خوش ہو کے ہو ہو کی کبھی بولا اہا ہا ہا
عجب لوٹے مزے اُسوقت نظارون کی اٹکل سے

ہوئی دلکو مرے اُس آن حاصل کیا ہی خوشوقتی
کبھی رخ پر کبھی زلفون کی جانب ٹکٹکی باندھی
اُسے بھولا سمجھکر مین نے دیکھی ہر ادا اُسکی
نہ بولا مُنہ سے ہرگز دیکھکر وہ خودسری میری
مگر کچھ کچھ تبسم کی شکر لب سے لگا ملنے

وہ جس دم مسکرایا پھر تو مین خوش ہو کے کھل کھیلا
نہ یان کچھ خوف تیوری کا نہ یان خطرہ نہ جھجکی کا
ہوا دل کو یقین میرے کہ یہ محبوب ہے بھولا
مجھے کر چل سے غافل بھولی صورت کا بنا نقشہ
کیا اِک بار منہ غصہ مین سُرخ عیار اچپل نے

مرے ہوش اُڑ گئے یارو جب اُسکی شکل یہ دیکھی
کہا دل مین کرون اب کیا سمجھ تو ہو گئی اُلٹی
وہین گھبرا گیا اور سٹ پٹایا عقل سب بھولی
اب اِس ظالم کے ہاتھون سے بچاؤن کیونکر اپنا جی
اُٹھا کر جھٹ قدم وان سے لگا گھر کی طرف چلنے

جب اُس عیار نے دیکھا کہ اب مین یان سے چل نکلا
یہ سُنکر اور بھی گھبرا گیا مین خوف سے اُس جا
کہا ہنسکر ارے پُرفن کہان تو جانے پاویگا
چلا ڈرتا جو آگے کو تو وہ پھر ہنس کے یون بولا
اِدھر آ کر مفت نظارے بچا اب تم لگے ٹلنے

کہا جب اُسنے یہ پھر تو جو اُس نے مجھے بھوسلے   ٹھٹک کر رہ گیا اُس جا نہ پھر گز چل سکا آگے
دکھائی عاجزی منت بھی کی وہ ہاتھ بھی جوڑے   ادب سے یون کہا اب تو ہوئی تقصیر یہ مجھسے
لگے قطرے پسینے کے مرے مُنہ سے وہین ڈھلنے

نہ آیا رحم کچھ اُس کو بہت مین نے سماجت کی   پلک نے سامنے آتے ہی سینے مین سنان جڑدی
کمندِ زلفِ پُرخم نے بھی گردن کی پکڑ جکڑی   لگے غمزے لگانے تیر ادھر دکھلا کے سو پھرتی
اُدھر سے تیغ ابرو کی بھی پھر کیا کیا لگی چلنے

ادھر آن و ادا لٹی کرشمون نے اُدھر گھیرا   اُدھر پلکون کی نوکون نے چبھویا دل مین نشتر سا
ادھر انداز نے دھیج کی کیا دیوانہ و شیدا   ادھر آنکھون نے کچھ جادو سے بنایا باؤلا کیا کیا
اُدھر کین کنکھیان کیا کیا نگاہون کی بھی چھل بل نے

کرے کیا وان کوئی جس جا یہ صورت آنکر ٹھہرے   بچا دے دلکو پھر کیونکر کرے کیا اور کیسے روکے
گزر وان کیا اسگھڑی کچھ بن نہ آیا دوستو مجھسے   دکھا کر مجھکو اپنی وان زبردستی کے یہ نقشے
وہین دل لے لیا جھٹ پٹ نظیر اُس شوخ چنچل نے

ولہ

ملنے کا ترے رکھتے ہین ہم دھیان ادھر دیکھ   بھاتی ہے بہت ہمکو تری آن ادھر دیکھ
ہم چاہنے والے ہین ترے جان ادھر دیکھ   ہولی ہے صنم ہنسکے تو اک آن ادھر دیکھ
اے رنگ بھرے نو گل خندان ادھر دیکھ

ہم دیکھنے تیرا یہ جمال اسگھڑی ایجان   آئے ہین یہی کرکے خیال اسگھڑی ایجان
تو دل مین نہ رکھ ہم سے ملال اسگھڑی ایجان   مکھڑے پہ ترے دیکھ گلال اسگھڑی ایجان
ہولی بھی یہی کہتی ہے ایجان ادھر دیکھ

اب لاؤ یہ چیرا جو ترے سر پہ جچا ہے | اور اُس پہ طرہ جو زریکا بھی دھرا ہے
جامہ بھی ترا رنگ سے کیسر کے بھرا ہے | پوشاک پہ تیری گل صدبرگ فدا ہے
نرگس تری آنکھوں پہ ہے قربان ادھر دیکھ

ہولی کی طرب ہے جو ہر اک جا میں نمودار | سنتے ہیں کہیں راگ کہیں مے سے ہیں سرشار
ہے دل میں ہمیں تو تری نظروں سے سروکار | پچکاری ہمارے تو لگا یا نہ لگا یار
ہمکو تو فقط ہے یہی ارمان ادھر دیکھ

ہے دھوم سے ہولی کے کہیں شور کہیں غل | ہوتا نہیں کچھ رنگ چھڑکنے میں تامل
دف بجتے ہیں سب ہنستے ہیں اور دھوم ہے بالکل | ہولی کی خوشی میں تو نکر ہم سے تغافل
اے جان ہمارا بھی کہا مان ادھر دیکھ

ہے دید کی ہر آن طلب دلکو ہمارے | بیٹھے ہیں فقط تیری نگاہوں کے سہارے
ہیں یاں جو کھڑے آنکے اُس شوخ کے مارے | ہم ایک نگہ کے ترے مشتاق ہیں پیارے
ٹک پیار کی نظروں سے مری جان ادھر دیکھ

ہر چار طرف ہولی کی دھومیں ہیں اہاہا | دیکھے جدھر آتا ہے نظر زور تماشا
ہر آن جھمکتا ہے عجب عیش کا چرچا | ہولی کو نظیر اب تو کھڑا دیکھے ہے یاں کیا
محبوب یہ آیا ارے نادان ادھر دیکھ

اندھیری رات کا بیان

لاتی ہے جب اپنا یہ شروعات اندھیری | کرتی ہے اُجالے کے تئیں مات اندھیری
دیتی ہے غریبوں کو سکا قات اندھیری | دکھلاتی ہے خوباں کی ملاقات اندھیری
ہر عیش کی کرتی ہے عنایات اندھیری | کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

جس وقت ہوئی رات اندھیری سے وہ عیار — معشوق ملا شوق سے جا بھڑ گئے للکار
گر اسمیں کہیں شور ہو یا غل ہو اک بار — ادھر سے اُدھر ہو گئے دو چار قدم پار

پر لاتی ہے اس ڈھب کی مہمات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

جب یار چلا اوڑھ کے کالا سا دوشالا — کمبل کو ادھر ہمنے بھی کاندھے پہ سنبھالا
جا مل گئے اور دل کا بھی ارمان نکالا — منھ اُسکے رقیبوں کا کیا خوب سا کالا

کیا وصل کی رکھتی ہے کرامات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

بوسہ لیا منھ موڑ الگ ہو رہے چپکے — چھاتی سے لگا چھوڑ الگ ہو رہے چپکے
سینے کا وہ چھپل توڑ الگ ہو رہے چپکے — اغیار کا سر پھوڑ الگ ہو رہے چپکے

اس ڈھب کی تو رکھتی ہے عجب گھات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

کل یار نے اور ہمنے جو پی مے کی گلابی — اور عیش لگے کرنے جو ہو ہو کے شرابی
اتنے میں رقیب آگیا بو سونگھ شتابی — گر چاندنی ہوتی تو بڑی ہوتی خرابی

ٹالے ہے سب آئی ہوئی آفات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

سوتے تھے جو ہم اسمیں سنے غیر کے کھٹکے — چھپ بیٹھے اُٹھ دونوں وہیں نیچے پلنگ کے
ہم ہنستے رہے اُسنے ڈھپکے ٹھوکے جو مارے — کتنا ہی ٹٹولا جو اُجالا ہو تو پا دے

چوری کی بھی رکھ لیتی ہے کیا بات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

معمول ہے جب چاند کا چھپتا ہے اُجالا
محبوب پری شکل صراحی و پیالا
ہوتا ہے عجب کھیل پہ پریہ دو سے دوبالا
نہ روکنے والا نہ کوئی ٹوکنے والا

اِس لوٹ کی کرتی ہے مدارات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

جس کوچے میں جا ہاوہیں کرنے لگے پھیری
اور اسمیں کہیں ملگئی گر حسن کی ڈھیری
بیٹھے کہیں اُٹھے کہیں جلدی کہیں دیری
پھر جب تو نہ کہ میری نہیں کچھ کہوں تیری

کام عیش کے لاتی ہے لگا سات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

تھا شوق سے کل رات عجب سیر کا کھٹکا
آیا جو چنپلچور تو بندہ وہیں سٹکا
بوسونکی مدارات کا سینونکے لپٹنے کا
وہ ٹکریں کھاتا ہوا پھرتا رہا جھٹکا

رد کرتی ہے سب سر کی بلیات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

تھی شب کو اندھیری تو عجب ڈھب کی نظر آہ
نکلے تھے ہمیں ڈھونڈھنے اُسدم کئی بدخواہ
سو عیش و طرب سے تھے ہم اس یار کے ہمراہ
مل مل ہی گئے تو بھی نہ دیکھا ہمیں واللہ

کیا عیش کی رکھتی ہے طلسمات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

ولہ

جو نوجوان ہیں اُنکے دل میں گمان کیا ہے
بوڑھا ادھیڑ اسکا دھمکا فلان کیا ہے
جو ہم میں کس ہے اُن میں تاب و توان کیا ہے
بیسے جو ہو مقابل بیٹھے میں جان کیا ہے

اب بھی ہمارے آگے یاروجوان کیا ہے

ہر وقت دل ہمارا امنگ رہی بھاتا ہے — تیر اب تلک ہمارا تودے ہی چھانتا ہے
ہر شوخ گلبدن سے گہری ہی چھانتا ہے — اس بات کو ہماری اللہ ہی جانتا ہے

اب بھی ہمارے آگے یاروجوان کیا ہے

چاہین تو گھونگھٹ ڈالین سو خوبرو کو دم مین — اور میلے جہان مارین وہ زور ہے قدم مین
سینہ پھڑک رہا ہے خوبان کے درد و غم مین — چھوٹین ہین وہ کہان ہین جو گرمیان ہین ہم مین

اب بھی ہمارے آگے یاروجوان کیا ہے

ڈھیلے ہوئے ہین ہم تو خوبان کے درد و غم سے — اور جھریان پڑی ہین انکے ستم و الم سے
مونچھین سفید کی ہین اس ہجر کے ستم سے — بوڑھا ہوا ہین بچا نو اللہ کے کرم سے

اب بھی ہمارے آگے یاروجوان کیا ہے

کوئی بھی بال تن پر میرے نہین ہے کالا — خوبان کے درد و غم کا ان پر پڑا ہے پالا
آکر جوان مقابل ہووے سو کوئی ہمارا — خالق سے ہے یقین یہ دکھلاوے وہ بھی پچھاڑا

اب بھی ہمارے آگے یاروجوان کیا ہے

ہے یار سو برس کی ہوئی اپنی عمر آخر — دکھلاوے جس گھڑی ہین میدان مین وہ آکر
اور جھریان پڑی ہین سارے بدن کا اوپر — رستم کو بھی سمجھتے اپنے نہین برابر

اب بھی ہمارے آگے یاروجوان کیا ہے

ہم اور جوان ملکر دل کے تئین لگا دین — اور اپنے اپنے گل سے ملنے کی دل مین لا دین
جا کر انہون کے گھر پر جب زور آزما دین — وہ گھر دیوار کود دین ہم کوٹھا پھاند جا دین

اب بھی ہمارے آگے یاروجوان کیا ہے

جاتے ہین روز جتنی خوبان کی بستیان ہین
ہرآن دیدہ بازی اور بُت پرستیان ہین
سو سو طرح کے حیلے جی مین اکستیان ہین
کیا جوش بھر رہی ہین کیا جوش مستیان ہین
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہی

جو ہمکو جانے بوڑھا سو وہ ہی شیخ چلی
ہم چھیڑ ڈالین اب بھی خوبانکو کرکے کھلی
ہاتھی کو دانت سے کھینچین جیسے چوہے کو بلی
رستم سے اک گھڑی مین مچوا دین تو تلی
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہی

دنیا مین طاقت اپنی مشہور اسقدر ہی
کوچون مین اور مکان مین دیکھو جدھر ادھر ہی
جنگل مین ہاتھی چیتا یا کوئی شیر نر ہی
ہر اک کے دل مین اپنا ہی خوف اور خطر ہی
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہی

کرتے ہین ہم جو یارو اب دھوم اور دھڑکے
دیکھے جوان تو اُسکے چھٹ جائین دم مین چھکے
پیتے ہین مے کے پیالے چلتے ہین یارو ڈگکے
کیا کیا نظیر ہم بھی کرتے ہین اب جھمکے
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہی

ولہ

کیا بات ہی جو گل رخ نظرین چھپالے ہمسے
کچھ ہو یہ دو نگاہین ہنسکر ملالے ہمسے
ہم وہ میان ہین اللہ پالا نڈالے ہمسے
رہتے ہین ہاتھ باندھے اب حسن والے ہمسے
اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپالے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپری وآنکھین لڑالے ہمسے

اُس حسن کا پڑا ہی کانو مین جب سے جھنکا
ہوکر فقیر ہمنے جامہ رنگا ہی تن کا
دیدار کی طلب کو پیالا بنا ہین کا
سیلی پہن کے تاکا منکا پھرا کے منکا

اک دم کو آ گئے ہیں منھ مت چھپائیے ہم سے
ٹک ہنس کے اور پیارے آنکھیں لڑائیے ہم سے

اپنی تو عشق میں ہی گذری جوانی پیری — یا کاکلوں کے پھندے سے یا زلف کی اسیری
اے دل چلو کہ دلبر ہے وقت دستگیری — پھرتے ہی دیکھنے کو اب ٹھان کے فقیری

اک دم کو آ گئے ہیں منھ مت چھپائیے ہم سے
ٹک ہنس کے اور پیارے آنکھیں لڑائیے ہم سے

آگے بھی بھیس ہم نے بدلے ہیں کتنی بار جی — زنار باندھ بھی قشقہ کھینچا ہے ہوشیاری
جوگی بھی بن چکے ہیں سندیل بھی سنتواری — آزاد بن کے اس دم ہیں دید کے بھکاری

اک دم کو آ گئے ہیں منھ مت چھپائیے ہم سے
ٹک ہنس کے اور پیارے آنکھیں لڑائیے ہم سے

بانکے بھی ہو کے ہم نے اس دید کو اڑایا — شمشیر اور سپر کو اک عمر کھڑکھڑایا
بانک وٹپا دلیم گدکا و لٹھ پھرایا — چہرہ کا تمہارا اس دم ہمکو جو یاد آیا

اک دم کو آ گئے ہیں منھ مت چھپائیے ہم سے
ٹک ہنس کے اور پیارے آنکھیں لڑائیے ہم سے

پھر کتنے روز ہم نے بچا سے کا پالا — اس حال میں بھی کتنے خوبان کو دیکھ ڈالا
پنجرا اگلہری طوطا شکرا شکار والا — اب دیکھنے کو تیرے یہ سوانگ کرکے لالا

اک دم کو آ گئے ہیں منھ مت چھپائیے ہم سے
ٹک ہنس کے اور پیارے آنکھیں لڑائیے ہم سے

تکیے میں مدتوں تک ہم نے پلنگ اتارا — کتنے پری رخوں کو چاہ پیر سے میں مارا

تصویرین بیچا بھی کتنے دنون بچارا
اب دیکھنے کو تیرے ہو کر فقیر یارا

اک دم کو آ گئے ہین منہ دست چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پیرو آنکھین لڑا لے ہمسے

کشتی مین کتنی مدت ہمنے بدن کو توڑا
سو گلبدن کے تن کو من مانتا مروڑا
جوڑ جب تھا اُس ہنر کا کوئی نہ ہمنے چھوڑا
اب خوبرو کا پیارے دنیا مین دیکھ توڑا

اکدم کو آ گئے ہین منہ دست چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پیرو آنکھین لڑا لے ہمسے

جوڑے کبوترونکے کتنے دنون اُڑائے
کنکو سے پتنگ کرتے کھلین پتنگ بنائے
گھٹ والے بن ہزارون چھاپے تکل لگائے
ہین دیکھے جو دل مین لاکھون مزے سمائے

اکدم کو آ گئے ہین منہ دست چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پیرو آنکھین لڑا لے ہمسے

پھر لعل بھی لڑائے اور گلدم بھی پالین
جنگل مین گل لگائین اور بیڈریان سنبھالین
ڈبیونمین ڈال کبھی ل بکریان بنالین
کیا کیا نہ ہمنے پیارے پھر شہد کیان سنجالین

اکدم کو آ گئے ہین منہ دست چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پیرو آنکھین لڑا لے ہمسے

اس شہر میں ہزارون گو خوبرو بتان ہین
لیکن بتاؤ اُسکی یہ پیاری انکھڑیان ہین
کس مین یہ کھلبلاہٹ کس مین یہ شوخیان ہین
انداز کر کے دل مین تجھ مین جو خوبیان ہین

اکدم کو آ گئے ہین منہ دست چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پیرو آنکھین لڑا لے ہمسے

خیرادی ہو کے ہمنے لٹو چکلی بنائے
پتھر ہو کے سر مرد اسکے بہت لگائے
اُس مین بھی کتنے لڑکے خیراد پر چڑھائے
ریچھوں تلک لڑائے بندر تلک نچائے

اک دم کو آگئے ہین منہ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پیر و آنکھین لڑائے ہمسے

اب تو نظیر تیرا ہی مہمان پیارے
بوسہ کوئی دلادے ہونٹوں سے جان پیارے
آکر گلے لپٹ جا اے مہربان پیارے
تیرے ہی دیکھنے کا رکھ دل مین دھیان پیارے

اِک دم کو آگئے ہین منہ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پیر و آنکھین لڑائے ہمسے

ولہ

ہین مرد اسپ وہی کہ جنہوں کا ہے تن درست
رہتا نہین کسی کا سدا مال دھن درست
حرمت انھین کے واسطے جنکا چلن درست
دولت رہی کسیکی نہ باغ و چمن درست

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

رہتا ہین اسپ آٹھ پہر تن کہیے بادشاہ
جس پاس تندرستی و حرمت کی ہو سپاہ
جنکے بدن درست ہین دن رات سال و ماہ
ایسی پھر اور کون سی دولت ہے واہ واہ

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جو گھر مین اپنے میری و حشمت پناہی ہے
یہ تندرستی بادشہی بادشاہی ہے
بن تندرستی سب وہ خرابی تباہی ہے
سچ پوچھیے تو عین یہ فضل الٰہی ہے

جتنے سخن ہین سب ہین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

گر دولتون سے اُسکا بھرا ہے تمام گھر
ہو تندرست گرچہ یہ مفلس ہے سر بسر
بیمار ہے تو خاک سے بدتر ہے سب وہ زر
پھر نہ کسی کا خوف نہ ہرگز کسی کا ڈر

جتنے سخن ہین سب ہین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

عاجز ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو
قیدی ہو یا اسیر ہو پر تندرست ہو
بے زر ہو یا امیر ہو پر تندرست ہو
مفلس ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو

جتنے سخن ہین سب ہین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

اسمین تمام ختم ہین عالم کی خوبیان
قسمت سے جب یہ دونون میسر ہون پھر تو ہان
ہو تندرستی اور ملے حرمت سے آب و نان
پھر ایسی اور کونسی دولت ہے میری جان

جتنے سخن ہین سب ہین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

پروا نہین اگرچہ لکھا یا پڑھا نہ ہو
حسن و جمال و علم و ہنر گو ملا نہو
محتاج حق سوا یہ کسی اور کا نہ ہو
اک تندرستی چاہیے کچھ ہووے یا نہو

جتنے سخن ہین سب ہین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

بیمار گرچہ لاکھ طرح سے ہو بادشاہ
تو اُسکو جانیے نہ گدا سے بھی ہے تباہ

ہم تو اُسی کو شاہ کہیں اور جہاں پناہ
اب جسکا تن درست ہو حرمت سے ہو نباہ

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ہوں گرچہ لاکھ دولتیں بیمار کے گنے
اور نعمتوں کے ڈھیر لگے ہوں بنے ٹھنے
بہتر ہیں مفلسی کے میاں جانیے چنے
جو تندرست ہیں وہی دولہا ہیں اور بنے

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جب تندرستیوں کی رہیں دل میں بستیاں
پھر سو طرح کے عیش ہیں اور مے پرستیاں
کھانے کو نعمتیں ہوں و یا فاقہ مستیاں
سب عیش اور مزے ہیں جو ہوں تندرستیاں

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

چاہا جو دل نشہ کو تو وہیں منگا لیا
محبوب دلبروں کو گلے سے لگا لیا
آیا جو عیش دل میں خوشی سے اڑا لیا
جو مل گیا سو پی لیا چاہا سو کھا لیا

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

آیا جو دل میں سیر چمن کو چلے گئے
بازار چوک سیر تماشے میں خوش ہوئے
بیٹھے اُٹھے خوشی میں ہر اک جا چلے پھرے
جاگے مزے میں رات کو یا خوش ہو سو رہے

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

قدرت سے یہ جو تن کی بنی ہی ہر ایک کل — جب تک یہ کل بنی ہی تبھی تک پڑے ہی کل
گر ہو خدانخواستہ ایک کل بھی چل بچل — پھر نہ خوشی نہ عیش نہ کچھ زندگی کا پھل

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

اور غنی ہو یا غریب تونگر ہو یا فقیر — یا بادشاہ شہر کا یا ملک کا وزیر
ہی سب کو تندرستی و حرمت ہی دلپذیر — جو تو نے اب کہا سو یہی سچ ہی اے نظیر

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ولہ

دکھ کی دولت ہو تو اسکو بھی تباہی بوجھیے — سُکھ سے رہنا خلق مین خوش دستگاہی بوجھیے
روشنی کو غم کے ہر جاگہ سیاہی بوجھیے — صحت و حرمت کو نت حشمت پناہی بوجھیے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

صحت و حرمت سے گر اللہ یان کر دے نباہ — اس برابر کونسا ہے پھر جہان مین عز و جاہ
اب جو ہم اسباب کے رستے کو کرتے ہین نگاہ — کیا کسی عاقل نے یہ نکتہ کہا ہے واہ واہ

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

اُسکے سب محتاج ہین اب شاہ سے تا گدا — جسکا تن سالم رہا اور پیٹ عزت سے بھرا
آبرو اور تندرستی جسکو حق نے کی عطا — پھر جہان مین اُس سا یارو کونسا ہو بادشا

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

دولتین جتنی ہین سب ان دولتوں سے ہین تلے
ایبرو اللہ رکھے اور عمر حرمت سے کٹے
عزت و حرمت بڑی دولت ہے اللہ سب کو دے
ہر گھڑی ہر آن ہر دم خلق مین پیار سے رہے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

آبرو دنیا مین یارو موتی کی سی آب ہے
تندرستی اور بھی پھر عیش کا اسباب ہے
جس کنے ہے یہ اُسی کا سب ادب آداب ہے
نہ رہین یہ زندگی تو پھر خیال و خواب ہے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

ہین جہانتک خلق مین پیر و جوان خرد و کبیر
عالم و فاضل گدا و بادشہ میر و وزیر
کیا تونگر کیا غنی کیا بینوا اور کیا فقیر
سب جہانین ہین اسی نکتہ کے قائل اے نظیر

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

ولہ

کیا علم اُنھون نے سیکھ لیا جو بن لکھے کو بانچے ہین
اور بات نہین منھہ سے نکلے بن ہونٹ ہلائے جانچے ہین
دل اُنکے تار ستار و نکے تن اُنکے طبل طمانچے ہین
منھہ چنگ زبان دل سارنگی پا گھنگرو ہاتھ کمانچے ہین

ہین راگ اُنھین کے رنگ بھرے اور بھاو اُنھین کے سانچے ہین
جو بےگت بے تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہین

گل باجے بجکر ٹوٹ گئے آواز لگی جب بجنے
اور چھم چھم گھنگرو بند ہوئے تب گت کا انت لگے پانے
سنگیت نہیں یہ سنگت ہے تو بھی جس بت تانے
یہ ناچ کوئی کیا پہچانے اس ناچ کو ناچے سو جانے

ہیں راگ انہیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انہیں کے سانچے ہیں
جو بےگت بے سُر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

جب ہاتھ کو دھویا ہاتھوں سے جب ہاتھ لگے تھرکانے کو
اور پاؤں کو کھینچا پاؤں سے جب پاؤں لگے گت پانے کو
جب آنکھ اُٹھائی ہنستے سے جب نین لگے مٹکانے کو
سب کاچھ کچھے سب ناچ نچے اُس رسیا چھیل رجھانے کو

ہیں راگ انہیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انہیں کے سانچے ہیں
جو بےگت بے سُر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

جو آگ جگر میں بھڑکی ہے اُس شعلہ کی اُجیالی ہے
جو منہ پر حسن کی زردی ہے اُس زردی کی سب لالی ہے
جس گت پر انکا پاؤں پڑا اُس گت کی چال نرالی ہے
جس مجلس میں وہ ناچے ہیں وہ مجلس سب سے خالی ہے

ہیں راگ انہیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انہیں کے سانچے ہیں
جو بےگت بے سُر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

سب گھٹنا بڑھنا پھینک دیا اور دھیان اُدھر دھر تن اپنا
بن تان رِلاتے ہیں جب نرت نرالا کرتے ہیں
بن گھنگھرو چھنکا دکھلاتے ہیں بن جوڑے من کو ہرتے ہیں
بن ہاتھوں بھاؤ بتاتے ہیں بن پاؤں گھڑے گت بھرتے ہیں

ہیں راگ انہیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انہیں کے سانچے ہیں
جو بےگت بے سُر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

تھا جسکی خاطر ناچ کیا جب صورت اُنکی آ گئی
کہیں آپ کہا کہیں ناچ کیا اور تان کہیں لہرا گئی
جب چھیل چھبیلی سُندر کی چھب نین کے اندر چھا گئی
اک مدھ رت چھایا گگن آ گئی اور جوت میں جوت سما گئی

ہیں راگ انہیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انہیں کے سانچے ہیں
جو بےگت بے سُر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

سب ہوش بدن کا دور ہوا جب گت پہ آ مردنگ بجی
یہ ناچا نظیرؔ اب یاں کس لیے چلتا ناچ اجی
تن بھنگ ہوا دل دنگ ہوا سب آن گئی بے آن سجی
جب بوند ہی جا دریا میں سما ن کا آخر نکلا جی

ہیں آگ انکھیں کے رنگ بھرے اور بہاؤ انکھیں کے سانچے ہیں
جو بگت لے سر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

ولہ

جتنے ہیں اب جہاں میں سبز رنگ عشق والے
پیتے ہیں سبز طرّے کھاتے ہیں تر نوالے
دلشاد سرخ آنکھیں سر سبز منھ اجالے
کیا دیکھتا ہے بیٹھا او یار حسن والے

پی عاشقوں میں آ کر دو بھنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھو سے چھپر پالے

غیروں کی تو نے اکثر معجون تو ہی کھائی
گر دیکھتی ہے تجھکو کچھ عیش کی چڑھائی
سرخی ذرا بھی تیری آنکھوں تلک نہ آئی
انکھیں ڈال پاکھے اور بچھا بندیں چارپائی

پی عاشقوں میں آ کر دو بھنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھو سے چھپر پالے

گھوسے ہے کچھ پوست تیرے خاطر نصیب بچھڑا
دیکھیگا جب تو لے گا تیرا اُتار رگڑا
اب پوستی کریگا تجھکو وہ جو رگڑا
گر سیر دیکھتی ہے تو کر کے دل کو کڑوا

پی عاشقوں میں آ کر دو بھنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھو سے چھپر پالے

کھا کر افیم ظالم مست ہو جیو اپنی
دن بیتا ہے اسکے گلشن ایسی
تن شوکہ کرتا وہ سب آواز ہو گی دھیمی
عاشق تو اب اسکے من مست ہیں قدیمی

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

تاڑی دسیندھی بوڑا ظالم اگر پیئے گا — بچھو سے لے گا پیٹ تیرا یا بیڑ وتے کرے گا
پیکر شراب ناحق کیچڑ مین گر پڑے گا — اور بیہ نشہ تو کوٹھے چھجے پہ سے اڑے گا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

گانجا پیے سے ہوگا تیرا شعور کھترا — اور چرس کے پیے سے تجھکو لگے گا کھترا
چاہے اگر اڑانا عشرت کا ناتر جترا — لو بہیوں ہار بدھی اور سر پہ رکھکے طرّا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

ہین اس نشہ مین ظالم سو رنگ کے وطرا کے — لونڈیکی ٹھمکا ہٹ سونٹے کے سو کھڑا کے
گر دیکھنے ہین تجھکو کچھ عیش کے جھڑا کے — تو جھاڑ اپنے نیچے اور سر کو جھڑ جھڑا کے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایکدم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

سبزے کا وہ نشہ ہی اڑ غم کی دھول جاوے — تیار تن بدن ہو اور دل بھی پھول جاوے
آنکھون کے آگے آکر سرسون سی پھول جاوے — عشرت کی لہرین آوین دکھ درد بھول جاوے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

پیسا ہو پاس یارو یا مفلسی سہین گے — پر سبزیون کے یان تو دریاؤ ہی بہین گے

کونڈے کے اسطرف کو یا اُس طرف رہین گے — اب تو نظیر پیارے ہر دم یہی کہین گے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپڑ ہالے

ولہ

کیون عبث بیٹھا ہے ڈالے کان مین غفلت کا تیل — خلق مین کیا کیا مچی ہے سبزیون کی ریل پیل
کھول زلف عیش کو اور ڈال بیلے کا پھلیل — پھر چڑھا وے آسمان عیش پہ عشرت کی بیل

کونڈی سوٹیکو بچا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بنگ پی اور ڈنڈ پیل

[illegible] شام پیالے لال و شہباز کا — ناگ پھر چڑھنے کو گھوڑا باز ہاتھ اوپر اُٹھا
ور نشہ کی جھانجھ مین جو ہاتھ لگجاوے سو کھا — بھنگیان در باغ رفتہ بیر گٹھلی سب روا

کونڈی سوٹے کو بچا اور دیکھ ٹک قدرت کا کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی ور ڈنڈ پیل

چھنے اس دنیا مین آکر ایک دن بھی پی نہ بھنگ — اُسنے سچ پوچھو تو کیا دیکھا جہان کا آب و رنگ
گر تجھے کچھ دیکھنے ہین زندگی کے رنگ ڈھنگ — تو منگا نیری کو اور سب دوستون کو لیکے سنگ

کونڈی سوٹے کو بچا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

کل مجھے دریا اُپر خواجہ خضر جو مل گئے — سبز پیراہن گلے مین ہاتھ مین اعصا لیے
[illegible] خورا کے اور ناتوانی کے گلے مین جب کیے — تب تو دونو دیکھ میرا نشہ یون کہنے لگے

کونڈی سوٹے کو بچا اور دیکھ یک قدرت کے کھیل — چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی ور ڈنڈ پیل

پھر کہا میں اُنسے یوں اے میرے ہادی رہنما — میں نے کچھ دیکھا نہیں دنیا میں آنے کا مزا
جی بھی رہتا ہے اُداس اور دل بھی رہتا ہے خفا — سوچ سوچ آخر اُنھوں نے پھر یہی مجھسے کہا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

مرشد و مولا سے پوچھا میں نے اے پیر زمن — سبزی کچھ لگتی نہیں اللہ سے دل کی لگن
سُنکے بولے وہ بتا دیں ہم تجھے اِسکا جتن — جا شتاب اور جلد سبزی لے کے اک دو چار من

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

رہے تیرے پاس تو سبزی کا تو بیوپار کر — کوٹھیاں مٹکے گھڑے کوزے صراحی بھر کے دھر
ٹاٹ کے بورے سلا کٹے کھودا کوئیں بھی بھر — بیٹھ گھر میں چین سے دن رات اور شام و سحر

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

اور تجھے کھیتی کی قدرت ہے تو سبزی کو بُوا — باغ میں گھر میں صحن میں پیڑ سبزی کے لگا
گھونٹ سبزی چھان سبزی اور سبزی میں نہا — دیکھ بھی سبز کو اور سبزی ہی پی سبزی ہی کھا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

یہ سخن تو سب نشے بازوں میں اب ہوگا مچا — یعنی سبزی کا نشہ اب سب نشوں کا ہے چچا
جوں سے سلطان بھنگڑ سے تو جو پوچھیگا بچا — وہ یہی تجھکو کہیگا اب تو شور و غل مچا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل — چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

وہ وہ سبزی ہی جسے پیتے ہین یان آ کر فقیر
گر تو چاہے اب سخن سرسبز ہو اور دلپذیر
طفل اور بوڑھے کو یا قوتی جوان کے حق مین کھیر
تو کوئی دو چار من سبزی منگا کر ای نظیر

کونڈی سوٹنے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

ولہ

جب پھول کا سرسونکے ہوا آکے کھسنتا
ہنسنے بھی دل اپنے کے تئین کر کے بخنستا
اور عیش کی نظرون سے نگاہون کا لڑنتا
اور ہنس کے کہا یار سے اے لکڑ بھونتا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

اک پھول کا گیندون کے منگا یار سے بجرا
جب آنکھوں سے سورج کے ڈھلا رات کا لجرا
دس من کا لیا بار کند ھا ہاتھ کا گجرا
جا یار سے ملکر یہ کہا اے مرے رجبرا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

تھے اپنے گلے مین تو کئی من کے پڑے ہار
آنکھون مین نشہ سے کے اُبلتے تھے دھوان دھار
اور یار کے گجرے بھی تھے اک دھونکی مقدار
جو سامنے آتا تھا یہی کہتے تھے للکار

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

پگڑی مین ہمارے تھے جو گیندون کے کئی پیڑ
ساقی نے بھی ٹیکے سے دیا منہ کے تئین بھیڑ
ہر جھونک مین لگتی تھی بسنتونکے تئین اڑ
ہر بات مین ہوتی تھی اسی بات کی چھیڑ

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

پھر راگ بسنتی کا ہوا آن کے کھٹکا
دل کھیت مین سرسونکے ہر اک پھول کے اٹکا
دھولنے کے برابر وہ لگا یا جنے ٹھٹکا
ہر بات مین ہوتا تھا اسی بات کا لٹکا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

جب کھیت پہ سرسونکے دیا جا کے قدم گاڑ — سب کھیت اٹھا سر کے اوپر رکھ لیا جھجھاڑ
محبوب نگیلون کی بھبی اک ساتھ لگی جھاڑ — ہر جھاڑ سے سرسونکے بھی کہتی تھی ابھی جھاڑ

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

خوش بیٹھے ہین سب شاہ و وزیر آج اہاہا — دل شاد ہین ادنے و فقیر آج اہاہا
بلبل کی نکلتی ہی صفیر آج اہاہا — کہتا یہی پھرتا ہی نظیر آج اہاہا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

ولہ

تنہا نہ اُسے اپنے دل تنگ مین پہچان — ہر باغ مین ہر دشت مین ہر سنگ مین پہچان
ہر گلمین ہر اک رنگ مین نیرنگ مین پہچان — منزل مین مقامات مین فرسنگ مین پہچان
نت روم مین اور ہند مین اور زنگ مین پہچان — ہر راہ مین ہر ساتھ مین ہر سنگ مین پہچان
ہر عزم ارادہ مین ہر آہنگ مین پہچان — ہر دھوم مین ہر صلح مین ہر جنگ مین پہچان

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

پھل پات کہین شاخ کہین پھول کہین بیل — نرگس کہین سوسن کہین بیلا کہین راہبیل
آزاد کوئی سب سے کسی کا ہی کہین میل — ملتا ہی کوئی راکھ چنبیلی کا کوئی تیل
کرتا ہی کوئی ظلم کو لیتا ہی کوئی جھیل — باندھے کہین تلوار اٹھاتا ہی کوئی سیل
ادنی کوئی اعلیٰ کوئی سو کھیلا کوئی ڈھیل — جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہین یہ سب کھیل

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان — عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

گاتا ہے کوئی شوق مین کرتا ہے کوئی حال
ہنستا ہے کوئی شاد کسیکا ہے برا حال
ناچے ہے کوئی شوخ بجاتا ہے کوئی تال
کرتا ہے کوئی ناز دکھاتا ہے کوئی بال
چھانے ہے کوئی خاک اڑاتا ہے کوئی مال
روتا ہے کوئی ہوکے غم و درد مین پامال
پہنے ہے کوئی چیتھڑے اوڑھے ہے کوئی شال
جب غور سے دیکھا تو اُسی کی ہے یہ سب چال

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

جاتا ہے حرم مین کوئی قرآن بغل مار
ہوتا ہے کوئی پار بھٹکتا ہے کوئی وار
عاجز کوئی بیکس کوئی ظالم کوئی بٹمار
زخمی کوئی ماندا کوئی اچھا کوئی بدکار
کہتا ہے کوئی دیر مین پوتھی کی سماچار
بیٹھا ہے کوئی عیش مین پھرتا ہے کوئی زار
مفلس کوئی ناچار توانگر کوئی زردار
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین سب اسرار

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

ہے کوئی ولی دوست کوئی جان کا دشمن
مالا کوئی جپتا ہے کوئی شوق مین سمرن
نکلے ہے جو باہر کے کوئی چھین کے ابرن
جوگی کوئی بھوگی کوئی سوگی کوئی سوگن
بیٹھا ہے پہاڑون مین کوئی پھرتا ہے بن بن
چھوڑے ہے کوئی مال سمیٹے ہے کوئی دھن
لوٹے ہے کوئی خاک مین رو رو کے ملا تن
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ سب فن

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

سردی کہین گرمی کہین جاڑا کہین برسات
دوزخ کہین بہشت کہین ارض و سموات

حوریں کہیں غلماں کہیں پریاں کہیں جنات
سختی کہیں راحت کہیں گردش کہیں سکنات
تارے کہیں سورج کہیں برج اور کہیں رات
اور جبر کہیں بستی کہیں جنگل کہیں دیہات
شادی کہیں ماتم کہیں نور اور کہیں ظلمات
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں طلسمات

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

بیچے ہے جو ہر کوئی زر و سیم و طلا رانگ
دیتا ہے کوئی ہاتھ سے لیتا ہے کوئی مانگ
ٹھہرا ہے کوئی چور لگاتا ہے کوئی نقانگ
گھنٹا ہے کہیں جھانجھ کہیں سنکھ کہیں بانگ
مارے کوئی پارے کو بناوے کوئی مرگانک
محتاج کوئی قوت کا رکھتا ہے کوئی وانگ
ملتا ہے کوئی پوست کو چھانے ہے کوئی بھانگ
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ سب سوانگ

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

ناری کوئی بادی کوئی خاکی کوئی آبی
باتیں کوئی بیٹھا ہوا کرتا ہے کتابی
مارے ہے نزلہ کوئی کہیں جیب ہے دابی
کالا کوئی گورا کوئی پیلا کوئی آبی
صوفی کوئی زاہد کوئی بدمست شرابی
پیتا ہے کوئی کیف کوئی مے کی گلابی
سچا کوئی جھوٹا ہے کوئی رند خرابی
ہیں اسکی ہی قدرت کے یہ سب لال گلابی

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

کیا حسن کہیں پایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا رنگ سے رنگوایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا عشق کہیں چھایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا نور سے چمکایا ہے اللہ ہی اللہ

کیا دھوپ ہے کیا سایا اللہ ہی اللہ — کیا مہر ہے کیا ماہا ہے اللہ ہی اللہ
کیا تھا ٹھہ یہ ٹھہرایا ہے اللہ ہی اللہ — کیا بھید نظیر آیا ہے اللہ ہی اللہ

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

چاندنی رات کا بیان

صحن چمن میں واہ واہ زور کھلی تھی چاندنی — چاند ہو رہیں لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی
آیا تھا یار گلبدن پہن کے بادلا زری — چمکے تھی تار تار میں سر کی جھلک زری زری
بوس و کنار جام و مے عیش طرب ہنسی خوشی — ایسے میں کہیں یک بیک مرغ سحر نے بانگ دی

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی کی جی میں رہ گئی

کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھیں کامیابیاں — چھوٹ میں تھیں ماہتاب میں شمعوں کی ماہتابیاں
آنکھیں جھپی تھیں مست بمست کی گئی گلابیاں — ہم کو نشے کی مستیاں یار کو نیم خوابیاں
سینوں میں اضطرابیاں آنکھوں میں بیحجابیاں — اسمیں فلک نے رشک سے ڈالیں یہ کچھ خرابیاں

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی کی جی میں رہ گئی

شب کو دلوں میں واہ واہ زور ہی گرم یار تھے — تھے دو چار یار تھا یار سے ہم دو چار تھے
دونوں دلوں پیار تھا دونوں گلوں میں ہار تھے — وصل سے بے قرار تھے عیش کے کاروبار تھے
سینے میں آسمان کے تیر حسد کے پار تھے — ایک پلک میں ناگہاں وہ مزے سب شرار تھے

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی — یار بغل سے اٹھ گیا جی کی جی میں رہ گئی

چاندنی واہ چاندنی کرتی تھی کیا جھلک جھلک
چہک رہی تھیں بلبلیں باغ رہا تھا سب مہک
جام کے لب سے بھر گھڑی نکلے تھی مے چھلک چھلک
یار بغل میں غنچہ لب بوسوں کی سو لپک لپک
عیش و طرب کی لذتیں ہونے لگیں جو یک بیک
ایسے مزے میں عیش میں آہ کہیں سے کٹ دھک

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

ایک طرف تو نور میں ماہ رہا تھا جگمگا
ایک طرف وہ رشک مہر میری بغل میں تھا پڑا
دونوں دلوں میں لذتیں نوع بہ نوع عیش تھا
مے کی گلابی ہاتھ میں آنکھوں میں چھا رہا نشا
ہونٹھوں سے ہونٹ لگ رہے سینے سے سینہ مل رہا
اتنے میں آہ یک بیک کیا ہی غضب یہ ہو گیا

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

واہ وہ جھمکیں رات کیا چاندنی کی اجالیاں
شبنم سے جن میں باغ میں بیل گلک کی ڈالیاں
شوخ بغل میں نازنیں کھولے تھا زلفیں کالیاں
خوش ہو گلے لپٹ لپٹ دیتا تھا میٹھی گالیاں
ہم بھی نشے میں مست تھے ساقی کی پی کے پیالیاں
جل کے فلک نے ایسے میں ہاتھ سے تھیں الٹ ڈالیاں

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

کیا ہی چمن میں شب کو واہ برسی تھی نور کی جھڑی
تار نشہ کے تھے بندھے لوٹے تھی چاندنی پڑی
غنچہ دہن تھا بے خبر پی تھی جو مے کڑی کڑی
دیتا تھا بوسے پیار سے سینے سے مل گھڑی گھڑی
چشم سے چشم لب سے لب چھاتی سے چھاتی جب لڑی
کیا ہی گھڑی تھی عیش کی حیف یہ آہ آ پڑی

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

باغ تھا یا کہ خلد وہ یا کہ بہشت یا ارم — یار تھا یا کہ حور وہ یا کہ پری وہ یا صنم
چاندنی تھی وہ چاندنی چاندکا رنگ جس سے کم — پیتے تھے مے گھڑی گھڑی لیتے تھے بوسے دمبدم
دونوں نشوں مین مست ہو سوئے پلنگ پہ جبکہ ہم — عیش مزا تھا وصل کا اسمین نظیر ہے ستم

صبح ہوئی گجر بجا پھول سے کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی کی جی مین رہ گئی

موسم برسات کے بیان مین

رات لگی تھی واہ واہ کیا ہی بہار کی جھڑی — موسم خوش بہار تھا ابر و ہوا کی دھوم تھی
شمع و چراغ گلبدن بارہ دری تھی باغ کی — یار بغل مین غنچہ لب رات اندھیری جھک رہی
عیش کے مزے ہوا کے غل مے کے نشے گھڑی گھڑی — اسمین کہین سے ہے ستم ایسی اک آ پون چلی

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار رہ گئی

شب کو ہوئین اہا ہا زور مزونکی مستیان — بجلی کی چشمکین تھیان بوندین پڑین پڑتیان
سبزہ دلونکی بستیان جنمین بسا خوشی کی بستیان — دھوم جھمون مین بستیان جھولین نرالی کستیان
اسمین فلک نے یک بیک لوٹین دلونکی بستیان — سارے نشے وہ لٹ گئے کھوئین مے پرستیان

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار رہ گئی

برسی تھین کیا ہی جھوم جھوم رات گھٹائین کالیان — کوئلین بولین کالیان بہ چلے نالی نالیان
بجلیون کی اجالیان بارہ دری کی جالیان — عیش کی جھومین ڈالیان ملتین گلونکی ڈالیان
چلتی تھین مے کی پیالیان منہ پہ نشونکی لالیان — اسمین فلک نے دوڑ کر سب یہ ہوائین کھالیان

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی
پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

ابر و ہوا کے واہ وا شب کو عجب ہی زور تھے
غوک پپیہے مور تھے جھینگر و ٹڈے بھی شور تھے
باغ سے تا بہ باغباں جتنے تھے شور بور تھے
بھیگ رہا تھا سب چمن مینہ کے جھڑاکے زور تھے
بادہ کشی کے دور تھے عیش و طرب کے جھور تھے
آ پڑے اس میں ناگہاں یہ جو خوشی کے چور تھے

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی
پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

چار طرف سے ابر کی واہ اٹھی تھی کیا گھٹا
برسے تھا مینہ بھی جھوم جھوم چھاجوں امنڈ امنڈ پڑا
ہم بھی ہوا کی لہر میں بیٹھے تھے مے چڑھا چڑھا
بجلی کی جگمگاہٹیں رعد رہا تھا گڑگڑا
جھونکے ہوا کے چل رہے یار بغل میں لوٹتا
دیکھ ہمیں اس عیش میں سینہ فلک کا پھٹ گیا

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی
پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

روز و شب و دن رات کو برسے تھا مینہ جھمک جھمک
جام رہے چھلک چھلک شیشے رہے بھبک بھبک
ہم بھی نشے میں سب چمک لیتے تھے بہک بہک
بوندیں تھمیں ٹپک ٹپک پانی پڑی چھپک چھپک
یار بغل میں با نمک عیش و طرب تھے بے دھڑک
کیا ہی سماں تھا عیش کا اتنے میں آہ یک بیک

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی
پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

کیا ہی مزا تھا واہ واہ ابر و ہوا کا یار و کل
عیش و نشاط برمحل بارہ دری کا تھا محل
برسے تھا مینہ سنبھل سنبھل آگے رہی تھی شمع جل
شوخ سے بھر رہی بغل دل میں تھی رچی ہنسی کل

پیتے تھے مے مچل مچل لیتے تھے بوسے پل بپل ‏ اسمین نظیر یک بیک آکے پڑ گئے خلل

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار ہو گئی

بیان عالم بہار

شب کو چمن مین واہ واہ کیا ہی بہار تھی مچی ‏ پھول کھلے تھے پھول پھول غنچہ کھلے کلی کلی
بیلا چنبیلی راے بیل موتیا جوہی سیوتی ‏ باد صبا بھی چلتی تھی عطر و گلاب مین بسی
حوض پہ چڑے جھلکتے تھے نہر بلورین لیتی تھی ‏ شوخ بغل مین غنچہ لب جسکے نشو کی تازگی
عیش و طرب کی لہرین رات جب آدھی ڈھل گئی ‏ اسمین کہین سے ہو غضب نکلی چھٹکر چاندنی

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹ گئی

رات تو کیا ہی عیش کی ٹھہری تھی آکے انجمن ‏ تارے کھلے تھے مہ رخ پھول کھلے چمن چمن
نرگس و نار و یاسمن سوسن و طرف نسترن ‏ کبک تدرو خندہ زن بلبل و قمری نعرہ زن
یار بغل مین گلبدن سرخ گلے مین پیرہن ‏ سینہ بسینہ تن بہ تن عیش و طرب کے سب برن
اسمین رقیب دل شکن آیا گجر کا کرکے فن ‏ تھالی کہین سے لا شتاب سی ہی بجا ٹھن ٹھنا

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹ گئی

باغ مین شب کو واہ واہ کیا ہی مزے کے گھور تھے ‏ طوطی و بگلے مور تھے فاختہ کے بھی شور تھے
شوخ بھی اپنے ندر تھے اُسکے بھی ہم بہ زور تھے ‏ توڑ کر کر کے بور تھے جھولے بھی پور پور تھے
یار ہمارا چاند تھا چاند کے ہم چکور تھے ‏ دونون چکنی چکور تھے دونون پتنگ ڈور تھے

مے کے نشونکے شور تھے کپڑے بھی شور بور تھے / بولا رقیب یون دبے دوڑیو یارو چور تھے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

کیا ہی سحر تھے رات کو یارو مین تھے کیا کہون / صحن چمن ارم نمون ڈالیان جھومین سرنگون
شوخ بغل مین تھی و فنون عیش و طرب فزون فزون / مے کے بھی تھے جو شگون پھر فرشون مین لالہ گون
یار کے ہاتھ اور فسون اپنے بھی عشق او جنون / جام بچا رہے تھے منھ لگون عیش بچا رہے دم گلون
اسمین رقیب بدشگون کچھ نہ بنا تو وہ زبون / پچھلے ہی پہر تھے جگے مُرغ بولا ہی آکے ککڑون کون

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

لوٹین ہین کیا ہی تھنے واہ رات مزے بہار کے / انکھڑیون سرمہ دار کے لعل مسی نگار کے
کاکل مشکبار کے طرّہ آبدار کے / مے کے نشون کے تار کے پھولونکے شاخسار کے
باہین گلے مین یار کے بوس و کنار پیار کے / ہاتھونمین گجرے تار کے پیچھے گلونمین ہار کے
بھاگا رقیب یار کے ہاتھونپہ ہاتھ مار کے / کچھ نہ بنا تو دی اذان کوٹھے پہ جا پکار کے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

رات ہوئی تھی واہ واہ کیا ہی نشے رسا رسا / بیٹھے تھے ہم بسا بسا پھولون مین ہم بسا بسا
شوخ بغل مین تھا بجا ندر سا دیتا تھا بوسے ہنس ہنسا / زلفون مین اُسکی دل پھنسا آن کی وامین جی پھنسا
جامہ بدن مین چست سا چپا پھول ہوا تھا بس بسا / نیند و نین یار رسیالی تھی چھائی کسمسا
اسمین رقیب گرگ سا کرکے سحر کا وسوسا / لاکے نقارہ یا دہل ڈھون ڈھون بجا یا کس کسا

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا میں آگئے مفت بہار لٹ گئی

کیا ہی نظیر رات کو عیش کے تھے مقابلے
مے کے نشے اُبل چلے دل کے فراخ حوصلے
جی بہ خوشی کے در کھلے رنج و تعب کے حوصلے
شوخ کے ناز چلبلے بوسوں کے تھے معاملے
ناز و ادا کے چوچلے عیش و طرب کے غلغلے
یار لپٹ رہا گلے دل میں خوشی کے ولولے
اسمیں رقیب دم ندے بولا ہو کر کے اشتلے
باندھو کمر مسافرو کوچ کریں ہیں قافلے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا میں آگئے مفت بہار لٹ گئی

معجزہ حضرت عباس بن علی کرم اللہ وجہہ

جو محب ہیں خاندانِ مصطفےٰ کے دوستدار
اور علی مرتضیٰ پر جان و دل سے ہیں نثار
سب سنیں دلشاد ہو یہ ماجرا تفصیل وار
ہیں جو عباس علی کرار غازی نامدار
اُنکا میں اِک معجزہ لکھتا ہوں باعز و وقار

آرکاٹ اک شہر ہے وان ایک ساہوکار تھا
جتنے وان زردار تھے اُن سب میں وہ سردار تھا
مال و زر کا گھر میں اُسکے جا بجا انبار تھا
اُسکے اک بیٹا سعادتمند برخوردار تھا
گلبدن گل پیرہن گلرنگ گلرو نامدار

دوسرا اُسکے کوئی بیٹی نہ بیٹا تھا مگر
ایک بیٹا تھا وہی سرو روان رشکِ قمر
تھا بچھاتا اُسکو پوشاک اور جواہر سربسر
بسکہ اکلوتا جو تھا اسواسطے اُس کے اُوپر
باپ بھی جی سے فدا اور ماں بھی دل سے تھی نثار

اُن دنوں میں تھا برس تیرہ کا اُسکا سن و سال
جب نظر آیا اُسے ماہِ محرم کا ہلال

تعزیہ خانوں میں جاتا چھپ کے وہ رعنا غزال
مرثیوں میں سُنکے شاہِ کربلا کے غم کا حال
کوٹتا سینے کو اور ماتم سے روتا زار زار

تعزیہ کے سامنے ہو کے کھڑا وہ سر جھکا
مورچھل روضہ و ضریح پاک پہ جھلتا کھڑا
جب علم اُٹھتے تو پھر لڑکوں کے ساتھ آنسو بہا
یا حسین ابن علی کہکر علم لیتا اُٹھا
لوگ دیکھ اُسکی محبت ہوتے تھے حیران کار

شام سے آکر وہ تشتوں میں جلاتا دمبدم
اُٹھ کے اور سجا کے شمعیں چڑھاتا دمبدم
عود سوزوں میں اگر لاکر گراتا دمبدم
اہل مجلس کے تئیں شربت پلاتا دمبدم
سب وہ کرتا تھا غرض جتنا تھا اُنکا کاروبار

لیکن اُسکے باپ کو ہرگز خبر ابتک نہ تھی
جب سُنا اُسنے تو بیٹے پر بہت تاکید کی
جھڑکا اور مارے طمانچے خوب سی تنبیہ کی
اور کہا اے بچہ بدبخت موذی مدعی
ذات سے کیا تو کہائیگا مجھے اے نابکار

اُسکے دل میں تو شہید کربلا کا جوش تھا
تعزیہ پر دھیان تھا اور مرثیہ پر گوش تھا
باپ تو کرتا نصیحت اور وہ خاموش تھا
نے طمانچے کا اُسے نے جھڑکیوں کا ہوش تھا
اُٹھ گیا تھا اُسکے دل سے صاف سب ننگ و عار

باپ تو دشمن ہے اُسپر کیا ہی پیچ و تاب
رات کو پھر تعزیہ خانوں میں جا پہونچتا شتاب
پھر پکڑ لایا اُسے جا کر بصد حالِ خراب
الغرض سو سو طرح اُسپر لیے رنج و عتاب
اُسنے پر جاتا نہ چھوڑا اُس مکاں کا زینہار

گو پتا بیگانہ اُسے جا کر بہت سمجھاتا تھا
پر کسیکا کب کہا خاطر میں اُسکی آتا تھا
رونا اور ماتم ہی کرنا اُسکے دل کو بھاتا تھا
تعزیہ خانے کی جانب یونہی وہ دوڑا جاتا تھا

جسطرح عاشق کسی معشوق کا ہو بیقرار

جب تو سب نے تنگ ہوکر مصلحت ٹھانی بہم
کیون نہ اب اسدم وہی ہاتھ اسکا کر ڈالو قلم
جسکے کرتا ہی یہ ماتم اور اٹھاتا ہی علم
کہ کے یہ آخر کو سب نے سہ قیامت ہی ستم
کاٹ ڈالا ہاتھ جلد اُس بے گنہ کا ایک بار

الغرض کر ہاتھ اُس مظلوم کا تن سے جدا
نے اُسے کھانا کھلایا نے اُسے پانی دیا
کوٹھری مین بند کرکے اور قفل اوپر جڑا
شام تک بھوکا پیاسا کوٹھری مین تھا پڑا
دیکھ اپنے ہاتھ کو روتا تھا ڈاڑھین مار مار

وہ اندھیری کوٹھری وہ بھوک پانی کی پیاس
کس مصیبت مین پڑا وہ گلبدن زرین لباس
ہاتھ سے لوہو کی بوندین بھی ٹپکتین آس پاس
ہاتھ زخمی خون جاری دل پریشان جی اداس
کس سے مانگے داد اور کس کو پکارے بار بار

وہ تو اپنی بیکسی کے درد مین روتا تھا وان
ہوگیا اک بارگی نور تجلّی کا نشان
اسمین کیا ہی دیکھتا اُس کوٹھری کے درمیان
اُس تجلی مین نظر آیا اسے اک نوجوان
کاندھے کے اوپر علم پہلو مین تیغ آبدار

داستانہ ہاتھ مین اور پشت کے اوپر سپر
داہنے کو تیر و کمان بائین کو شمشیر و تبر
تن مین اک سیمین زرہ اور خود زرین فرق پر
جسطرح ابر سیہ مین برق ہوکے جلوہ گر
اسطرح اُس کوٹھری مین آگیا وہ شہسوار

اُسنے جب اس نوجوان کے نور کی دیکھی جھلک
دیکھتے ہی اُسکا ہیبت سے گیا سینہ دھڑک
تھا مجسم وہ تو حق کا نور سر سے پانون تک
کھل گئین آنکھین وہین پر رہ گئین پلکین جھپک
ہوگیا بیہوش وہ بیچارہ زخمی دل فگار

تاب کسکی ہی جو اُس چہرے کے آگے تاب لائے
ماہ کیا گر شمس بھی دیکھے تو اپنا سر جھکائے
ایسے طالع ایسی قسمت یہ نصیبا کوئی پائے
ایسا شہزادہ مقدس جسکے گھر تشریف لائے
آدمی کیا ہی فرشتوں کا نہیں عز و وقار

وہ تو وہ نور تجلی دیکھ خود وہ تھا پڑا
اس عنایت اس کرم کا کچھ بھی یارو تھا
آپ گھوڑے سے اُتر کے نور چشم لا اٹھا
اُس بریدہ دست کو اُسکے دیا تن سے ملا
اور کہا اُٹھ جلد اے آلِ نبی کے دوستدار

وہ جو آنکھیں کھولکر دیکھے عجب انوار ہے
روشنی سے جسکی روشن سب در و دیوار ہے
ہاتھ کو دیکھا تو خاصا ہاتھ بھی تیار ہے
نہ تو اسمیں درد ہے نہ خون کا آثار ہے
رہگیا اکبارگی حیرت میں وہ مظلوم زار

پھر جو اُس لڑکے کو اُسمیں ہوش سا کچھ آگیا
ہو تصدق اور وہیں پانوں کے اوپر گر پڑا
اور کہا رو رو مرا تو ہاتھ تن سے تھا جدا
یہ کہیں سے ہو سکا جو پھر دیا تن سے ملا
سچ بتاؤ کون ہو تم اے امیر نامدار

باپ نے تو میرے مجھ پر یہ ستم برپا کیا
ہاتھ کاٹا قید کی اور سو تعدی و جفا
مجھ سے بیکس پر جو تمنے کی یہ کچھ لطف و عطا
اب خدا کے واسطے جلد بتائیے اے سخی
اپنا کچھ نام و نشان مجھ سے کہو تفصیل وار

جب کہا حضرت نے ہم بھی آدمی ہیں اے عزیز
بندۂ درگاہ رب العالمین ہیں اے عزیز
خاکسار و عاجز و اندوہگین ہیں اے عزیز
جسکا تو کہتا ہے ہاتھ وہ ہمیں ہیں اے عزیز
آفرین صد آفرین اے پاک دین دیندار

یہ ہمارا ہی نشان اے پاک طینت متقی
نام کو پوچھے تو سن [illegible] علی

کربلا کے دشت مین دولت شہادت کی ملی | جو ہمین چاہیے ہمارا بھی اسے چاہیے ہی جی
جو ہمارا غم کرے ہم بھی ہین اُسکے غمگسار

سنتے ہی اسبات کے اکبار وہ لڑکا غریب | ہوگیا شادا در وہین سر رکھکے قدمونکے قریب
یون لگا کہنے بڑی قسمت تیرے میرے نصیب | مین کہان عاجز کہان اللہ کے خاصے حبیب
مین تصدق ہون تمھارا یا شہِ والا تبار

یہ کرم یہ لطف یہ بندہ نوازی کس سے ہو | مجھ سے نالائق کی ایسی سرفرازی کس سے ہو
تمنے جو کچھ مجھ سے کی یہ چارہ سازی کس سے ہو | یہ حمایت یہ مدد یا شاہ غازی کس سے ہو
اس عنایت اس کرم کا ہو تحسین پہ کاردیار

مین جو اپنے ہاتھ سے کرتا تھا ماتم بر ملا | اور اٹھاتا تھا علم بھی مین تمھارے جابجا
حق اگر پوچھو تو کسکا ہاتھ ہے کٹ کربلا | یہ نہین ہوسکتا جو پھیر دیا تن سے لگا
ورنہ کس مین تھی بھلا یہ قدرت و یہ اقتدار

وہ بھی راغب تھا جو اپنے درد کے اظہار کا | ایک پل مین پھر نہ دیکھا نقش ماتم دار کا
کیا دیا تن سے ملا ہاتھ اپنے ماتم دار کا | معجزہ دیکھو یہ ابنِ حیدر کرار کا
کس مین یہ قدرت ہے جز فرزند شیر کردگار

اب جو اُسکے ہاتھ پر کٹنے کی آئی تھی گرہ | کچھ نہین ہوتا گر وہ پھرتا جو یہ وہ
اب انھون نے کردیا اک آن مین آتے ہی یہ | یہ نہین دست اور کا دست یداللہی ہے یہ
جز یداللہ ہے بھلا کس دست سے یہ دستکار

کیا حسین ابنِ علی نے جب لیا میدان مین | اور رہین عباس علی کی تشنگین ہر آن مین
جنکے بیٹونکی رہین دل خلق کے احسان مین | کیون نہ پھر تالق کہے اُنکے پدر کی شان مین

لافتا الا علی لاسیف الا ذوالفقار

صبح کو اس کو ٹھڑی کا خود بخود در کھل گیا — باپ ماں دیکھیں تو اُسکا ہاتھ تن سے ہی ملا
پوچھا یہ کیا تھا جو کچھ دیکھا تھا اُسنے سب کہا — سُنتے ہی دونوں نے پھر تو صدق سے کلمہ پڑھا

ہاتھ میں تسبیح لی زنّار کو ڈالا اُتار

پھر ہوئی اس معجزہ کی شہر کی خلقت میں دھوم — ہو گیا اس طفل پر سب شہر کا آکر ہجوم
دیکھتا تھا جو کوئی لیتا تھا اُسکے ہاتھ چوم — اور لگا آنکھوں سے یوں کہتا تھا ہر دم جھوم جھوم

یہ اُنھیں کی دوستی کے گل نے دکھلائی بہار

القصہ ماں باپ اُسپر جان و دل سے ہو فدا — لے کے لڑکے کو چلے دلشاد سوئے کربلا
راہ میں کرتے تھے لوگ اُسکی زیارت جابجا — جب وہ منزل پر اُترتے تھے تو وانکے لوگ آ

دمبدم کرتے تھے اپنا سیم و زر اُسپر نثار

کربلا کو شہر نجف میں بھی یہ شور و غل پڑے — اک محب پاک دل آیا ہے ہندوستان سے
وانکے بھی لوگ آئے سب اُسکی زیارت کے لیے — اور لاکھوں شخص آئے دور اور نزدیک سے

اسقدر یہ معجزہ سب میں ہوا ان آشکار

کربلا کے پاس پہونچا جسگھڑی وہ ماہتاب — اُن شریفوں کو ہوا حکم شہ عالیجناب
اک ہمارا دوست آتا ہے چلا جوں موج آب — کر کے استقبال تم جا کر اُسے لاؤ شتاب

اُسکی لازم ہے تمھیں دلداری کرنی ہشیار

کربلا کے لوگ نکلے اُسکے استقبال کو — لے گئے اسپ و شتر آرایش و اجلال کو
کر زیارت چوم اُسکے دست خوش افعال کو — سو تجمل سے غرض اُس صاحب اقبال کو

شہر میں لائے بصد اکرام و عز و افتخار

کام کیا کیا کچھ ہوے اس سے خدا کی راہ کے — پھر خدا نے بھی انھیں بیوست قدرت کے دیے
اسنے کٹوایا تو ہاتھ اب اُنکے ہاتھ کے لیے — کیون نہ پھر تن سے ملاتے وہ تو منصف ہین بڑے
سیکھ جاوے اُنسے نصفت آ کے ہر نصفت شعار

جب ہوے روضہ مین داخل وہ محبان علی — کر زیارت اور تصدق ہو کے دل سے ہر گھڑی
وان اُنھون نے کچھ مکان بنوانے کی تجویز کی — لڑکا بنواتا پھرے تھا ہاتھ مین لیکر چھڑی
کی عمارت آخرش رنگین منقش زرنگار

دین بھی اُسکو ملا دنیا بھی یارو دیکھیو — اور محب پاک کہلایا تلک اُسکو دیکھیو
کیا محبت کے چمن کی ہے یہ خوشبو دیکھیو — کیا ہی طالع کیا ہی قسمت سے محبو دیکھیو
اُنکی اُلفت کا نہال آخر یہ لایا برگ و بار

یا علی عباس غازی صاحب تاج و سریر — سب کے تم مشکلکشا ہو کیا غریب و کیا امیر
جان و دل سے اب تمھارے نام کا ہوکر فقیر — یہ غلام رو سیاہ اب جسکو کہتے ہین نظیر
آپ کے فضل و کرم کا یہ بھی ہے امیدوار

منقبت در شان امیر المومنین حضرت علیؑ

کرون کیا وصف مین اُن کا الم ناک — کہ جنکی شان مین آیا ہے لولاک
پھرا جو عرش اور کرسی پہ چالاک — کہان وہ اور کہان میرا یہ ادراک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

محمد رحمۃ للعالمین ہے — حبیب حق شفیع المذنبین ہے
رسول پاک ختم المرسلین ہے — کوئی ایسا خدائی مین نہین ہے
نگا تحت الثریٰ سے تا بہ افلاک

محمد اور علی یا قوت احمر — دُرِ بحرِ خدا خاتون اطہر
زمرد لعل ہین شبیر و شبر — جواہر خانۂ قدرت کے اندر
یہی پانچون گہر ہین پنجتن پاک

انہون کیواسطے خلد عدن ہے — انہین کیواسطے نہر لبن ہے
جنہین انکی محبت کا چلن ہے — بہشتی حلّہ اور اُن کا بدن ہے
سدا شیر بہشت اور سایۂ پاک

جسے انکی محبت پل بہ پل ہے — اُسی کو دین اور دنیا کا پھل ہے
جو کوئی اُن کی اُلفت مین دغل ہے — تو اُس مرتد کی یارو یہ مثل ہے
کہ جیسے لیوے طوبے بیچ کر ڈھاک

علی جو شہسوار لافتا ہے — امیر المومنین شیر خدا ہے
فلک ہیبت سے اُسکی کانپتا ہے — علی جو صفدر رزم وغا ہے
کہ جسکی شرق سے ہے غرب تک دھاک

علی ہے قاتل کفار گمراہ — علی کا حکم ہے ماہی سے تا ماہ
نبی کا قوت بازو یداللہ — اُٹھا دے چرخ کی گردش تو واللہ
ابھی تھم جاوے دم مین چرخ کا چاک

علی نے مہد مین چیرا ہے اژدر — علی نے کاٹ ڈالے عمرو و عنتر
اکھیڑ ڈالا ہے اک حملے سے خیبر — خواص اشیا کا پھیرے گر وہ سرور
تو ہو تریاک زہر اور زہر تریاک

علی کو مصطفےٰ نے جی کہا ہے — علی کو جسکے جس جی کہا ہے

علیؑ کو لحمک لحمی کہا ہے ۔ علیؑ کو روحک روحی کہا ہے
یہ سمجھے وہ خدا وے جسکو ادراک

علی کو خاص نسبت ہے نبیؐ سے ۔ نبی کو راہ دل مین ہے علی سے
وہ دونون ایک تن اور ایک جی سے ۔ کسی کو تاب کیا غیر از علی سے
جو پہنے مصطفےٰ کے تن کی پوشاک

علی کو جو کوئی پہچانتا ہے ۔ برابر مصطفےٰ کے مانتا ہے
جو ان مین کچھ تفاوت جانتا ہے ۔ وہ اپنے خاک سر پہ چھانتا ہے
لگائی اُسنے دوزخ کی مگر تاک

علیؑ کی دوستی مین جو مرے گا ۔ اُسی کو باغ جنت کا ملے گا
علیؑ کے بغض مین جو جان دیگا ۔ وہ ملعون دوزخ اندر یون جلیگا
کہ جیسے آگ پر جلتا ہے خاشاک

جسے وصفِ علی کچھ سالتا ہے ۔ اُسیکو دوزخ آخر ڈھالتا ہے
جو اُنکا بغض دل مین پالتا ہے ۔ گویا بھر بھر کے ڈلیان ڈالتا ہے
وہ اپنے دین اور ایمان مین خاک

جو رکھے دشمنی حیدر سے یکسو ۔ وہ بیشک ہے سیہ دل اور سیہ رو
جو لے شبکی سے نام مرتضےٰ کو ۔ نہ جاوے اُس شقی کے منہ سے بدبو
کرے گر شاخ سے طوبےٰ کی مسواک

پڑھوں جسدم مناقب مین علیؑ کا ۔ پھٹے سینہ تمامی لعنتی ناری جی کا
حواس اُڑ جاوے ہر اک ناصبی کا ۔ دھڑک جاوے کلیجہ مدعی کا

عدو کا دم میں ہو جاے جگر چاک

رہوں یاں جب تلک رکھ میری عزت
پھر آوے جس گھڑی روز قیامت
مروں تو کچھ نہ مجھکو اذیت
نظیر اپنے کی واں بھی رکھیو عزت

خداوندا بحق پنجتن پاک

در فنائے جہان و بقائے رحمان

دنیا میں کوئی خاص نہ کوئی عام رہیگا
زردار نہ بے زر نہ بد انجام رہیگا
نہ صاحب مقدور نہ ناکام رہیگا
شادی نہ غم گردش ایام رہے گا
نہ عیش نہ دکھ درد نہ آرام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ چرخ جو کھاتا ہے پڑا گنبد ازرق
لوح و قلم و عرش بریں ثابت و مطلق
یہ چاند یہ سورج یہ ستارے ہیں معلق
سب ٹھاٹھ یہ اک آن میں ہو جاویگا ہو حق
آغاز کسی شے کا نہ انجام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

لے عالم ارواح سے تا عالم جنات
کیا ابر و ہوا جنگل و کوہ ارض و سماوات
انسان پری حور و ملک جن و خبیثات
اک پھونک میں اڑ جاینگے جوں نقش طلسمات
ہشیار نہ سنجیدہ نہ کوئی خام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

گر علم و ہنر سے ہے کوئی خلق میں مشہور
یا ایک کا ہے نام و نشان خلق میں مشہور
یا کشف و کرامات میں ہے صاحب مقدور
اک دم میں بیک بار یہ ہو جاینگے سب دور

مستور رہ نہ مشہور رہ نہ گمنام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

مختار رہے کے خسرو سے جو کرتے ہین سدا کام
یا جبر سے مجبوری کے رکھتے ہین کئی دام
جب آکے فنا ڈالے گی اک گردش ایام
اک آن مین اُٹھ جائیگا سب چیز کا الزام

مختار نہ مجبور نہ خود سکام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

اب دل مین تو ہم سے اسنچ جو کہلاتے ہین اشرار
سو مکر و دغا کرتے ہین اک آن مین تیار
جب آکے فنا ڈالیگی سر کے اوپر اک وار
اک وار کے لگتے ہی یہ ہوجاوینگے سب پار

نے مکر نہ حیلہ نہ کوئی دام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

کرتے ہین جو اب دل سے ریاضات و عبادات
یا عمر کو کھوتے ہین یہ رندی و خرابات
جب آکے فنا چھوڑیگی شمشیر کا اک ہات
پھر صاف ہے دونون کی گنہگاری و طاعات

نے رند نہ عابد نہ مے آشام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

جھگڑے انکے ہے ملت و مذہب کا کوئی یان
جس راہ مین جو آن پڑے خوش رہے ہر آن
زنار گلے یا کہ بغل بیچ ہو قرآن
عاشق تو قلندر رہین نہ ہندو نہ مسلمان

کافر نہ کوئی صاحب اسلام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

جو شاہ کہلاتے ہین کوئی انسے یہ پوچھے
دارا و سکندر رہ گئے آہ کدھر کو

مغرور نہ ہو شوکت و حشمت پہ وزیرو
اس دولت و اقبال پہ مت پھولو امیرو
نے ملک نہ دولت نہ سر انجام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

بیوپار جو کرتے ہیں ہر اک چیز کا زردار
آگے بھی دکانیں تھیں کئی اور کئی بازار
جس طور کا اب چاہیے کر لیجیے بیوپار
پھر جنس نہ دلال نہ مالک نہ خریدار
نے نقد نہ کچھ قرض نہ کچھ وام رہیگا
آخر وہی اللہ کا ایک نام رہیگا

اب جتنی کھڑی دیکھو ہو عالم میں عمارات
یا جھونپڑے دو کوڑی کے یا لاکھ کے محلات
کیا پست مکان کیا یہ ہوادار مکانات
اک اینٹ بھی ڈھونڈے سے کہیں انکی نہیں ہات
واں نے حجرہ نہ در و بام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ باغ و چمن اب جو ہر اک جا میں ہے پھول
یہ شاخ یہ غنچہ یہ ہرے پات پھل پھول
آجاویگی جب باد خزاں انکے اوپر بھول
ہر خار کی ہر پھول کی اُڑ جاویگی سب دھول
نے زرد نہ سرخ اور نہ سیہ فام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

میخوار بھی کتنے ہوئے یاں مے کے ملاقی
ساقی بھی کئی ہو گئے محبوب زناتے
لا جام کوئی بھر کے جو ہوا ور بھی بلاتے
فرصت ہے غنیمت کوئی دم کو ارے ساقی
نہ مے نہ صراحی نہ ترا جام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ عاشق و معشوق جو کرتے ہیں بہم چاہ — آگے کبھی بہت عاشق و معشوق تھے واللہ
وہ شخص کہاں جاتے رہے ہیں اے مرے اللہ — اس بات سے معلوم ہوا اب تو یہی آہ
نہ عشق نہ عاشق نہ دلارام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ٹک غور کرو اب ہیں کہاں مجنوں و فرہاد — لیلیٰ کہاں شیریں ہیں کہاں وہ نازوہ بیداد
جو پھول کھلے واہ وہ سب ہو گئے برباد — ہم تم بھی غنیمت ہیں حسن اور یار پریزاد
واں حسن نہ یاں عشق کا ہنگام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

محبوب بنا جسنے تمہیں حسن دیا ہے — اُسنے ہی ہمیں عاشق جانباز کیا ہے
ملنا ہے تو مل لو یہی جینے کا مزا ہے — سب ناز و نیاز آہ یہ اکدم کی ہوا ہے
پھر تجھ سے نہ کچھ وصل کا پیغام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ملنے سے ہمارے جو تمہیں آتا ہے الزام — آتے رہو یہ تم ہم سے ملے جاؤ سحر شام
پھر حسن کہاں اپنے رکھو کام سے تم کام — جھک مارتے ہیں وہ جو تمہیں کرتے ہیں بدنام
طوفان نہ بہتان نہ الزام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ شعر و غزل اب جو بناتے ہیں زبانی — آگے کبھی بہت چھوڑ گئے اپنی نشانی
دیوان بنایا کوئی قصہ کہ کہانی — کچھ باقی نظیر اب نہیں سب چیز ہے فانی
خمسہ نہ غزل فرد نہ ایہام رہیگا — آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ولہ

گر شاہ سر پہ رکھکر افسر ہوا تو پھر کیا ‏ ‏ اور بحر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
ماہی علم مراتب پیز در رہا تو پھر کیا ‏ ‏ نوبت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا
سب ملک سب جہان کا سرور ہوا تو پھر کیا

کیا رکھکے فوج لشکر کی سلطنت پناہی ‏ ‏ پھیری دہائی اپنی سے ماہ تا بماہی
جب آکر فنا کی سر پر پڑی تباہی ‏ ‏ پھر سر رہا نہ لشکر نے تاج بادشاہی
دارا و جم و سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

یا ذات مین کہائے نامی اصیل ذاتی ‏ ‏ جمشید فر کے پوتے نوشیروان کے ناتی
تھے آپ مثل دولہا اور فوج تھی براتی ‏ ‏ جب چل بسے تو کوئی پھر سنگ تھا نہ ساتھی
ملک و مکان خزانہ لشکر ہوا تو پھر کیا

یا راج بیٹھی ہوکر دنیا مین راج پایا ‏ ‏ چتور گڑھ ستارا کالنجر اپنایا
جب توپ سے اجل کے آمورچا لگایا ‏ ‏ سب اڑ گئے ہوا پر کوئی نہ کام آیا
گڑھ کوٹ توپ گولہ لشکر ہوا تو پھر کیا

کتنے دنون یہ غل تھا نواب ہین یہ خان ہین ‏ ‏ یہ ابن پنجہزاری یہ عالی خاندان ہین
جاگیر و مال و منصب گو آج انکے یان ہین ‏ ‏ دیکھا تو اک گھڑی مین نہ نام و نہ نشان ہین
دو دن نکا شور چرچا گھر گھر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی دیکھو یہ ہین بہیر خان جی ‏ ‏ اور یہ ہین خان خانان اور یہ ہین مہر خان جی
پنجہ اٹھا قضا کا جب آ سلے میر خان جی ‏ ‏ پھر کب کے میر خان جی کب کے وزیر خان جی
سمجھو غنی تو انکو باندر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی گھوڑا ہے نادر خان کا ۔ یہ پالکی یہ ہاتھی ہے ذوالفقار خان کا
آیا قدم اجل کے جب تیس مار خان کا ۔ اثر بھی کہیں نہ دیکھا پھر شہسوار خان کا
جھپان میگ ڈھیر در پہ ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی ڈیوڑھی ہے خان مہربان کی ۔ یہ باغ یہ حویلی ہے محلدار خان کی
جب راج نے قضا کے کرنی بسولی ٹانکی ۔ اک اینٹ بھی نہ پائی ہرگز کسی مکاں کی
رنگین محل سنہرا اگر در ہوا تو پھر کیا

کتنوں نے بادشاہی کیا کیا خطاب پایا ۔ شہروں میں بڑھی گھر ائمین سکہ بڑا اپنایا
جب آن کر فنا نے نام و نشان مٹایا ۔ وہ نام اور وہ سکہ ڈھونڈھا کہیں نہ پایا
دوروں کا مہر چھاپا در پہ ہوا تو پھر کیا

جاگیر میں کسی نے زرریز ملک پایا ۔ کر بند و بست اپنا ظلم و فسق بٹھایا
لیکر سند اجل کا جب فوجدار آیا ۔ اگر تمکین حکم و حاصل سب ہو گیا پرایا
ہانسی حصار ٹھٹھا بھکر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی لشکر ہے طرہ باز خان کا ۔ یہ خیمہ شامیانہ ہے شہنواز خان کا
آیا کٹک اجل کے جب یکہ باز خان کا ۔ سر بھی کہیں نہ پایا پھر سرفراز خان کا
سردار میر بخشی بڑھ چڑھ کر ہوا تو پھر کیا

ہاتھی پہ چڑھ کے نکلے یا خاصہ گھوڑے اوپر ۔ یا نالکی سنبھالی یا پالکی کی جھالر
یا سے صراحی حقہ دوڑے جلیب اندر ۔ جب آ اجل پکاری صاحب رہا نہ نوکر
آقا ہوا تو پھر کیا نوکر ہوا تو پھر کیا

یا لیکے اک قلمدان اور رکھ قلم کو سر پہ ۔ جوڑے حساب لاکھوں پھر سے لکھے سراسر

جب عمر کی کچہری جا لگی قضا نے آ کر
پھر آپ نہ قلمدان کاغذ رہا نہ دفتر
منشی وکیل دیوان مر مر ہوا تو پھر کیا

پاسے قضا کی خدمت ہو بیٹھے آپ قاضی
محضر قبالے لکھے قضیئے چکائی شرعی
اعلام سنے قضا کا جب آ فنا پکاری
پھر محکمہ نہ جھگڑا قاضی رہا نہ مفتی
کوڑا البید درہ دربر ہوا تو پھر کیا

کتوال بن کے بیٹھا یا صدر ہو مقرر
فاسق ڈریں ہزاروں اور چور کانپیں تھر تھر
آیا قضا کا مردھا جس دم چھری اٹھا کر
کتوالی اور صدارت سب اڑ گئی ہوا پر
دو دن کا خوف و خطرہ اور ڈر ہوا تو پھر کیا

کہتے تھے کتنے ہم تو ہیں ذات میں کلاں جی
ہم شیخ ہم مغل ہیں ہم ہیں پٹھان ہاں جی
جس دم قضا پکاری اب اٹھ چلو یہاں جی
پھر شیخ جی نہ سید مرزا رہے نہ خان جی
ذات و حسب نسب کا جوہر ہوا تو پھر کیا

پاسے کے زر جہاں میں کرنے لگے تجارت
یا سیٹھ بنکے بیٹھے بہاصی بنا عمارت
کھولیں قضا نے سب یاں جب کر کے اک اشارت
سب کوٹھی ورڈ کانیں کر ڈالیں دم میں غارت
مال و مکان جواہر اور زر ہوا تو پھر کیا

یا ہو سپاہی بانکا ترچھا بڑا کہایا
بلدار باندھ چیرہ گھوڑے کو جگمگایا
کھیتوں میں جا کے کودا لاکھوں کے تیغ سینکایا
جب منہ اجل کا دیکھا پھر کچھ بھی بن نہ آیا
یکتا شجاع بہادر صفدر ہوا تو پھر کیا

گھوڑا اٹھا کے ڈوبا فوجوں میں ہو دلاور
مارے کئی نیچے بھالے کھائی کٹار جمدھر
مارا قضا نے بھالا جس دم فنا کا آ کر
پھر مردمی شجاعت سب ہو گئی برابر

خود و سلاح چلتہ بکتر ہوا تو پھر کیا

یا خانہ جنگی لڑ کر کھایا بڑھین ٹانکا ۔ مونچھون کو تاؤ دیکر سو دوست دھات ہانکا
جب گھور کر قضا کے بانکے نے آکے جھانکا ۔ ٹیڑھا رہا نہ ترچھا گنڈا رہا نہ بانکا

تیغا سپر قرابین جمدھر ہوا تو پھر کیا

یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت ۔ مردون کے تئین جلایا عیسیٰ کی کی کرامت
کھوئے مرض ہزارون دھوئی ہر ایک جمیت ۔ جب آئی سر پہ اپنے پھر کچھ چلی نہ حکمت

لقمان یا فلاطون اگر ہوا تو پھر کیا

یا ہو نجومی کامل تارون کو چھان ڈالا ۔ سورج گہن بچا رے چندر گہن نکالا
برج و ستارے باندھے احکام کو سنبھالا ۔ جب وقت اپنا آیا اسوقت کو نہ ٹالا

جوتش نجوم پنڈت پڑھکر ہوا تو پھر کیا

یا پڑھکے دو کتابین اور کر کے علم حاصل ۔ یا بھوت جن اُتارے مشہور ہو کے عامل
جب دیو کا اجل کے سایہ ہوا مقابل ۔ ملا رہا نہ سیانا عالم رہا نہ فاضل

تعویذ فال جادو منتر ہوا تو پھر کیا

ماتھے پہ کھینچ ٹیکا یا ہاتھ لے کے مالا ۔ پوتھی بغل مین دابی زنار کو سنبھالا
پوجا کتھا بکھانی کیا کیا شبد نکالا ۔ کچھ بن سکا نہ آیا جب جان لینے والا

وید و پران پڑھکر مصّر ہوا تو پھر کیا

یا پی کے مستی کی عیش کامیابی ۔ لوٹا نشے مین ہر جا کر دیسے بے حجابی
جسدم قضا نے اپنی جھمکائی اک گلابی ۔ پھر سے رہی نہ مینا نہ مست نہ شرابی

اکدم لبون پہ مے کا ساغر ہوا تو پھر کیا

حسن و جمال پا کر یا خوبرو کہایا
آکر پڑا اسیروں پہ جس دم اجل کا سایا
یا عشق میں کسی نے جی جان کو گھٹایا
دونوں میں پھر کسی کو ڈھونڈا کہیں نہ پایا
عاشق ہوا تو پھر کیا دلبر ہوا تو پھر کیا

یا ہو کے پیرزادے کرنے لگے فقیری
جب پیرہن کی کفنی آکر اجل نے چیری
کرکے مرید تھے کی آن کی دستگیری
سب اڑ گئی ہوا پر دم میں مریدی پیری
مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پھر کیا

یا سر منڈا کے بیٹھے آنند ادھو تو سیلے
میلے کیے ہزاروں مونڈے فقیر چیلے
یا خود مہنت کہا کر سو روپ رنگ کھیلے
جب آ قضا پکاری جا سو رہے اکیلے
تکیہ ہوا تو پھر کیا بستر ہوا تو پھر کیا

جوگی اتیت جنگم یا سیورا کہایا
ترسول سے قضا کا جب وقت سر پہ آیا
یا کھول کر جٹا کو یا گھونٹ سر منڈایا
نے بالکے کو تھا یا نے آپ کو بچایا
نانک کبیر پنتھی بھیرو بھئر ہوا تو پھر کیا

یا نیک بنکے بیٹھے اچھے لگے کہانے
آکر بجے اجل کے جب سر پہ شادیانے
یا ہو کے بد ہر اک کے دل کو لگے ستانے
تھے نیک و بد جہاں تک سب لگ گئے ٹھکانے
بہتر ہوا تو پھر کیا بدتر ہوا تو پھر کیا

کیا ہندو کیا مسلماں کیا ترسا گبر و کافر
جتنے نظیر ہیں یاں آکر ہم سے ہیں مسافر
نقاش کیا مصور کیا خوشنویس شاعر
رہنا نہیں کسی کو چلنا ہے سب کو آخر
دو چار دن کی خاطر یاں گر ہوا تو پھر کیا

ولہ

ہووے جو کوئی اُس بت خودکام سے واقف
دل پا تو ہو چشم گل اندام سے واقف
پھر عمر نہ ہو پھر کبھی اسلام سے واقف
ساقی جو پلا اُسکو جو ہو جام سے واقف
ہم آج تلک مے کے نہین نام سے واقف

نت مست رہے میکدۂ عشق مین رہکے
دیکھے نہ کبھی جور زمانے کی گرہ کے
سرشار نشون مین رہے پھرتے رہے بہکے
مستی کے سوا دور مین اُس چشم سیہ کے
کافر ہو جو ہو گردش ایام سے واقف

اس شوخ ستمگار کی جس دن سے ہوئی چاہ
جا ملک عدم مین بھی تڑپتے رہے واللہ
گو کہ پھرتے ہی پھرتے غرض آخر ہوئے ناگاہ
مر کر بھی تہ خاک نہ آسودہ ہوئے آہ
اے عشق نہ تھے ہم ترے انجام سے واقف

پہلے تو پھنسایا ہمین اُس نور نظر نے
اب آہ اسیری کے تڑپنے دکھ ہمین بھرنے
آخر کو لگا پھر ستم و ظلم وہ کرنے
صیاد کی اُلفت سے پھنسے آن کے ورنے
تھے کاہیکو ہم اس قفس و دام سے واقف

وحشت سے بھلا کب وہ ملاتا ہے کسی کو
ملنے تو بہت اسکی سمجھ رکھی ہے خو بو
چھوٹا ہے دغا باز ہے عیار ہے بدخو
ملنے کا پیام اُس سے کہو جا کے عزیزو
جو اسکے نہو وصل کے پیغام سے واقف

چاہا ہو کہ پھر اب تیغ مین تو تم ہمین ہو آن
ناحق دل صد چاک کو کرتے ہو پریشان
اب آہ یہ ہونا نہین اے خسرو خوبان
اوروں سے قسم کھائیے اور ہم تو مرے جان
ہین خوب تمہارے قسم اقسام سے واقف

اور دل تو نہ پہنچے کبھی خوبان کی میان چاہ
اور پہنچے تو ہو پہنچے سب چیز سے آگاہ

رونا مجھے رہ رہ کے یہی آتا ہے واللہ | کوئی نہیں کرتا جو کیا تو نے نظیر آہ

دل اُس کو دیا جسکے نہیں نام سے واقف

ولہ

رہتے ہیں اب تو پاس اُس شوخ کی شام و سحر موتی | جبین پر موتی اور سر میں ہیں موتی تک پر موتی

ادھر جگنوں اُدھر کچھ بالیوں میں جلوہ گر موتی | بھرے ہیں اُس کے کانوں میں اب تو یارو سر بسر موتی

گلے میں کانوں میں ہاتھوں میں جدھر دیکھو ادھر موتی

کوئی اُس چاند سے ماتھے کے ٹیکے میں جھلکتا ہے | کوئی بندے سے ملکر کان کے نرمو میں ہلتا ہے

لپٹ کر دھگدھگی میں کوئی سینہ پر چمکتا ہے | کوئی جھمکوں میں جھولے ہے کوئی بالی میں پلتا ہے

یہ کچھ لذت ہے جب اپنا چھداتے ہیں جگر موتی

کبھی وہ نازنیں ہنسکر جو کچھ باتیں بناتی ہے | تو اک اک بات میں موتی کو باتوں میں بہاتی ہے

ادا و ناز سے جب کچھ عجب عالم دکھاتی ہے | وہ سمرن موتیوں کی انگلیوں میں جب پھراتی ہے

تو صدقے اُسکے ہوتے ہیں پڑے ہر پور پر موتی

غلط ہے اُس لب رنگین کو برگ گل سے کیا نسبت | کہ جیسے ہے شفق اور پیتے اور یاقوت کو حسرت

ادا ہٹ کچھ مسی کی اور اُس پر پان کی رنگت | وہ ہنستے ہیں تو کھلتا ہے جواہر خانہ قدرت

ادھر لعل اور اُدھر نیلم ادھر مرجان اُدھر موتی

کبھی جو بال کے نیچے میں وہ موتی پروتی ہے | نزاکت سے عرق کی بوند بھی کھڑکے نکو دھوتی ہے

بدن بھی موتی اور سر پاؤں سے بھی موتی ہے | سراپا موتیوں کا پھر تو اک گچھا وہ ہوتی ہے

کہ کچھ وہ خشک موتی کچھ پسینے کے وہ تر موتی

گلے میں اُسکے جو یہ مدام ہوتے ہار ہوتے ہیں | چمن کے گل سب اُسکے صدقے میں موتی پرتے ہیں

نہ تنہا رشک سے قطراتِ شبنم دل میں روتے ہیں | فلک پر دیکھ کر تارے بھی اپنا ہوش کھوتے ہیں

پہن کر جس گھڑی بیٹھے ہے وہ رشکِ قمر موتی

وہ زیور موتیوں کا اور کچھ تن وہ موتی سا | کچھ اُس پر موتیا کے ہار بازو بند اور گجرا
سراپا زیب و زینت میں وہ عالم دیکھ کر اُسکا | جو کہتا ہوں ارے ظالم بتا اپنا نام تو بتلا

تو ہنس کر مجھسے یوں کہتی ہے وہ جادو نظر موتی

کڑے پازیب توڑے جس گھڑی اُس میں لٹکتے ہیں | تو ہر جھنکار میں کس طرح باہم جھگڑتے ہیں
کسی سے بھی یہ لڑتے ہیں کسی سے آپ بگڑتے ہیں | کڑے سے تو سنیکے کیا موتی بھی اُسکے پاؤں پڑتے ہیں

اگر باور نہ ہو دیکھو ہیں اُسکی کفش پر موتی

خفا ہو اندنوں کچھ روٹھ بیٹھی ہے جو ہم سے وہ | تو اُسکے غم میں جو ہم پر گزرتا ہے سو مت پوچھو
چلے آتے ہیں آنسو دل پڑا ہے بیچ میں غم ہو | وہ دریا موتیوں کا بہنے روٹھا ہو تو پھر یارو

بھلا کیونکر نہ برساوے ہماری چشمِ تر موتی

شفق میں اتفاقاً جیسے سورج ڈوب کر نکلے | دیا ابر گلابی میں کہیں بجلی چمک جاوے
بیاں ہو کس طرح سے آہ اُس عالم کو کیا کہیے | تبسم کی جھلک میں یوں جھمکتے ہیں دانت اُسکے

کسی کے لب پہ جیسے جلوہ رکھ جاتے ہیں گہر موتی

ہمیں کیونکر نہ پیار آوے پہ موتیوں کے مضمون کہنے | جڑاؤ موتیوں کے اس غزل پر واریے گہنے
سخن کی کچھ جو اُسکے دل میں ہے اُلفت لگی رہنے | نظیر اس ریختہ کو سن وہ ہنس کر یوں لگی کہنے

اگر ہوتے تو میں دیتی تجھے اک تھال بھر موتی

ولہ

ہمیشہ جا بہشت کی دیکھی جسکو دل اُسکا ہے کچھ پیچ و تاب | لگا نے رکھتا ہے اُسکی چتون جو حسن اُس نے یہ دکھایا

دیا دل اپنا اُسی کو ہنسکر جہاں پری نے یوں کہا لا
سحر جو نکلا میں اپنے گھر سے تو دیکھا اک شوخ حسن والا
چمک وہ مکھڑے میں اس صنم کے کہ جیسے سورج میں ہو اُجالا

ہوا نہایت میں جی میں خوش دل نظر پڑا وہ صنم جو مجھکو
صفت کی اُسکے جمال کی میں کہاں تلک پھر بیان کیجیے میں خوش ہو
جو دیکھی میں نے وہ اُسکی خوبی مری زباں سے ہو کیا ادا وہ
وہ زلفیں اُسکی سیاہ پرخم کہ اُنکے بل پر شکن کو بارو
نہ پہونچے سنبل نہ پہونچے ریحان نہ پہونچے ناگن نہ پہونچے کالا

بہار دیکھی جو اُس صنم کی تو وصف اُسکا کہوں میں کیا کیا
پری بھی دیکھے تو شرمگیں ہو وہ حسن و خوبی کا بھری سراپا
وہ چال چنچل وہ نظریں جادو وہ پیاری صورت وہ خوب نقشا
ادا وہ بانکی عجب طرح کی وہ ترچھی چتون بھی کچھ تماشا
بھوئیں وہ جیسے کھچی کمانیں پلک سناں کش نگاہ بھالا

عجب پریوش کا وہ شوخ گلرو کہوں میں کیا کیا کچھ اُسکی خوبی
ہوا فدا میں دل و جان سے وہ طرز اُسکی بہت ہی دیکھی
کچھ ایسا مہوش کچھ ایسا دلبر کہوں کہاں تک صفت میں اُسکی
وہ آنکھیں مست اور گلابی اُسکی کہ اُنکو دیکھے تو دیکھتے ہی
مے محبت کا اُسکے دل کو ہو کیا ہی گہرا نشہ دو بالا

وہ شوخ چنچل کچھ ایسے ڈھب کا کہ اُسکا مکھڑا جو کوئی دیکھے
پھر دیوانہ سا ہو حیرت وہ اُسی کی چاہ میں ہوش کھووے
لگاوٹیں بھی کئی طرح کی فریب و فن بھی کئی نمط کے
لبوں پہ سرخی وہ پان کی کچھ کہ لعل جس سے خجل ہو جس سے
وہ آن تیکھی کی بھی پھر ایسی کہ جسکا عالم سے کچھ نرالا

وہ طرفہ دلبر وہ طرفہ نشتر اس پر جو میں نے دیکھا
سمجھ نہ آیا کچھ اور پھر کچھ نہ حرف میری زبان سے نکلا
ہوا میں صورت کو دیکھتے ہی غلام اُسکی ہر اک ادا کا
وہ جامہ زیبی وہ ناز افزا وہ سج دھج اُسکی وہ قد زیبا
کہ دیکھ جسکو فدا ہوں دل سے وہ جنکو کہتے ہیں سرو بالا

خوشی سے دل میں ہوا بہت ہی [illegible] اُس اپسرا کو دیکھے
نشا اُسے پھر ہوا میں ایسا کیا جب اُسکی نگاہ و ناز و کرشمہ
جو ہو [illegible] اُس [illegible] کہ اُنکا بیاں [illegible]
مگر [illegible] تو دیکھو میرا

ادا و آن نے ادھر دوپٹا پلک پلک نے ادھر اچھالا

جب اُس پری رو کے ہاتھوں اُن کے تئیں کل ات سی گئی ٹھہری — سو ہاں میں بس ان کے کس جو میں سر اسوقت جی کی پھیری
ہوئی اذیت جو مجھ کو پاس دم وہ یہاں ہاں تو تیرے جنبش گھڑی — جو ملا یا دل کو میرے یار تو اُس نے لی راہ اپنے گھر کی

پڑا تڑپتا میں رہ گیا وان زبان پہ آہ اور لبوں پہ نالا

جب اُس صنم کی ادائے ابرو نے دکھایا اپنا وہ مجھ کو جادو — پھنسا میں ایسا کہ ان کے مل میں یار رہی نہ عقل و خرد
ہوا میں بیکل یہ رنگ بسمل جو ہوش تھا سب گیا وہ یکسو — [illegible] نام اُس کا لیے وہ گار

شہ مجھے بولا شہ کی بشارت شد دی تسلی شہ نے سنبھالا

غرض وہ عیار میرے دل کو لپک گیا چھین کر وہ اک دم — [illegible] کہ پہنچا کی زبانیں [illegible]
جو پہونچے وان تو پہلے کیونکر تو اُس بات [illegible] — [illegible] تو بازار پہ پیش چشم

بیا و سر و تو سقیر ارم مثال مشفق شدہ است بالا

کہا ہی جیسے تو منہ دکھا کر نہیں [illegible] — کھلی ہوئی آنکھیں یہ رنگ نرگس [illegible]
جھمک دکھا جاتک اپنے رخ کی کسی طرح سے تو پھر [illegible] — [illegible] شہر و مین [illegible]

اشیر [illegible] مع [illegible] بقیل [illegible] کا لب لا

ہوئی تو [illegible] کیا اب تیرے باعث ہوا جدا [illegible] — مرا تو جان [illegible] صنم پر فدا ہوا ہے
کسی طرح سے تو جلد آ یا نکلی منہ سے یہ [illegible] — [illegible] کہدا ہے

[illegible] دی ہی اپنے گھر وچ نہیں [illegible] ساوی بالا

تجھی بن تیا ہجر [illegible] ہمیں [illegible] — ترا ہی لیتا ہوں نام ہر دم [illegible]
کہیں آ مل تو مجھ سے پیارے جو میرے [illegible] — تمہارے سا [illegible]

ولاری شہ [illegible] بر [illegible] لا لا

تری جدائی میں اے ستمگر یہ سختی مجھ پہ اب گذرتی — نہ گھر میں دل کو قرار آوے نہ میرا باہر کہیں لگے جی
نہیں جو آیا تو اس طرف کو یہ بات کیا تیرے جی میں ٹھہری — اُڑا کے من کو جو چھین لیوے یقیں سی بار کاٹن لگائی اتنی
پرائے تن آکے گھیر لو ہماں کی پلک کٹار اجو تہماں نے نکالا

وہ تیری صورت ہی جیسے دیکھی تو ہر دم آنکھیں میں پھرتی حیران — جو کال تک ہی یاد تیری تو دل ہی ہوتا بہت پریشان
ارے چھبیلے ارے چھبیلے رسیلے کبھی تو آتان — اگن برہ کی ہے جیا میں کو ہر بیں تیرا ہی ہوں نوان
تو رہی جو نیناں نے موہ سکے یہ چیتو تنکو بھوا دکھالا

کیا ہے جب سے تو دل کو بیکل نہیں ہے مجھکو قرار اک جا — امید ملنے کی تیرے رکھکر ادھر اُدھر ہو کہیں آتا جاتا
ہوا ہے میرا یہ حال اب تو تری جدائی میں دل آرا — جگت ہنسا مت برہ کے ہاتھ کیسو اب من کروں کہا
دوائی کیتی ہمن سر سخن نہ شہد ہی کی گر پڑ ہی چالا

جدائی کی گذرے ہے جو تیر مجھ بن بیاں نہیں ہے کچھ اسکا سامان — تجھی کا ہی جی میں ہوتی کہ تو پھر اوسکو کوئی گھڑی یاں
جو تجھکو دیکھے تو ہو تسلی جو تجھ سے بچھڑے تو دل ہو خوشحال — کبھی تو ہنس کر شتاب آجا نظیر کی بھی طرف تک ایجان
ہماکے بیچ بیچ پھیر اسکے دامن لگا کے ٹھوکر ہلا کے بالا

قصہ ہنس

دنیا کی جو الفت کا جو اُس کو سہارا — اور اُسنے خوشی کو مری خاطر میں اُتارا
دیکھی جو یہ غفلت تو مرا دل یہ پکارا — آیا تھا کسی شہر سے اک ہنس بچارا
اک پیڑ پہ جنگل کے ہوا اُسکا گذارا

جنگل وال کن اپنے چہان سے تھے ڈھیر — بیٹا وہیں سنگلے کبھی شہر
طوطے بھی کسی طور سے اُڑیاں کوئی ہر — رہتے تھے بہت سا تو اُس پیڑ کے اوپر
اُسنے بھی کسی شاخ پہ گھر اپنا سنوارا

بلبل نے کیا اُسکی محبت مین خوش آہنگ — اور کوئلے کوئل نے بھی اُلفت کو لیا سنگ
کھنجن مین کلنگو نمین بھی چاہت کی مچی جنگ — دیکھا جو طیورون نے اُسے حسن مین خوشرنگ
وہ ہنس لگا سب کی نگاہو نمین پیارا

سیمرغ بھی سو دل سے ہو ملنے کے شائق — گر بڈ بھی پھونکے ہوئے جلنے کے لائق
سارس بھی جو اصل بھی ہوئے اُسکے موافق — باز و لگڑ و جرہ و شاہین ہوئے عاشق
شکرون نے بھی شکر سے کیا اُسکا مدارا

کچھ سبزک بڑنگے و کچھ پنشن و سپرے — پنڈکی سے لگا بوبڑ و قمری و دہریے
غوغائی بکھیری و لٹورے و پپیہے — کچھ لال چڑے اور نے پیسی بھی غش تھے
پدڑی بھی سمجھتی تھی اُسے آنکھ کا تارا

چاہت کے گرفتار بٹیرین لوا تیتر — کبکون کے تدرون کے بھی چاہت مین تھے پر
ہر ہد ہد بھی ہو سہٹ کے بڑ بیا ادھر اودھر — زاغ و زغن و طوطی و طاوس و کبوتر
سب کرنے لگے اُسکی محبت کا اشارا

شکل اُسکی وہان بھی مین کچھ ہی شاما چڑے کے — دہی چیا و جتیا پہ اُسے چاہنے بھی بیٹھے
ہریل بھی ہو اُسکے چڑے چاہنے والے — جتنے کہ تھے اُس پیڑ پہ رہتے تھے پرندے
اُس ہنس پہ اُن سب کے دل و جان کو وارا

خواہش یہ ہوئی سب کی کہ ہر دم اُسے دیکھین — اور اُسکی محبت سے ذرا منہہ کو نہ پھیرین
دن رات اُسے خوش رکھنے کی نیت سے اُسے دیکھین — محبت جو ہوئی ہنس کی اُن جانورونمین
[illegible] رہا خوب محبت کا گذارا

سب ہوکے خوش اُسکی سے اُلفت لگے جینے — اور پیت سے ہر ایک نے وہان بھر لیے سینے

ہر آن جتانے لگے چاہت کے قرینے — اُس ہنس کو جب ہو گئے دو چار مہینے
اک روز وہ یاروں کی طرف دیکھ پکارا

ہاں لطف و کرم تمنے کیے ہم پہ ہیں جو جو — تم سب کی یہ خوبی ہے کہاں ہم سے بیاں ہو
تقصیر کوئی ہم سے ہوئی ہووے تو بخشو — لو یارو ہم اب جاوینگے کل اپنے وطن کو
اب تمکو مبارک رہے یہ پیڑ تمھارا

اب تک تو بہت ہم رہے فرصت سے ہم آغوش — اب یاد وطن کی ہمارے ہوئی ہمدوش
جب حرف جدائی کا پرندوں نے کیا گوش — اس بات کے سنتے ہی جو سب اک کے اڑے ہوش
سب بولے یہ فرقت تو نہیں ہمکو گوارا

بن دیکھے تمھارے ہمیں کب چین پڑینگے — اک آن نہ دیکھینگے تو دل غم سے بھرینگے
گر تمنے یہ ٹھہرائی تو کیا سکھ سے رہینگے — ہم جتنے ہیں سب ساتھ تمھارے ہی چلینگے
یہ درد تو اب ہم سے نہ جاویگا سہارا

پھر ہنس نے یہ بات کہی ان سے کئی بار — کچھ بس نہیں اب چلنے کی ساعت ہے ہیں ناچار
آنکھیں ہوئیں اشکوں سے پرندوں کی گہر بار — آخر جو شب کوچ کی ہوئی صبح نمودار
پر اپنا ہوا پہ وہیں اُس ہنس نے مارا

وہ ہنس جب اُس پیڑ سے واں کو چلا ناگاہ — منھ پھیر کے ایدھر سے وطن کی جو ہیں لی راہ
دیکھا جو اُسے جاتے ہوئے واں سے تو کر آہ — سب ساتھ چلے اُسکے وہ ہمراہ ہوا خواہ
ہر ایک نے اُڑنے کے لیے پنکھ پسارا

اور ہنس کی ان سب کو رفاقت ہوئی غالب — جب واں سے چلا وہ تو ہوئی بیکسی غالب
کلفت تھی جو فرقت کی وہ سب پہ ہوئی غالب — دو کوس اُڑے تھے جو ہوئی ماندگی غالب

پھر پھر میں کسی سے نہ رہا قوت و یارا

پر آلگے ہوئے پر جو ہیں دوری کی پڑی بس
رو دئے کہ رفاقت کی کریں کیونکہ قدم بوس
تھک تھک کے لگے گرنے تو کرنے لگے افسوس
کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اڑا کوس
کوئی آٹھ کوئی نو کوئی دس کوس میں ہارا

کچھ بن نہ سکے اُنسے رفیقی کے جو وان کار
اور اتنے اُڑے ساتھ کہ کچھ ہو وے نہ اظہار
جب دیکھی وہ مشکل تو پھر آخر کے تئیں ہار
کوئی یان رہا کوئی وان رہا کوئی ہو گیا ناچار
کوئی اور اُڑا آگے جو تھا سب مین کرارا

تھی اُسکی محبت کی جو ہر ایک نے پی مے
سمجھے تھے بہت ملین وہ اُلفت کو بڑی شے
جب ہو گئے بے بس تو پھر آخر یہ ہوئی رے
چیلین رہین کوے گرے اور باز بھی تھک کے
اُس پہلی ہی منزل مین کیا سب نے کنارا

دنیا کی جو اُلفت ہے تو اُسکی ہے یہ کچھ راہ
جب شکل یہ ہو وے تو بھلا کیونکہ ہو نرباہ
ناچاری ہو جب جا مین تو وان کیجے کیا چاہ
سب رہ گئے جو ساتھ کے ساتھی تھے نظیر آہ
آخر کے تئین ہنس اکیلا ہی سدھارا

برسات کی بہارین

ہین اس ہوا مین کیا کیا برسات کی بہارین
سبزوں کی لہلہاہٹ باغات کی بہارین
بوندوں کی جھمجھماوٹ قطرات کی بہارین
ہر بات کے تماشے ہر گھات کی بہارین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بادل ہوا کے اوپر ہو مست چھا رہے ہین
جھڑیوں کی مستیوں سے دھومین مچا رہے ہین
پڑتے ہین پانی ہر جا جل تھل بنا رہے ہین
گلزار بھیگتے ہین سبزے نہا رہے ہین

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

مارے ہیں موج ڈابر دریا امنڈ رہے ہیں
مور و پپیہے کوئل کیا کیا امنڈ رہے ہیں
جھڑ کر رہی ہیں جھڑیاں نالے امنڈ رہے ہیں
برسے ہے مینہ جھڑا جھڑ بادل گھمنڈ رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہیں
گل پھول جھاڑ بوٹے کر اپنی دھج رہے ہیں
بجلی چمک رہی ہے بادل گرج رہے ہیں
اللہ کے نقارے نوبت سے بج رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بادل لگا ٹکوریں نوبت کی گت لگاویں
جھینگر جھنگار اپنی سرنا بیان بجاویں
کر شور مور بگلے جھڑ لیوں کا منہ بلاویں
پی پی کریں پپیہے مینڈک ملاریں گاویں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہر جا بچھا رہا ہے سبزا ہرے بچھونے
قدرت کے بچھ رہے ہیں ہر جا ہرے بچھونے
جنگلوں میں ہو رہے ہیں پیدا ہرے بچھونے
بچھوا دیے ہیں حق نے کیا کیا ہرے بچھونے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

سبزو کی لہلہاہٹ کچھ ابر کی سیاہی
اور چھا رہی گھٹائیں سرخ اور سفید کاہی
سب بھیگتے ہیں گھر گھر لے ماہ تا بماہی
یہ رنگ کون رنگے تیرے سوا الٰہی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کیا کیا رکھے ہے یا رب سامان تیری قدرت
بدلے ہے رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سب مست ہو رہے ہیں پہچان تیری قدرت
تیتر پکارتے ہیں سبحان تیری قدرت
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئل کی کوک مین بھی تیرا ہی نام ہیگا   اور مور کی زٹل مین تیرا پیام ہیگا
یہ رنگ سو بنایا جو صبح و شام ہیگا   یہ اور کا نہین ہے تیرا ہی کام ہیگا
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

پھولونکی سیج اوپر سوتے ہین کتنے بن بن   سو ہین گلابی جوڑے پھولونکے ہار ابرن
کتنونکے گھر ہے کھانا سونا لگے جو آنگن   کونے مین پڑ رہی ہین سشید لپیٹ سوگن
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بولین بئے بٹیرین قمری پکارے کو کو   پی پی کرے پپیہا بگلے پکارین تو تو
کیا ہد ہد ونکی حق حق کیا فاختونکی ہو ہو   سب رٹ رہے ہین تجھکو کیا پنکھ کیا پکھیرو
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو مست ہون اودھر کے کر شور ناچتے ہین   پیارے کا نام لیکر کیا زور ناچتے ہین
بادل ہوا سے گر گر گھنگھور ناچتے ہین   مینڈک اُچھل رہے ہین اور مور ناچتے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو خوش ہین وہ خوشی مین کاٹین ہین رات ساری   جو غم مین ہین اُنھو پر گذرے ہے رات بھاری
سینون سے لگ رہی ہین جو ہین پیا کی پیاری   چھاتی پھٹے ہے اُنکی جو ہین برہ کی ماری
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو وصل مین ہین اُنکے جوڑے مہک رہے ہین   جھولونمین جھولتے ہین گہنے جھلک رہے ہین
جو دُکھ مین ہین سو اُنکے سینے پھڑک رہے ہین   آہین نکل رہی ہین آنسو ٹپک رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اب بیرہنونکے اوپر ہے سخت بیقراری   ہر بوند مارتی ہے سینے اوپر کٹاری

بدلی کی دیکھ صورت کہتی ہیں باری باری | ہے ہے نہ لی پیا نے ابکی بھی سدھ ہماری

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جب کوئل اپنی اُنکو آواز ہے سناتی | سنتے ہی غم کے مارے چھاتی ہے اُمڈی آتی
پی پی کی دھن کو سنکر بیکل ہیں ہوتی جاتی | مت بول اے پپیہے پھٹتی ہے میری چھاتی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہے خشکی سیج سونی اور خالی چارپائی | رو رو اُنھوں نے ہر دم یہ بات ہے سنائی
پردیسی نے ہماری ابکی بھی سدھ بھلائی | ابکی بھی چھاؤنی جا پردیس میں ہے چھائی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنوں نے اپنے غم سے اب ہے یہ گت بنائی | میلے کچیلے کپڑے آنکھیں بھی ڈبڈبائی
نے گھر میں جھولا ڈالا نے اوڑھنی رنگائی | پھوٹا پڑا ہے چولھا ٹوٹی پڑی کڑھائی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

گاتی ہے گیت کوئی جھولے پہ کرکے پھیرا | مارو جی آج کیجیے یاں رین کا بسیرا
ہے خوش کسی کو آکر ہے درد و غم نے گھیرا | منہ زرد بال بکھرے اور آنکھوں میں اندھیرا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اور جنکو اب مہیا حسنوں کی ڈھیریاں ہیں | سرخ اور سنہرے کپڑے عشرت کی گھڑیاں ہیں
محبوب دلبروں کی زلفیں بکھریاں ہیں | جگنوں چمک رہے ہیں راتیں اندھیریاں ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے تو بن کے پی پی کپڑے بھگو رہے ہیں | باہیں گلوں میں ڈالے جھولوں میں سو رہے ہیں
کتنے برہ کے مارے سدھ اپنی کھو رہے ہیں | جھولے کی دیکھ صورت ہر آن رو رہے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بیٹھے ہیں کتنے خوش ہو اونچے بچھوا کے بنگلے ۔ پیتے ہیں مے کے پیالے اور دیکھتے ہیں جنگلے
کتنے پھرے ہیں باہر خوباں کو اپنے سنگ لے ۔ سب شاد ہو رہے ہیں منعم و غریب کنگلے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنوں کو محلوں اندر ہے عیش کا نظارہ ۔ یا سائبان ستھرا یا بانس کا اُسارا
کرتا ہے سیر کوئی کوٹھی کا لے سہارا ۔ مفلس بھی کر رہا ہے پولے تلے گذارا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

چھت گرنے کا کسی جا غل شور ہو رہا ہے ۔ دیوار کا بھی دھڑکا کچھ ہوش کھو رہا ہے
در در حویلی والا ہر آن رو رہا ہے ۔ مفلس سو جھونپڑے میں دلشاد ہو رہا ہے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

مدت سے ہو رہا ہے جنکا مکان پرانا ۔ آ نکلے ہے اُنکو مینہ میں ہر آن چھت بچانا
کوئی پکارتا ہے ٹک موری کھول آنا ۔ کوئی کہے ہے چل بھی کیوں ہو گیا دوانا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی پکارتا ہے لو یہ مکان ٹپکا ۔ گرتی ہے چھت کی مٹی اور سائبان ٹپکا
چھلنی ہوئی اٹاری کوٹھا ندان ٹپکا ۔ باقی تھا اک اُسارا سو وہ بھی آن ٹپکا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

روشن مکان جسکا ہے گچ پڑا سوایا ۔ اوپر کا کمرہ ٹپک کر جب پانی نیچے آیا
آسنے تو اپنے گھر میں ہے شور و غل مچایا ۔ مفلس پکارتے ہیں جاسنے بہار چھایا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

سبزہ و پنپہ بیر بہوٹی ٹیلوں اوپر دھتورے — پسوؤں سے مچھروں سے رو رو کے کوئی بسورے
بچھو کسی کو کاٹے کیڑا کسی کو گھورے — آنگن میں کنسلائی کونوں میں کھنکھجورے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پھنسی کسی کے تن میں سر پہ کسی کے پھوڑے — چھاتی پہ گرمی دانے اور پیٹھ میں ددوڑے
کھا پوریاں کسی کو ہیں لگ رہے مروڑے — آتے ہیں دست جیسے دوڑیں عراقی گھوڑے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جس گلبدن کے تن میں پوشاک سوسنی ہے — سو وہ پری تو خاصی کالی گھٹا بنی ہے
اور جس پہ سرخ جوڑا یا اودی اوڑھنی ہے — اس پر تو سب گھلاوٹ برسات کی چھنی ہے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پتلی جہاں کسی نے دال اور کڑھی پکائی — مکھی نے وہیں بولی آ اونٹ کی بلائی
کوئی پکارتا ہے کیوں جی تو یہ ہے کیا بھائی — ایسے جو کھانستے ہو کیا کالی مرچ کھائی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پر نوں میں کھب رہے ہیں خوبی کے لال جوڑے — جھمکیں دکھا رہے ہیں پریوں کے لال جوڑے
پہنیں تمام رستے ہیں لڑکوں کے لال جوڑے — آنکھوں میں چبھ رہے ہیں پیاروں کے لال جوڑے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اور جس صنم کے تن میں جوڑا ہے زعفرانی — گلنار یا گلابی یا زرد سرخ دھانی
کچھ حسن کی چڑھاوٹ اور کچھ نئی جوانی — جھولوں میں جھولتے ہیں اور پڑتے ہیں پانی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی تو جھولتے ہیں جھولے کے ڈور پکڑے — یا ساتھیوں سے اپنے پاؤں سے پاؤں جوڑے

بادل کھڑے ہین سر پر سے ہین تھوڑے تھوڑے | بوندون سے بھیگتے ہین لال اور گلابی جوڑے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنونکو ہو رہی ہے اس عیش کی نشانی | سوتی ہے ساتھ جسکے کہتی ہے وہ سیانی
اسوقت تم نہ جاؤ اے میرے یار جانی | دیکھو تو کیس مزے سے برسے ہے آج پانی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے شراب پیکر ہو مست جھک رہے ہین | مے کی گلابی آگے پیالے چھلک رہے ہین
ہوتا ہے ناچ گھر گھر گھنگھرو جھنک رہے ہین | پڑتا ہے مینہ جھڑا جھڑ طبلے کھڑک رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہین جنکے تن ملائم میدے کی جیسے لوئی | وہ اس ہوا مین خاصی اوڑھے پھرے ہین لوئی
اور جنکی مفلسی نے شرم و حیا ہے کھوئی | ہے انکے سر پہ سر کی یا بوریے کی کھوئی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے پھرے ہین اوڑھے بانی ہین سرخ پٹو | جو دیکھو سرخ بدلی ہوتی ہے اُنپہ لٹو
کتنونکی گاڑی رتھ ہین کتنونکے گھوڑے ٹٹو | جس پاس کچھ نہین ہے وہ ہم سا ہے نکھٹو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو اس ہوا مین یارو دولت مین کچھ بڑے ہین | ہے انکے سر پہ چھتری ہاتھی اوپر چڑھے ہین
سب غریب غربا کیچڑ مین گر پڑے ہین | ہاتھون مین جوتیان ہین اور پائنچے چڑھے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہے جن کنے مہیا پکا پکایا کھاتا | انکو پلنگ پہ بیٹھے جھڑ اونکا حظ اُٹھاتا
ہے جنکو اپنے گھر کا یا لون تیل لاتا | ہے سر پہ انکے ٹکیا یا چھاج ہے پرانا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے خوشی سے بیٹھے کھاتے ہیں خوش محل میں
کتنے چلے ہیں لینے بنیے سے قرض پل میں
کاندھے پہ دال آٹا ہلدی گرہ کی پل میں
ہاتھوں میں گھی کی پیالی اور لکڑیاں بغل میں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو کسبیاں جوانیں جسنوں میں پرتیاں ہیں
سینوں میں لال انگیاں اور لال کرتیاں ہیں
نظریں بھی بدلیاں ہیں ملیں بھی ستیاں ہیں
اک اک نگہ میں کافر بجلی بھی بھرتیاں ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو نوجوان ہیں انکی تیاریاں بڑی ہیں
ہاتھوں میں لال چھڑیاں کوٹھوں اوپر کھڑی ہیں
اور وہ جو آشنا سے جھگڑی ہیں یا لڑی ہیں
منھ کو چھپا پلنگ پر مچلی ہوئی پڑی ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی اپنے آشنا سے کر ناز کا جھپٹا
کہتی ہے سنکے کافر چھچکی سے یا نہٹا
تجھ سے تو دل ہمارا اب ہوگیا ہے کھٹا
تم آج بھی نہ لائے رنگوا مرا دوپٹا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتی ہے کوئی مجھکو جوڑا سوہا بنادو
یا ٹاٹ باقی جوتا یا کفش سرخ لادو
کوئی کہے ہے میری کرتی ابھی رنگادو
یا گرم سے اندرسے اک سیر بھر منگادو

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو انکے مبتلا ہیں سب چیز لا رہے ہیں
کرتی بنا رہے ہیں انگیا رنگا رہے ہیں
جو جو ہیں انکی باتیں سب کچھ اٹھا رہے ہیں
باہیں گلے میں ڈالے عشرت منا رہے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنوں نے قول باندھا معمولی ٹکے پیسے
برسات بھر تو ان کے سنتے ہو جان پیارے
کہتی ہیں شاد ہو یوں اپنے آشنا سے
احمق ہو جو پلنگ سے اب موتنے کو اترے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

چھینکے اُنہیں ہنس ہنس کہتی ہے شوخ رنڈی
ہم پہنیں لال جوڑا تم پہنو خاصی پنڈی
معمولی اب تو لیکر سیدھی بھی ہے گھمنڈی
خنڈی ہو جو تمہاری چھاتی کرے نہ ٹھنڈی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

زردار کی تو انہیں ہے کچھ رہی پلنگڑی
مفلس کو ٹوٹی پٹی یا ٹاٹ کی جھلنگڑی
دلبر ہی سے منگی جھمکاے جوڑے مکڑی
رنڈی ملی تو کالی یا گنجی لولی لنگڑی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو گیا ہے گھر میں آرام کر رہی ہے
چتون لگا دلوں سے سو دام کر رہی ہے
ہر دو گھڑی میں دوستوں سے پیغام کر رہی ہے
چپکے ہی چپکے اپنا سب کام کر رہی ہے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی اپنے محبوب سیمبر سے
کوئی کہے ہے اپنے دلدار خوش نظر سے
اس مینہ میں تم نہ جاؤ پیارے ہمارے گھر سے
ہاتھوں سے میرے جانی کھاؤ یہ دو اندرسے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی پیاری جو کچھ کہو سو لا دوں
پیڑے جلیبی لڈو جو کہنا ہو سو منگا دوں
زردوزی ٹاٹ باقی جو تم کہو بنوا دوں
چیرا دوپٹہ جامہ جیسا کہو رنگا دوں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جن دلبروں کے تن پر ہیں گرمی دانے نکلے
کہتے ہیں انکو عاشق ریت پتیا کے دانے

کیا مینھ برس رہا ہے پیارے ذرا نہالے
چھاتی نہیں تو پیارے ٹک پیٹھ ہی ملالے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اُس رات ہیں جہاں تک گلزار بھیگتے ہیں
شہر و دیار کوچے بازار بھیگتے ہیں
صحرا و جھاڑ بوٹے کہسار بھیگتے ہیں
عاشق ہمارے ہیں دلدار بھیگتے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے تو دلبروں کی دہلی پہ بھیگتے ہیں
کتنے پریرخوں کی بولی پہ بھیگتے ہیں
اور کتنے کسبیوں کی ڈیوڑھی پہ بھیگتے ہیں
کتنے طوائفوں کی موری پہ بھیگتے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتی ہے جب وہ سُنکر یہ بات بھیگ احمق
ماروں گی تیرے آکر اک لات بھیگ احمق
مجھکو بھی ضد چڑھی ہے دن رات بھیگ احمق
یوں ہیں تو اب کی ساری برسات بھیگ احمق

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

زردار کی تو سُنکر کہتی ہے وہ پرے دو
کہتی ہے لونڈیوں سے جلدی کواڑ کھولدو
مفلس کوئی پکارے تو اُس سے کہتی ہے دو
ہرگز کوئی نہ بولو احمق کو بھیگنے دو

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

یہ سُنکے گروہ مفلس کچھ شور و غل مچاوے
بیٹھک میں اینٹ پتھر یا کنکری کھڑکاوے
کھڑکی میں ڈال سر کو جب ناک سُنا وے
کیا غل مچا رہا ہے سُن پیٹے یا لڑا دے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی یار سے کہے ہے اے دلستان آؤ
بدلی بڑی اُٹھی ہے کہتے کو ہاں آؤ
کیا مینھ برس رہا ہے ہر اک مکان آؤ
راتیں اندھیریاں ہیں اے میری جان آؤ

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی رات کو پکارے پیارے مین بھیگتی ہون — کیا تیری الفتونکی ماری مین بھیگتی ہون
آتی ہون تیری خاطر آرے مین بھیگتی ہون — کچھ تو ترس تو میرا لکھارے مین بھیگتی ہون

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتی ہی دل سخت بھیگتی ہون — کانپے ہی میری چھاتی یکلخت بھیگتی ہون
کپڑے بھی تر بتر ہین اور سخت بھیگتی ہون — جلدی بلالے مجھکو کمبخت بھیگتی ہون

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

آیا وہین چھپرکھٹ مستی پلنگ کھٹولے — دلبر کہین بغل مین امرد کہین ہیں ہو لے
چتون کی پیراہٹ بو چھار کے جھکولے — در بیچے کہین دھڑا کے چلتے کہین ہین پولے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

شیشہ کہین گلابی بوتل چھلک رہی ہی — رابیل موتیا کی خوشبو مہک رہی ہی
چھاتی سے چھاتی لگکر عشرت جھلک رہی ہی — پائے کھٹک رہے ہین پٹی پھتک رہی ہی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتی ہی کیا کیا مجھے بھگو یا — کوئی پکارتی ہی کیسا مجھے بھگو یا
ناحق قرار کرکے جھوٹا مجھے بھگو یا — یون دور سے بُلا کر اچھا مجھے بھگو یا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جن دلبرونکے خاطر بھیگے ہین جنکے جوڑے — وہ دیکھ اُنکی الفت ہوتے ہین تھوڑے تھوڑے
لے اُنکے بھیگے کپڑے ہاتھونمین دھر نچوڑے — پھر کوئی سکھا دیا نہ کوئی نچوڑے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کیچڑ سی ہو رہی ہے جس جا زمین پھسلنی — مشکل ہوئی ہے واں سے ہر اک کو راہ چلنی
پھسلا جو پاؤں پگڑی مشکل ہے پھر سنبھلنی — جوتی گری تو اُس نے کیا تاب پھر نکلنی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے تو کیچڑوں کی دلدل میں پھنس رہے ہیں — کپڑے تمام گندے دلدلمیں بس رہے ہیں
کتنے اُٹھے ہیں مر مر کتنے اُکس رہے ہیں — وہ دُکھ میں پھنس رہے ہیں اور لوگ ہنس رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یار دبرسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی گر کر یہ اے خدا لیجیو — کوئی ڈگمگا کے ہر دم کہتا ہے دا لیجیو
کوئی ہاتھ اُٹھا پکارے مجھکو بھی آ لیجیو — کوئی شور کر پکارے گرنے نہ پائے لیجیو
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

گر کر کسی کے کپڑے دلدلمیں ہیں معطر — پھسلا کوئی کسی کا کیچڑ میں منہ گیا بھر
اک دو نہیں پھسلتے کچھ اسمیں آن اکثر — ہوتے ہیں سیکڑوں کے سر نیچے پاؤں اُوپر
کیا کیا مچی ہیں یارو برسارت کی بہاریں

یہ رُت وہ ہے کہ جسمیں خرد و کبیر خوش ہیں — ادنیٰ غریب مفلس شاہ و وزیر خوش ہیں
معشوق شاد و خرم عاشق امیر خوش ہیں — جتنے ہیں اب جہاں میں سب اے نظیر خوش ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ولہ

تھا ہجر میں جیسا دل ویران تہ و بالا — ویسا ہی بسا وصل کا ہوتے ہی اُجالا
ہو جاہ کا رتبہ نہ بھلا کیونکہ دوبالا — پھر آن کے منت سے ملا ہے وہ لالا

المنت للہ تقدس و تعالے

کچھ غم نہیں گر تو نے لہو میرا بہایا
بسمل کی طرح خاک مین اور خون مین نہایا
ارمان جو کچھ دل کا مرے تھا سو بر آیا
گر قتل مجھے تو نے ہمیشہ کو جلایا

ظالم تجھے جیتا رکھے اللہ تعالےٰ

اس عالم لیلیٰ کی ہوئی جب سے مجھے چاہ
تن سوکھ کے کانٹا ہوا اور شکل بگاہ
اس حال کو پہونچا ہون غم و درد سے واللہ
دیکھ اب تو مجھے ہر کوئی کہتا ہے یہی آہ

پھر قیس سے اللہ نے مجنون کو نکالا

آنکھون مین دم آیا ہے مرا نزع ہے اب تو
دنیا سے گزرتا ہون مین حسرت زدہ درد
اٹکا ہے دم اور نکلے ہے جی اب کوئی دم کو
مر مر مجھے کہتا تھا سو مرتا ہون مین یارو

اب لاؤ کہان ہے وہ مرا کوسنے والا

غنچون کی طرح ملکے لہو اپنے دہن سے
زخمون کے نشان سب نمایان ہین بدن سے
حسرت زدہ کہتا ہے ہر اک اپنے کفن سے
سن تشنۂ گل آخر شل اس خاک چمن سے

نکلا مرے قاتل کے شہیدون کا رسالا

مرتا ہون تڑپتا ہون پڑا ہجر مین اس بن
دن عمر کے پھرتا ہون شب و روز مین گن گن
ملجاوے کہین تجھسے وہ کافر جو کسی دن
قاصد تو مرا نام تو لیجو نہ ولیکن

کہنا کوئی مرتا ہے ترا چاہنے والا

کوئی فصل بہار آئی ہے دھومون سے زمین مین
فرقت کے غم و درد سے طاقت نہین تن مین
رو غل مین ہے بلبل گل سرو سمن مین
کیا خاک اٹھا اٹھ کے چلین آہ چمن مین

نہ یار نہ ساقی نہ صراحی نہ پیالا

مدت مین کہین ایک تو آنا ہوا اسکا
اور آتے ہی قسمت نے مری اسکو بٹھایا

پردہ کے سبب اب تو یہی جیف ہی آیا — جیسا کہ وہ ہو مجھ سے خفا روٹھ چلا تھا

اللہ نے کیون جب ہی مجھے مار نہ ڈالا

یہ نور جو برسے ہی پڑا کوچہ و در سے — یارو یہ تجلی تو نہ ہو شمس و قمر سے
دل دھڑکے ہی دیکھا نہیں جاتا ہے نظر سے — شاید وہی بن ٹھن سے چلا ہے کہیں گھر سے

ہے یہ تو اُسی چاند سی صورت کا اُجالا

اُس شوخ سی صورت کو ترستی ہیں یہ آنکھیں — دریا کی طرح رات اور دن بہتی ہیں آنکھیں
فرقت کا جو از بسکہ ستم سہتی ہیں آنکھیں — لے لے کے بلائیں مجھے کہتی ہیں آنکھیں

صدقے ترے پھر ایک نظر مجھ کو دکھا لا

چکر نے مرے ہوش کو افلاک کے کھویا — تلوون کے تئین خار بیابان نے پرویا
نے ابر نہ شبنم نے تک آنکھوں کو بھگویا — صحرا میں مرے حال پہ کوئی بھی نہ رویا

گر پھوٹ کے رویا تو مرے پانوں کا چھالا

کل ہم نے جو کی بادہ کشی صبح سے تا شام — اور پی کے چلے ساتھ تنک لے کے کئی جام
اس ڈھنگ کا بھلا کیون نہ اسے دیجئے الزام — اور دن کو جو گرتے ہوئے دیکھا تو لیا تھام

ہم گر بھی پڑے تو بھی نہ ظالم نے سنبھالا

کیا کیا نہ ستم تو نے سہے عشق میں جانکاہ — آنکھوں میں دم آیا ترا اس غم سے ہوا کاہ
اب جینے کا تیرے کوئی چارہ نہیں واللہ — ہم تجھ سے اسی روز کو روتے تھے نظیر آہ

کیون تو نے پڑھا عشق و محبت کا رسالا

ولہ خمسہ ثانی

چہرہ ہے ترا نور کی تنویر کا نقشا — اور مصحف قدرت کی تفسیر کا نقشا

یاں تک ہے ترے حسن جہانگیر کا نقشا　　مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشا
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشا

ترچھی ہے نظر تیر نگہ نوک سناں ہے　　جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جواں ہے
آفت کی ہے تلوار قیامت کی کماں ہے　　اس ابروے خمدار کی صورت سے عیاں ہے
خنجر کی شباہت دم شمشیر کا نقشا

پلکوں نہیں تری ہے جو درازی و سیاہی　　ہر نوک پڑی دیتی ہے نشتر کی گواہی
عشاق کے لشکر میں پڑے کیوں نہ تباہی　　مژگاں کو تری دیکھ یہ کہتے ہیں سپاہی
تصویر یہ بھالے کی ہے اور تیر کا نقشا

شانہ ہو جگر چاک یہ کہتا ہے سیانو　　میں محرم اسرار ہوں کہنا مرا مانو
اس قید سے ڈرتے رہو سنتے ہو دوانو　　یہ زلف سیہ عارض قاتل پہ نہ جانو
تقدیر نے کھینچا ہے یہ زنجیر کا نقشا

اس قاتل بیدرد کی جسدن سے ہوئی چاہ　　کچھ جرم و خطا مجھ سے نہ ہرگز ہوا واللہ
اس ظلم کی فریاد کروں کس سے میں اللہ　　کیا پردے ہی پردے میں مجھے قتل کیا آہ
ہرگز نہ کھلا کچھ مری تقدیر کا نقشا

آگے تو مرے پاس وہ آتا تھا دل افروز　　اب دل میں لگاتا ہے مرے تیر جگردوز
اس درد سے رونا مجھے آتا ہے شب و روز　　کیا گردش ایام ہے اے آہ جگر سوز
الٹا نظر آیا تری تاثیر کا نقشا

نکلا تھا رقیبوں کو لیے ساتھ وہ گمراہ　　آتا ہی کہا میں نے کہ صد آفریں لے واہ
بس آتے ہی تب سے یہ کہتا ہے وہ خودخواہ　　یا گھر سے نکالوں تجھے یا قتل کروں آہ

ٹھہرا ہی یہ کچھ اب مری تقدیر کا نقشا

کھیتی ہی محبت کی وہ بووے ہی ہمیشہ
اور اشک کے قطروں سے پروے ہی ہمیشہ
کھاوے وہی پیوے وہی سووے ہی ہمیشہ
دن رات ترے کوچہ مین رووے ہی ہمیشہ

عاشق کی یہ ہی منصب و جاگیر کا نقشا

ہی نقش مرے دل مین ترے حسن کا ہر آن
مر کر بھی مرے دل سے نہ جاویگا ترا دھیان
زنہار نہ بھولونگا تجھے مین ارے نادان
مین تو صف محشر مین بھی لونگا تجھے پہچان

رانجھا کو نہ بھولے گا کبھی ہیر کا نقشا

کیا قول کیا پورا کہ اُس کوہ پہ جا کر
دن رات تراشا کیا دلبر کی وفا پر
ناچار جب آسرے پہ ہوا وقت برابر
فرہاد نے تیشہ سے لہو اپنا بہا کر

شیرین کو دکھایا وہ جوئے شیر کا نقشا

لیلےٰ کے کھلے بال جو دیکھے تھے نمودار
بھر عمر رہا پھر اُسی پھندے مین گرفتار
کیا چاہ کا اُسکے مین کہون آہ مین اسرار
یہ تربت مجنون پہ نہین گھانس اُگی یار

لیلےٰ کی یہ ہے زلف گرہ گیر کا نقشا

دن رات مرے قتل کو پھرتا ہی وہ گمراہ
اب جی مرا کس طور بچے اے مرے اللہ
کیا فکر کرون کس سے کہون یہ غم جانکاہ
تدبیر تو کچھ بن نہین آتی ہی نظیر آہ

اب دیکھئے کیا ہوتا ہی تقدیر کا نقشا

ولہ

قائم ہی جسم گو کہ نہین کیش غنیمت است
جیتے تو ہین اگرچہ نہین بیت غنیمت است
سو عیش ہمکو گر نہ ملے دلش غنیمت است
وقت خزان جو گل نہو خس غنیمت است

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کرتے ہیں اس بڑھاپے میں خوباں کی ہم تو چاہ — احمق ہیں خوبرو جو وہ ہنستے ہیں ہم پہ آہ
اور وہ جو کچھ شعور سے رکھتے ہیں دستگاہ — سو وہ تو ہم کو دیکھ یہ کہتے ہیں واہ واہ

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جن دلبروں سے یارو ہم اب دل لگاتے ہیں — وہ سب ترس ہمارے بڑھاپے پہ کھاتے ہیں
بوسہ کبھی ہمکو دیتے ہیں مے بھی پلاتے ہیں — اور راہ منصفی سے یہ کہتے بھی جاتے ہیں

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

نے تن میں اب نہ زور نہ چلتے ہیں دست و پا — اور جھکتے جھکتے تیر سے قد ہم ساخم آ لگا
اس وقت میں بھی عشق کو رکھتے ہیں جا بجا — کیوں یار سچ ہی کہیو یہ انصاف کی ہے جا

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

رو دیئے جو ہم چمن میں سحر بیٹھکر ذرا — بلبل سے پوچھا گل نے کہ بوڑھا یہ کیوں رویا
اُسنے کہا کہ اسکا کسی سے ہے دل لگا — جب گل نے ہمکو دیکھ کے ہنسکر یہی کہا

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

طاقت بدن میں گیسے تو اب نام کو نہیں — ہوتا ہے اب بھی سیر و تماشا اگر کہیں

جاتے ہیں لاٹھی ٹیک کے دلشاد ہم وہین　　جو ہم کو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے آفرین

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کل میکدے میں ہم جو گئے با قد دوتا　　اور پی شراب لوٹ گئے شور و غل مچا
اسدم ہمارے دیکھ بڑھاپے کا چوچلا　　ہنس ہنس کے جب تو پیر مغان نے یہی کہا

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

پیارے تمھارے اور تو عاشق ہیں نوجوان　　اک ہم ہی بوڑھے سب ہیں اور پیر ناتوان
وہ تو رہینگے ہم ہیں کئی دن کے میہمان　　بس سب کو چھوڑ ہم سے ملو کسلیے کہ جان

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جو ہیں جوان انھوں نکے تو الفت ہی کاروبار　　ہم بوڑھے ہو کے عشق کو رکھتے ہیں برقرار
ملتے ہیں دل لگاتے ہیں پھرتے ہیں خوار و زار　　جو ہم سے ہو سکے وہ غنیمت ہے میرے یار

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

دانتوں نکا گرچہ منہ میں ہمارے نہیں نشان　　بوسے پہ آن اڑتے ہیں تو بھی ہر ایک آن
ان شوخیوں نکا وقت ہمارے بھلا کہاں　　پھر دل میں اپنے ہم بھی یہ کہتے ہیں میری جان

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جنکو خدا نے دی ہے جوانی کی دستگاہ
اور ہم کہاں پھر آوینگے کرنے تمہاری چاہ
وہ تو ہمیشہ دل کو لگا دینگے تمسے آہ
بس تم اب اپنے دل میں اسی پر کرو نگاہ

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

گو تن تمام کانپے ہے اور ہیں سفید بال
پیارے ہمارے ملنے سے لاؤ نکچھ خیال
تو بھی بنا بنتے ہیں محبت کی چال ڈھال
کسواسطے کرو تم اب اس بات پر خیال

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ہوتے ہیں الفتوں سے جوانی میں سب اسیر
جو ہمکو دیکھتا ہے اب اس حال میں نظیر
ہم عشق سے بڑھاپے میں نکلے ہیں بن فقیر
پڑھتا ہے شاد ہوکے یہی بیت دلپذیر

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ولہ در صفت جوانی

کیا عیش کی رکھتی ہے سب آہنگ جوانی
ہر آن بلاتی ہے مزے اور ترنگ جوانی
کرتی ہے بہار دلکے تئیں دنگ جوانی
کرتی ہے کہیں صلح کہیں جنگ جوانی

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

اللہ نے جوانی کا وہ عالم ہے بنایا
پیوند سے جسکے کہیں جی ہے کہیں دل ہے تڑپتا
جو ہے کہیں عاشق کہیں رسوا کہیں شیدا
مرتے ہیں سسکتے ہیں بلکتے ہیں اہا ہا

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

نے مے کا نہ معجون کے منگوانے کا کچھ غم
نہ دل کے لگانے کا نہ گل کھانے کا کچھ غم
گالی کا نہ آنکھوں کے لڑ آنے کا کچھ غم
ہنسنے کا نہ چھاتی سے لپٹ جانے کا کچھ غم

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

لڑتی ہے کہیں آنکھ کہیں دست کہیں پا
چھوٹا ہے کہیں پیار کسی سے ہے لگے نین
وعدہ کہیں اقرار کہیں سین کہیں بین
نے جی کو فراغت ہے نہ آنکھوں کے تئیں چین

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

الفت ہے کہیں مہر و محبت ہے کہیں چاہ
کرتا ہے کوئی چاہ کوئی دیکھ رہا راہ
ساقی ہے صراحی ہے پری زاد ہیں ہمراہ
کیا عیش ہیں کیا عیش ہیں کیا عیش ہیں واللہ

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

جھمکے ہے جوانی کا جو آکر ہے چڑھا نور
دیکھاتی ہیں پریاں بھی غرض اس کے تئیں گھور
چھاتی سے لپٹتی ہے کوئی حسن کی مغرور
گودی میں پڑی لوٹے ہے چنچل سی کوئی حور

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

گر رات کسی پاس رہے عیش میں غلطاں
اور رات کسی اور سے ملنے کا ہو ارماں

گھبرا کے اُٹھے جب تو گرے پاؤن پہ پڑن کہتی ہی ہمیں چھوڑ کے جاتے ہو کدھر جان

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

رستے مین نکلتے ہین تو ہوتی ہین یہ چاہین وہ شوخ کہ ہون شیفتہ جنہین دیکھ کے راہین
کھانسے ہی کوئی ہنسکے کوئی بھرتی ہی آہین پڑتی ہین ہر اک جا سے نگاہون پہ نگاہین

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

تنتے ہین اگر اینٹھ کے چلتے ہین عجب چال جو پاؤن کہین راہ کہین ہیٹ کہین ڈھال
کھینچے ہین کہین بال کہین توڑ لیا گال چڑھ بیٹھے کہین ہاتھ کہین منھ کو دیا ڈال

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

جاتے ہین طوائف کے جو وان ہوتی ہی یہ چاؤ کہتی ہی کوئی انکے لیے پان بنا لاؤ
کوئی کہتی ہی یان بیٹھو کوئی کہتی ہی یان آؤ ناچے ہی کوئی شوخ بتاتی ہی کوئی بھاؤ

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

ہنس ہنس کے کوئی حسن کی چلبل ہی دکھاتی مستی کوئی سرمہ کوئی کاجل ہی دکھاتی
چتون کی لگاوٹ کوئی چنچل ہی دکھاتی کرتی کوئی انگیا کوئی آنچل ہی دکھاتی

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

کہتی ہے کوئی رات مرے پاس نہ آئے
کہتی ہے کوئی ہمکو بھی خاطر میں نہ لائے
کہتی ہے کوئی کسنے تمھیں پان کھلائے
کہتی ہے کوئی گھر کو جو جائے ہمیں کھائے

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

گر دل کو کسی شوخ پری کی ہوئی ٹک چاہ
اور نازنین کرنے لگی سوقت وہ اکراہ
جوں باز کہ چڑیا کو کہیں داب لے ناگاہ
چمٹا دے لپٹ کر وہیں رنڈی بھی اوئی آہ

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

آیا جو کوئی حسن کا بوٹا سا کوئی جھاڑ
جا شوق سے جھپ لپٹے یہ پہونچے تئیں جھاڑ
انگیا کے تئیں چیر کے کرتی کو لیا پھاڑ
اخلاص کہیں پیار کہیں مار کہیں دھاڑ

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

کیا تجھسے نظیر اب میں جوانی کی کہوں بات
اس سن میں گذرتی ہے عجب عیش سے اوقات
محبوب پریزاد چلے آتے ہیں دن رات
سیریں ہیں بہاریں ہیں تواضع ہے مدارات

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

ولہ

عاشق جہاں ہیں دولت و اقبال کیا کرے
مالک و مکان تیغ و تبر ڈھال کیا کرے
جسکا لگا ہو دل وہ زر و مال کیا کرے
دیوانہ جاہ و حشمت و اجلال کیا کرے

بے حال ہو رہا ہو سو وہ حال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

پالا ہی جن سواروں نے یاں خر کو آشکار — گتے کی پیٹھ پر نہیں چڑھ سکتے زینہار
اور جو سپاہ تنگ مارکے ہو چرخ پر سوار — جبکا خدا نے ایسا بنایا ہو راہوار

وہ فیل و اسپ زرد و سیہ لال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

جنکو ہوس ہی تاقم و دیبا سمور کی — پھر دیکھی ہی انکھوں نے جھلک کوہ طور کی
عریانی کی بھی جنکے قبا تن سے دور کی — پوشاک اسکی قطع ہوئی جیکہ نور کی

پھر وہ ردائے ریشمی اور شال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

پھرتے ہیں وہ جو خلق میں ہیں بڈھے بڈھا — اور وہ جو منڈ گیا ہی لگا سر سے تا بپا
واڑھی کے مارے بوجھ کے ہے سر بھی جھک رہا — ایک ایک بال چال ہو لٹھا ہوا ہے آ

وہ آل بال بیال کا جنجال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

مرنے کا ڈر ہے انکو جو رکھتے ہیں تن میں جان — اور وہ جو مر گئے تو انہیں موت پھر کہاں
محتاج پھر و نکو ترستے ہیں ہر زمان — اور جنکے ہاتھ کان جواہر لگی میاں

وہ پھر ادھر اُدھر کے در و لعل کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

جو شخص اپنے راستے رہے پیٹ کے لکیر — پھر وہ اسی لکیر کے اوپر سے فقیر

ٹیڑھی ہوں ریش و جبہ و تسبیح میں اسیر
اور جن کے دل سے پیر و مریدی گئی نظیر

پھر وہ کلاہ و شجرہ و رومال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

ولہ

ہوئی کیونکہ جہاں یار و زبر و زیر آندھی میں
کہ ہو کر باؤلے پھرتے ہیں ننگے شیر آندھی میں
لگا لینے جو گل دامن ہوا کا گھیر آندھی میں
بگولے اٹھ چلے تھے اور تھی کچھ دیر آندھی میں

کہ جیسے یار سے آ ہو گئی مڈبھیڑ آندھی میں

کہا میں نے اجی کچھ ٹھیر رہو جیا [illegible] ہو تم کیدھر
ہوا ایسی تھی جس میں کچھ نہ سوجھے نظر اے نازنیں لیکر
چلو بھاگو شتابی ورنہ آندھی آگئی سر پر
جتا کر خاک کا اُڑنا دکھا کر گرد کا چکر

وہیں ہم لے چلے اُس گلبدن کو گھیر آندھی میں

یہ سنتے ہی بھری تیور کر وہ چنچل نازنیں گلرو
چلی اِس چال سے اُس دم کہ میرا جی گیا تھا ہو
کہ آستیں آنکے اک جھوکا اندھیرا کر گیا یارو
رقیبوں نے جو دیکھا یہ اٹھا کر لے چلا اسکو

پکارے ہائے یہ کیسا ہوا اندھیر آندھی میں

یہ کہکر کھڑا تیغ و سپر اور لیکے سب دوڑے
پکارے لیجیو جانے نہ پاوے اسکو جلدی سے
کہاں تک وہ چھلاوا اور کہاں تک لیتا ہم پیچھے دوڑے
وہ دوڑے تو بہت لیکن نہ پہنچے آندھی میں کیا ہوگے

غرض ہم اُس پری کو لاکے گھر میں گھیر آندھی میں

چلے اُسکے ہنسی جو اُس کے چھپ جانے کو اور رستا تھے
اندھیرا ہوگیا ایسا کہ جیسے خاک میں لپٹیں اٹھے
انھیں جھکڑوں میں جٹ اُس پری چنچل کو چھپا لی
چڑھا کوٹھے پہ دروازے کو بند اور رکھ لیا سر پہ

لگا چھاتی سے بوسے کیا بہت پھر آندھی میں

ادھر تو آکے آندھی سے اندھیرا ہو گیا ہر سو
اہا ہا عجب حسرت کی اس دم ہو گئی اک جا
خبر کسکو کسی کی ہیں کہاں ہوں اور کہاں ہے تو
وہ کوٹھے کا مکان وہ کالی آندھی وہ غم گردو

عجب رنگوں کی ٹھہری کے سیر اچھی آندھی میں

اٹھی آندھی نے گلشن کر دیا یار و در سے گھر کو
صراحی کی خبر لی اور سنبھالا جائے ساغر کو
ٹھہرایا شاد ہو ہیں سنے پلنگ پر جا بستر کو
اٹھا کر طاق سے شیشہ لگا چھاتی سے دلبر کو

شتوں میں عیش کے کیا کیا دل سیر آندھی میں

جہاں سا کھل گیا یار و در سے کوٹھے کے زینے پر
لگے پھر عیش و عشرت جب تو ہوا اس قرینے پر
ہوئی نیکو نکی بار امار گرمی کے پسینے پر
کبھی بوسہ کبھی انگیا پہ ہاتھ اور گاہ سینے پر

لگے ٹھہرنے کے شکر سے اور سیر آندھی میں

یہ ٹھہرا جب تو پھر وہاں عیش کے بادل لگے گھرنے
لپٹ کی ٹھہری وہیں ہاتھ سینے پر لگے پھرنے
ہوئی [illegible] سب اس دم لگیں ترسنے
ہر ایک عیش و طرب لذت لگے یوں ٹوٹ کر گرنے

کہ جیسے ٹوٹ کر میوے لگے ہو دیں ڈھیر آندھی میں

اس آندھی میں آہا ہا عجب خنجر ستم مارے
رقیبوں کی ہیں اب خواری خرابی کیا لکھوں یارے
فلک پر عیش و عشرت کے دکھائی دیے لگے تارے
لگے کوٹھے کے شیشے اڑ گئے سب گرد کے مارے

بھری ہمتوں میں اسکے خاک دل دل سیر آندھی میں

کسی نے بھاگ کر جلدی سے جا گھر کا لیا آنگن
کسی کے چھن گئے کپڑے اچکوں کی ہی وہاں بن
گرا کوئی گڑھے میں اور کوئی بھاگا کہیں ٹھن
کسی کی اڑ گئی پگڑی کسی کے پھٹ گیا دامن

گئی ڈھال اور کسی کی گر پڑی شمشیر آندھی میں

پیرون اس آندھی کے یار و بیٹھے سبکے ہوش گم ہیں [illegible]
[illegible] وہ آندھی [illegible]

مزا ہو جنکو ... غم ... ہیں — ... ہیں کیا کفر و دین چھٹے ہیں
یاں جنکو تری یاد ہیں یاں کفر آتے ہیں

در تعریف عیدگاہ اکبرآباد

ہو دھوم آج ... اقصاہ میں — ... مسجد جامع کی راہ میں
گلشن سے کھل رہے ہیں عجب کج کلاہ میں — ... چمکتے ہیں اک اک نگاہ میں
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں

... آیا دلا وری — پوشاک ... چمکتے ہیں سب تن ذری ذری
... ماہ مشتری — ... عید کی دل میں خوشی بھری
کیا کیا مزے ہیں ... عید گاہ میں

آتے ہیں ... نکل — ... ہو سب صحن عیدگاہ
... سے ... خواہ مخواہ — دل باغ باغ ہوتے ہیں فرحت سے واہ واہ
کیا کیا مزے ہیں ... آج عید گاہ میں

[illegible] — [illegible] چار طرف ...
[illegible] — [illegible]
کیا کیا مزے ہیں ... عید گاہ میں

[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
کیا کیا مزے ہیں ... عید گاہ میں

[illegible] — [illegible]

قسمیں بھی لپٹے جاتے ہیں جون گٹھڑ پٹلیان ۔۔۔ دامن سے کے ٹکڑے اڑتے ہیں پھٹتی ہیں چھاتیان
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ مین

ہیں ملتے ملتے تن جو پسینون مین تر بتر ۔۔۔ ملنے سے گرد سے پھرتے ہیں چھپتے ادھر ادھر
چھپتے پھرے ہیں لوگ بھی جاتے ہیں وہ جدھر ۔۔۔ ٹھٹھا ہنسی و سیر تماشے جدھر تدھر
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ مین

ہیں کرتے وصل شہر کے سب خرد او کبیر ۔۔۔ ادنی غریب امیر سے لے شاہ تا وزیر
ہمدم گلے لپٹ کے مرے یار دلپذیر ۔۔۔ ہنس ہنس کے مجھسے کہتا ہے یون کیون میان نظیر
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ مین

مخمسہ دربیان عید

یون لب سے اپنے نکلے ہے اب بار بار آہ ۔۔۔ کرتا ہے جسطرح کہ دل بیقرار آہ
عالم نے کیا ہی عیش کی لوٹی بہار آہ ۔۔۔ ہمسے تو آج بھی نہ ملا وہ نگار آہ
ہم عید کے بھی دن رہے امیدوار آہ

کیا پوچھتے ہو شوخ سے ملنے کی اب خبر ۔۔۔ ملنا تو اک طرف ہے عزیزو کہ بھر نظر
کتنا ہی جستجو میں پھرے ہم ادھر ادھر ۔۔۔ لیکن ملا نہ ہمسے وہ عیار فتنہ گر
پوشاک کی بھی ہمنے نہ دیکھی بہار آہ

رکھتے تھے ہم امید یہ دل مین کہ عید کو ۔۔۔ کیا کیا گلے لگا وینگے دلبر کو شاد ہو
سو تو وہ آج بھی نہ ملا شوخ حیلہ جو ۔۔۔ تھی آس عید کی سو گئی وہ بھی دوستو
اب دیکھیں کیا کرے دل امیدوار آہ

اُس سنگدل کی ہمنے غرض جب سے چاہ کی ۔۔۔ دیکھا نہ اپنے دل کو کبھی ایکدم خوشی

کچھ اب ہی اسکی جو تقدیر نہیں تھی ہر عید میں ہیں تو سدا پاس ہی رہی
اکا فر کبھی نہ ہم سے ہوا ہمکنار آہ
کیونکر لگیں نہ دل میں مرے حسرتوں کے تیر دن عید کے بھی مجھ سے ہوا وہ کنارہ گیر
اِس درد کو وہ سمجھے جو ہو عشق کا اسیر جس عید میں کہ یار سے ملنا نہو نظیر
اسکے اوپر تو حیف ہی اور صد ہزار آہ

ولہ

پہلے اُس ختم رسالت سے کہو عشق اللہ صاحب خلق و کرامت سے کہو عشق اللہ
گلشن دین کی طراوت سے کہو عشق اللہ نور حق شافع اُمت سے کہو عشق اللہ
ہر دم اُس شاہ ولایت سے کہو عشق اللہ
اور وہ ہی جس سے ہرا باغ امامت کا چمن سبز پوش چمن جنت و فردوس حسن
زہر نے جسکا زمرد سا کیا سبز بدن یاد کر مومنو اسکا وہ ہرا پیراہن
سبزۂ باغ امامت سے کہو عشق اللہ
اور وہ گل جس سے ہی گلزار شہادت کا کھلا لیگئے دشت بلا میں جو اُسے اہل جفا
تین دن رات کا پیاسا وہ بہادر یکتا لشکر شام کو للکار کے تنہا وہ لڑا
گوہر دُرج شجاعت سے کہو عشق اللہ
اور جس مرد کا ہی نام شہ زین العبا کربلا میں وہ اگر آہ کا شعلہ کرتا
جلکے لشکر وہ سبھی خاک سیہ ہو جاتا پر سوا حق کی رضا اسنے نہ کچھ دم مارا
اس جوانمرد کی ہمت سے کہو عشق اللہ
باقر و جعفر و کاظم و رضا شاہ شہان اور تقی نور نبی اور وہ نقی قبلۂ جان

عسکری مہدی ہادی وہ امام دوراں | ہیں زمانے میں یہی بارہ امام اے یاراں

سب بزرگ صاحب عزت سے کہو عشق اللہ

جتنے اللہ نے بھیجے ہیں ولی پیغمبر | عالم و کامل و درویش و مشائخ رہبر
اور جنہوں نے کہ خدا حق کے اوپر کی نظر | راہ مولا میں خوشی ہو کے دیا اپنا سر

اُن شہیدوں کی شہادت سے کہو عشق اللہ

ہیں جہاں تک کہ جہاں میں جو ولی اور فقرا | ہر دم ان سب کے دلوں بیچ ہے بھرا عشق اللہ
اور جس مرد نے خوش ہو کے براہ مولا | مال و جان دولت و گھر بار تلک بخش دیا

اس سخی دل کی سخاوت سے کہو عشق اللہ

ہیں جو وہ صابر و شاکر بہ رضائے مولا | راہ مولا میں چلے رکھ کے توکل ہمراہ
جا کے جنگل میں پہاڑوں میں بحق یک نگاہ | [illegible] ہیں اللہ اللہ

اُن جوانوں کی قناعت سے کہو عشق اللہ

وہ جو کہلاتے ہیں دنیا میں خدا کے بندے | [illegible]
خاک بھی ہو گئے پر کرتے ہیں ہر دم سجدے | [illegible]

دوستو اُنکی عبادت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جن بیچ ہیں احوال وہ عالم کے کھلے | جتنے دریا میں ہیں اور [illegible]
چاہیں پتھر کے تئیں لعل کریں اک نظر [illegible] | چاہیں تو اکسیر کریں خاک کو ہر دم [illegible]

اُنکی سب کشف و کرامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جو عشق کا گلزار کھلاتا ہے نظیر | پنجتن پاک کا مداح ہے بناتا ہے نظیر
ریختہ نغز و باغ بھی بناتا ہے نظیر | کر سخن عشق کا بھر [illegible] ہے نظیر

اسکے سب حرف و حکایت سے کہو عشق اللہ

بوڑھاپے کی تعریف میں

کیا قہر ہے یارو جسے آجائے بوڑھاپا ۔ اور عیش جوانی کے تئیں کھائے بوڑھاپا
عشرت کو ملا خاک میں غم لائے بوڑھاپا ۔ ہر کام کو ہر بات کو ترسائے بوڑھاپا
سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

جو لوگ خوشامد سے بٹھاتے تھے گھڑی بھر ۔ چھاتی سے لپٹتے تھے محبت کی جتا کر
سو آکے بڑھاپے نے کیا ہائے یہ کچھ قہر ۔ اب جن کے گلے جاتے ہیں لگتے ہیں انھیں زہر
سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

آگے تو پری زاد یہ رکھتے تھے ہمیں گھیر ۔ آتے تھے چلے آپ جو لگتی تھی ذرا دیر
سو آکے بڑھاپے نے کیا ہائے یہ اندھیر ۔ جو دوڑ کے ملتے تھے وہ اب لیتے ہیں منھ پھیر
سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

تھے جب تلک ایام جوانی کے سروکار ۔ محبوب وہ ملتے تھے منہ دیکھ جنھیں گلزار
بیٹھے تھے پری زاد لگے جب تلک تھے سروکار ۔ اب کیا ہے جو پت جھڑ ہوا اور جڑ بھی گئی سوکھ کر
سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

آگے تھے جہاں گلبدن اور یوسف ثانی ۔ دیتے تھے ہمیں پیار سے چاہت کی نشانی

مرجائیں تو اب منھ میں نہ ڈالے کوئی پانی		کس دکھ میں ہمیں چھوڑ گئی ہائے جوانی
	سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا	
یاد آتے ہیں ہمکو وہ جوانی کے جو ہنگام اُن سب میں جو دیکھو تو نہیں ایک کا نام		اور جام دلارام مزے عیش اور آرام کیا ہم پہ ستم کر گئی یہ گردش ایام
	سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا	
مجلس میں جوانوں کی تو ساغر ہیں چھلکتے ہم اُن کے تئیں دور سے ہیں رشک سے تکتے		جو مجلسیں ہیں ان میں بہاریں ہیں پہ پیرو ہیں جھکتے وہ عیش و طرب کرتے ہیں ہم سر ہیں پٹکتے
	سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا	
اب پاؤں پڑیں اُن کے تو ہرگز نہ بلاویں اتنا تو کہاں اب جو کوئی جام پلادیں		جا بیٹھیں تو اک دم میں خفا ہو کے اٹھا دیں گر جان نکلتی ہو تو پانی نہ چوا دیں
	سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا	
جب عیش کے مہمان تھے اب غم کے ہوئے صید جب بیٹھ کے جاتے تھے سرِ بزم اٹھا [illegible]		اب خون جگر کھاتے ہیں جو بیٹھتے تھے [illegible] اب ٹیک کے لاٹھی کے [illegible] چلتے ہیں [illegible]
	سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا	

تھے ہم بھی جوانی میں بہت عشق کے پورے — وہ کون سے گل رو ہیں جو ہم نے نہیں گھورے
اب آ کے بڑھاپے نے کیے ایسے ادھورے — پر جھڑ گئے دم اڑ گئی پھرتے ہیں لنڈورے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا یار الٹ ہم سے گیا ہائے زمانا — جو شخص کہ تھے اپنی نگاہوں کے نشانا
چھیڑے سے ہے کوئی ڈال کے داد کا بہانا — ہنس کر کوئی کہتا ہے کہاں جاتے ہو نانا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پوچھیں جسے کہتا ہے وہ کیا پوچھے ہے بڈھے — آویں تو یہ غل ہو کہ کہاں آوے ہے بڈھے
بیٹھیں تو سے ہو دھوم کہاں بیٹھے ہے بڈھے — دیکھیں جسے کہتا ہے وہ کیا دیکھے ہے بڈھے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا یارو کہیں گو کہ بڑھاپا ہے ہمارا — پر بوڑھے کہانے کا نہیں تو بھی سہارا
جب بوڑھا ہمیں کہہ کے جہاں ہائے پکارا — کافر نے کلیجہ میں گویا تیر سا مارا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گو باہیں اگر جاویں تو ہوتی ہے پھر کڑی — کھینچے ہے کوئی ہاتھ کوئی پکڑے ہے پگڑی
پٹے کہیں اور مونچھیں کہیں جاتی ہے پگڑی — داڑھی کو پکڑ کھینچ کوئی جھاڑے ہے لکڑی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا — عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کہتا ہے کوئی چھین لو اس بوڑھے کی لاٹھی
اتنی کسی کافر کو سمجھ اب نہیں آتی
کہتا ہے کوئی شوخ کہ ہاں کھینچ لو داڑھی
کیا بوڑھے جو ہوتے ہیں تو کیا اُنکے نہیں جی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

اک وقت وہ تھا ہم بھی مزے کرتے تھے گِن گِن
اک وقت یہ ہے ہائے جو سب کرتے ہیں اب گِھن
محبوب پری زاد تو رہتے تھے ملے بِن
یا ایک وہ ایام تھے یا ایک ہیں یہ دن

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

بوڑھوں میں اگر جاویں تو لگتا نہیں واں دل
محبوبوں میں جاویں ہیں تو سب چھیڑتے ہیں مل
واں کیونکہ لگے دل تو ہے محبوبوں کا مائل
کیا سخت مصیبت ہے پڑی آنکے مشکل

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

[illegible] کو ہماری اگر سواری گئی ہے
سنتے ہیں کہ [illegible] ہوئی بیچاری گئی ہے
تو واں بھی لگی ساتھ یہی خواری گئی ہے
لو دیکھو بڑھاپے میں یہ مت ماری گئی ہے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

[illegible] ہوئی آکر لال نکالی تو یہ آفت
[illegible] کو [illegible] کہتا ہے کہ شکل ہے یہ [illegible]
کہتا ہے پھر اک دیکھ کے کیا خوب ہے صورت
لاحول ولا دیکھئے بوڑھے کی حماقت

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گر بیاہ میں جاویں تو یہ ذلت ہے اٹھانا
رنڈیوں میں اگر جاویں تو مشکل ہے پھر آنا
چھٹتے ہی سنے باپ نکاحی کا نشانا
افسوس کسی جا نہیں بوڑھے کا ٹھکانا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

ہے چھانولی تالی کا زنانوں میں یہ چرچا
داڑھی کو جگت بولے کوئی آنکھ کو مٹکا
گر انمیں کبھی جاویں تو ہے یہ ستم آتا
ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہے آمرسے دادا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

دریا کے تماشے کو اگر جائیں تو یارو
اور بیٹھکے شرارت سے کوئی پوچھے ہے بڈھو
کہتا ہے ہر اک دیکھ کے جاتے ہو کدھر کو
کیوں خیر ہے کیا خضر سے ملنے کو چلے ہو

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر آج کو ہوتے وہ جوانی کے زمانے
مشکل ہی پڑ جاتی انھیں پیچھے پھرا سنے
قدرت کبھی ہو یون چھیڑ سے بھڑکے زنانے
اک دم میں ابھی نکلنے اوچھی ہائے چھپا سنے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر ناچ میں جاویں تو یہ حسرت ہے ستاتی
اور انکی طرف جاؤ تو آنکھیں ہیں لڑاتی
ہوتا جو ہے کافر وہ نہیں دھیان میں لاتی
پر ہم کو تو کافر وہ انگوٹھا ہے دکھاتی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر تاکیے انھیں کوئی بڑھیا ہے کہاتی
البتہ بڑھاپے پہ وہ ٹک رحم ہے کھاتی
پھیکی سی پڑانی سی لگاوٹ سے جتاتی
پر پھر بھی وہ ہمکو ذرا خوش نہیں آتی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

چنچل سے جو اندر کی وہ کہلاتی ہیں پیاری
گر انھیں کبھی جاویں تو ہوتی ہے خرابی
منھ دیکھتے ہی کہتی ہیں سب آؤ بڑے جی
کیا آئے ہو یاں کرنے کو پیری و مُریدی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر جاویں طوائف میں تو لگتی ہیں ستانے
کیا آئے ہو حضرت ہمیں قرآن پڑھانے
ہنس ہنس کوئی پوچھے ہے نماز اور دوگانے
ٹھٹھے سے کوئی پھینکے ہے تسبیح کے دانے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گو تو بجاتے کمر پاؤں سے ہر آن لگا ہے
پر دل میں تو خوبان کا وہی دھیان لگا ہے
کہتے ہیں جسے ہمکو وہ ارمان لگا ہے
کہتا ہے وہ کیا بڑھے کو شیطان لگا ہے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

قد خم میں کوئی ان پہ جو مٹو ٹکی سنبادے
چلکر کوئی کبڑ کے چلے جو قد کو جھکا دے
واڑھی سے کوئی انگلی کو لا لا کے ٹپا دے
یہ خواری تو اللہ کسی کو نہ دکھا دے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی میں کئے دھوم و دھڑکے
سب اڑ گئے کافور وہ نظارے وہ جھمکے
ویسے ہی بڑھاپے میں چھٹے ان کے جھمکے
اب عیش جوانوں کو ہیں اور بوڑھوں کو دھکے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر جی سے داڑھی کو خضاب اپنی لگاویں
گو مکر سے ہنسنے کے تئیں دانت بندھاویں
جھرّی جو پڑی منہ پہ اسے کیونکہ مٹاویں
گردن تو پڑی ہلتی ہے کیا خاک چھپاویں

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

آنکھوں سے یہ دیدار کی لذت نہیں چھٹتی
سب چھوٹ گیا پر دید کی لت نہیں چھٹتی
اور دل سے بھی محبوب کی الفت نہیں چھٹتی
اک عمر کی ہے جو پڑی عادت نہیں چھٹتی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

ہنستے ہو جوانو یہ سخن کہتے ہیں تم سے
یاد آئیگی جوانی تو پھر افسوس کرو گے
کرتے ہو جو کر لو وہ مزے عیش و طرب کے
ہم جیسے ہو تم ایسے کبھی ہم تھے جوان سے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب جتنے ہو معشوق یہ سب یاد رکھو بات
محبوب کی تعلیم ہے جوانی کی یہ اوقات
جو ہو سو کرو چاہنے والوں کی مدارات
جب آن پڑا بوڑھے ہوئے پھر تو ہلے دھکا کے دیا

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب جیسے رہیں صاف تو وہ ہوتا ہے گدلا
اس چرخ ستمگار نے سینے میں حسد لا
افسوس نہ دکھلائے کسی کو یہ ملولا
کیا ہے جوانی کا لیا آہ یہ بدلا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی میں پیے جام سبو کے
جب آکے گلے لگتے تھے محبوب بھبو کے
ویسے ہی بڑھاپے میں پیے گھونٹ لہو کے
اب کیسے تو بڑھیا بھی کوئی منھ پہ نہ تھوکے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

یہ ہونٹھ جو اب پوپلے یارو ہیں ہمارے
ہوتے تھے جوانی میں تو پر پونگے گذارے
ان ہونٹوں نے بوسوں کے بڑے رنگ ہیں مارے
اور اب تو چڑیل آکے بھی اک لات نہ مارے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی کے چڑھے زور میں سر پیچ
نکلا ہوا تن سو کروڑ بال رنگین پیچ
ویسے ہی بڑھاپے کی پڑی آن کے اب پیچ
حلوا ہوئے چرخا ہوئے بیسی ہوئے پیچ

سب کو چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

محفل میں جو مستی سے بگڑتا تھا ہمیشہ
ہو مست سے پیرانہ سالی بگڑتا تھا ہمیشہ
ساقی سے پیالوں پہ جھگڑتا تھا ہمیشہ
دو کلیاں وہ بوسوں پہ اڑتا تھا ہمیشہ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا دور تھا سر دیکھنے کا ہوتا تھا جب افسوس
اب مر بھی اگر جاویں تو ہوتا ہے کد افسوس
ہر غنچہ دہن دیکھ کے کرتا تھا صد افسوس
افسوس صد افسوس صد افسوس صد افسوس

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

جب جان کے بوڑھا ہمیں چھیڑیں ہیں یہ دلخواہ
اس وقت تو ہم یارو دم سرد سے بھر آہ
اور چھیڑ کے مجلس سے اٹھاتے ہیں بالکراہ
رو رو کے یہی کہتے ہیں اب کیوں کر اللہ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر ہوتی جوانی تو ابھی دھوم سی مچتی
سب کرتی و انگیا کی اڑا اڑا لیتے دھجی
چھاتی سے لپٹ دم میں کڑک ڈالتے چولی
پر کیا کریں یارو کہ بڑھاپے نے بری کی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

وہ جوش نہیں جس سے کوئی خوف سے دہلے
جب پھونس ہوئے ہاتھ تھکے پاؤں بھی ڈھیلے
وہ زعم نہیں جس سے کوئی بات کو سہہ لے
پھر جس کے جو کچھ شوق میں آوے وہی کہہ لے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کرتے تھے جوانی میں تو سب آپ سے آ چاہ
یہ قہر بڑھاپے نے کیا آہ نظیر آہ
اور جس کو دکھاتے تھے وہ سب آنکھ کے دلخواہ
اب کوئی نہیں پوچھتا اللہ ہی اللہ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

روپیے کی تعریف مین

نقشا ہی عیان سو طرب و رقص کی رسے کا | ہی ربط بہم طبلہ و سارنگی و نے کا
جھنکار مجیرونکی ہے اور شور ہے ہے کا | مینا کی جھلک جام اور جھلکے ہی مے کا
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

ہر آن جہان روپ روپے کے ہین جھلکتے | کیا کیا زر و زیور کے وہان رنگ ہین جھلکتے
موتی بھی جھلکتے ہین جواہر بھی جھمکتے | سب ٹھاٹھ اسی جھلکے سے دیکھے ہین جھلکتے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

بن ٹھن کے ہر اک بزم مین آتے ہین اسی سے | میلونمین تماشونمین بھی جاتے ہین اسی سے
شیرینیان میوے بھی منگاتے ہین اسی سے | کھاتے ہین اور اونکو کھلاتے ہین اسی سے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

پوشاک جھمکدار بناتے ہین اسی سے | بہشت کے چمتکار بناتے ہین اسی سے
محلات نمودار بناتے ہین اسی سے | باغات چمن زار بناتے ہین اسی سے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپیہ سے ہی حسن فسون کا رہیا | اس روپیہ سے فرحت کے ہین آثار مہیا

پگڑی پہ لگا طرّہ زرتار مہیّا — کیا سوتیا ہی موتیون سکے ہار دھیا
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپے سے گرمی کے بھی سامان عیان ہین — خسخانہ مین چھڑکے ہوے اور عطر فشان ہین
دن کو بھی جدھر دیکھیے ٹھنڈک کے نشان ہین — اور شب کے بھی سونے کو ہوادار مکان ہین
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپے سے بارش کی بھی چیزین ہین مہیا — رہتے ہین بچھا بارانیان اور موم کی چادر
باہر بھی وہ دیکھین ہین جو چارونکو نظر بھر — گھر مین بھی خوشی بیٹھے ہین سامان بنا کر
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

یہ روپ جہان مین کوئی دانل نہین میلا — آنچل مین سپے فرش نہین کچھ بھی کچیلا
دیکھو جدھر اسباب ہی خوشوقتی کا پھیلا — پھرتا ہی اسی تھیلی سے ہر جنس کا تھیلا
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

ظاہر مین تو اسکو وقعت ہی اسی سے — ہر آن دل و جان کو مسرت ہی اسی سے
ہر بات کی خوبی و فراغت ہی اسی سے — عالم مین نظیر عشرت و فرحت ہی اسی سے
جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

تضمین فارسی و ہندی اردو

نظر آیا مجھے اک شوخ ایسا نازنین چنچل
کہ دیکھی چال اور آن ادا بھی کچھ عجب چنچل
کبھی وہ نظروں میں لبھا لے اور کبھی [illegible]
[illegible]

کہ جس کی دیکھ کر سج دھج مرا دل ہوگیا بیکل
نشیلی انکھڑیاں ظالم کی ویسی ہی رنگا کاجل
پڑا اور کان میں جھمکے گلے میں سج رہی ہیکل
دلارا ہی کی جھمکے سے شوخ دلآرا سے

[illegible]
[illegible]

[illegible] دکھلایا
[illegible] سا پایا
بہت سا اس گھڑی [illegible] سمجھایا
کشیدم نالہ از شوق پیراہن قبا کردم

دکھا کر اک نظر جلوہ چھپا اور مجھ کو تڑپایا
پھر اس میں ہوش جب آیا تو دل سینے میں گھبرایا
تمنا دل سے ہر گز ڈھونڈنا [illegible] ٹھہرایا
[illegible] تسکین را رہا کردم

ہمیشہ [illegible] کبھی نین آنسو لائے
ہے کوئی ایسا جیسے چشم سمندر بہا لائے

کہوں کیا اس گھڑی یارو عجب احوال [illegible]
[illegible] شوق [illegible]
[illegible]
[illegible]

ہر اک پوچھتا تھا [illegible] آتش کا ڈیرا
ادھر آہوں کی شورش اور ادھر [illegible]
جو کوئی پوچھتا تھا کیوں بیاں کیا حال [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

ابھی یاں اک پری دکھلا گیا ہے مجھکو دیوانہ — مرا دل ہو گیا اُس شمع رو کو دیکھ پروانہ
بتایا اُسکی آنکھوں نے مجھے اس شے کا پیمانہ — نگہ نے کر دیا اُسکی مجھے اک پل میں مستانہ
میاں اک دم تو میں اپنا سناؤں اُسکو افسانہ — مکان اُسکا تجھے اس کا پتہ معلوم ہو یا نہ
اگر واقف جہاں کن لطف تا بینم مکانش را — نفس ہمرہ پرش در شوق بوسم آستانش را

نہ کچھ کا ہے ہوں تو رستے بھولا رے
مارت ہے تو سہ پہر دکھا بیکلی دار پار

یہ سنکر تھا وہ کہتا میں کہ اُسکا پتا دیتا — نہیں میں ساتھ جا کر تجھکو اُسکا گھر دکھا دیتا
ابھی لیجا کے تجھکو اُسکی ڈیوڑھی پر بٹھا دیتا — جو وہ اُنکے بیٹھنے کے طور ہیں وہ سب بتا دیتا
اور سب سے جا کے اُسکے حلقۂ در کو ہلا دیتا — نکلتا جب تو خوبی سے تجھے اُس سے ملا دیتا
ولیکن آں بت سرکش ز عاشق ہا نمی پرسد — رسیدن تا درش آساں نباشد کار ہر شیدا

پلک کشا رہی یا اسکے پھر وہ سکے رکت جیا سکے
کہیں کا آسا مرتا ہو وا سکے دوار سے جا سکے

یہ باتیں کہہ کے تھا بیٹھا بہت وہ دل کو بہلاتا — جو الفت میں جتاتے ہیں وہی تھا مجھکو بتلاتا
مگر مجھکو بغیر از دیکھنے کے کچھ نہ تھا بھاتا — کبھی تھا آہ کرتا اور کبھی تھا اشک بھر لاتا
جو روتا میں تو مجھکو اس طرح آ کر وہ سمجھاتا — ترا دلبر جو وہ تو دیکھنے کو کیوں نہیں جاتا
چہ بیم آخر ز شوق و رازہ تنہا کے نہاں باشد — اسیران محبت را کجا پروائے جاں باشد

یہ نگر کی ریت ہے پریت میں وہ سکے جو کھو سکے
بیٹھ وگر جب یک رکھا ہو نی جا سکے سو ہو

وہ کہتا یہ بات سنتا جب مرا شعر دیکھ لیتا تھا — جو چلتا تھا وہ اپنی طرف کو یہ بات کہتا تھا

مرا دل آتش فرقت میں اس لہر کے رہتا تھا — نہ تھا کچھ بن جو آتا اس کے درد و رنج سہتا تھا
گریباں تک پڑا اشک اس گھڑی آنکھوں سے بہتا تھا — وہ کہتا تھا ارے بچھڑا تو میں یوں اس سے کہتا تھا
کشیم آہ و نمایم گریہ و شام و سحر کردم — نہ بینم تا رخش از جستجو ہرگز نہ برگردم

پیتم پاس مرے کے کیسو مان کمان
بن دیکھے وا روپ کے میرے کلپت پران

چلا واں سے میں اس غمخوار کی باتوں سے گھبرا کر — یہی تھی آرزو دل میں کوئی بتلائے اسکا گھر
پریشاں حال پھرتا تھا کبھی ادھر کبھی ادھر — بتایا جب مکاں اسکا تو بیٹھا ایک رستہ پر
یکایک دیکھتا کیا ہوں کہ آپہونچا وہی دلبر — اٹھا میں اور کہا یوں رکھ کے سر کو اسکے قدموں پر
مرا مجروح کردی در نگاہم رنج بیہوشی — چہ تقصیرم کہ دل بردی و حالم نیز پرسی

من ہیرا ایس کر لیو کا ہے کینی دوٹ
ایسے موتی من ہرن کیا بن آوے کھوٹ

کہی یہ بات جب اس شوخ سے بیچ چشم نم — تو پہلے نازمیں وہ نازنیں مجھ سے ہوا برہم
لگا مجھکو جھڑکنے اس گھڑی تیوری چڑھا باہم — پھر آئیں رحم جو آیا تو ہنسکر یوں کہا اس دم
تجھے زخمی جو کر آئے تھے اب تیغ نگہ سے ہم — لگا دینگے ترے ہم زخم پر اب لطف کا مرہم
نظیر این حرف چون گفت آں نگار لب تنگ — غم از دل رفت و آمد شادمانی با بجان من

تن میرا پایا تھا میں پیتا کچھیو پرسند
اکیتو دیکھ میں ہیچ فی آن کھری آنند

مخمس

اے صنم کرتے ہیں خوباں جو کسی پر بیداد — اسکو پھر لطف سے کبھی نہیں وہ کرتے ہیں شاد

اسکی تشبیہ ہین اُسگھڑی آئی ہی یاد
اِس سخن سے کہ جو سعدی نے کیا ہی ارشاد

خوبرویان جفا پیشہ وفا نیز کنند
باکسان درد فروشند و دوا نیز کنند

ہم کہاتے ہین طلبگار ترے دل سے آہ
اسقدر تجھکو مناسب نہین اے حسن پناہ
اور تو کرتا ہی ستم ہمپہ نہایت جانکاہ
چاہیے یون کہ کرا اس مطلع حافظ پہ نگاہ

خستگان را چو طلب باشد و قوت نبود
گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود

کب کہا ہمنے کہ تو ہمپہ کر اب لطف و کرم
بے گنہ ہمپہ جو کرتا ہی تو ہر لحظہ ستم
کچھ جہت ہو تو سہین تیری جفائین ہیہم
اسلیئے پڑھتے ہین اِس مطلع صائب کو ہم

ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج
بگذشتیم ز لطف تو غضب را چہ علاج

تو نے جو جو ستم اب مجھپہ کیے ہین ایجان
رکھتا کب تک ہین اُنھین خاطر غمگین پنہان
اُنکو کرتا ہون مین آگے ترے اسوقت بیان
اس سبب شعر نظیری پہ نظر کرکے میان

پردہ برداشتہ ام از غم پنہانے چند
بہ زبان میروم امروز گریبانے چند

خستہ و خوار ترے ہاتھ سے ہو کر اب مین
دلکو تجھ بت کی محبت مین ڈبو کر اب مین
گوہر اشک کو پلکون پہ پرو کر اب مین
بیت یہ آصفی کو پڑھتا ہون رو کر اب مین

ساز آباد خدایا دل ویرانے را
یا مدہ مہر بتان ہیچ مسلمانے را

یار تو نے جو ستم مجھپہ کیے ہیں اکثر — کس طرح انکو لاؤں میں زباں کے اوپر
شعلے اٹھتے ہیں مرے دل میں چھپاؤں کیونکر — اے ستمگر تو کر اس بیت پہ وحشی کی نظر
شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

دیکھ اے شوخ مجھے ہر گھڑی اتنا نہ ستا — عاجز آیا ہوں تری دیکھ یہ ہر دم کی جفا
بے خبر شہر طرب سے دل کو نہیں تاب ذرا — اس سبب سے یہ نظیر آگے ترے ہوں پڑھتا
بعد ازیں بر من دل خستہ چہ بیداد کنی
من کنم ترک محبت تو ہمے یاد کنی

مخمس بر غزل خود

یوں تو اکثر ادھر آجاتے ہیں انجان کئی — خاک ہو جاتے ہیں آن آن کے پر گریبان کئی
پر کہوں کیا کہ نیا حسن ہے سامان کئی — در سے آج جو نکلے بت ذیشان کئی
لے گئے صبر کئی دل کئی ایمان کئی

اپنے ہم چشم تو یاں خون کیے ہیں در رو — میں بھی لایا ہوں پر اس کام کو اب جی کو
ایک چشمہ تو مرے رو نکلا ہے جیسن لو — آنسو رو دیا ہوں کہ اب لخت جگر کے یارو
ڈھیر ہیں چشم سے لے تا سر داماں کئی

آہ جو ہو گئے تھے حسرت دیدار میں مر — سب تڑپتے تھے وہ بیتاب ہیں گے اندر
آخر شب ہو گئے پریشاں ہمہ تن چشم نظر — اب تو تک منتظر کو دکھا یار کہ نرگس بن کر
نکلے ہیں خاک تمہیں سے ترے حیران کئی

آ دو سے گریاں ہیں دیا آسکے گلے سے بٹاؤں — [illegible]

چشم حیرت زدہ کو نقش سے نعلوں کے ملوں
اُسکے دامن سے لگوں پانوں پڑوں ہاتھ چھاپنا

خاک ہوں تو بھی مرے جی میں ہیں ارمان کئی

ہاں کہا مرا اے شوخ ہٹیلے چنچل
منہ دکھانے میں غریبوں کے بس اتنا نہ مچل
گو کہ اب بلبل و قمری میں پڑی ہیں ہلچل
آخر آیا ہے تو گلشن میں بھی ٹک آ تو چل

ہاں بھی رستے ہیں ترے چاک گریبان کئی

ہاں کہا نا ہے ترا قتل کا عالم کے نشان
دیکھ کہتا ہوں ستمگر مری اس عرض کو مان
اور خوباں کی طرح اپنے تو جینے کو بچان
ہاں کہا کہا نہ ہنس اس وجہ تو اے شمع جہان

ابھی بھر جائینگے خوں میں لب و دندان کئی

جب سے اس شوخ کی ہر دو کیا تیغ کو ہات
اب کہوں کیا میں بھلا اس ستم و ظلم کی بات
بے گناہوں کے سر اوپر ہے نہایت آفات
نظر آتے ہیں مجھے اسکی گلی میں دن رات

ٹکڑے ٹکڑے کئی بسمل کئی بیجان کئی

یہ مری جا ہے کہ اس جا میں تو بن ٹھن کے آ
آہ جا گینگے تو پھر حشر کریں گے برپا
اور جو آوے تو قبروں سے [illegible]
جا نکر گور غریباں میں قیامت نہ مچا

ابھی سوئے ہیں ترے بے سر و سامان کئی

جب سے اس خسرو خوباں نے کیا [illegible]
کیونکہ اس خاک میں بستی کو نہ سمجھوں میں سریر
تجھ بھی ہے شاد مرا دل بھی ہے [illegible]
بادشہ کو نہ لکھا رقعہ کبھی جسنے نظیر

اُس شہنشہ نے آئے مجھے فرمان کئی

کلجگ کے بیان میں

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یاں کی ساتھ لے
نیکی کا بدلا نیک ہے بد سے بدی کی بات لے

میوہ کھلا میوہ ملے پھل پھول دے پھل پات لے
آرام دے آرام لے دکھ درد دے آفات لے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

کانٹا کسی کے مت لگا گر مثل گل پھولا ہے تو
وہ تیرے حق میں تیر ہے کس بات پر پھولا ہے تو
مت آگ میں ڈال اور کو پھر گھانس کا پولا ہے تو
سن رکھ یہ نکتہ بے خبر کس بات پر پھولا ہے تو

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

شوخی شرارت مکر و فن سب کا بسیکھا ہے یہاں
جو جو دکھایا اور کو وہ آپ دیکھا ہے یہاں
کھوٹی کھری جو کچھ کہ ہے اسکا پرکھا ہے یہاں
ہر سودا ملتا ہے دل تل تل کا لیکھا ہے یہاں

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

جو اور کی بستی رکھے اسکا بھی بستا ہے پرا
جو اور کے مارے چھری اسکے بھی لگتا ہے چھرا
جو اور کی توڑے گھڑی اسکا بھی ٹوٹے ہے گھڑا
جو اور کی چیتے بدی اسکا بھی ہوتا ہے برا

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

جو اور کو پھل دیویگا وہ بھی سدا پھل پاویگا
گیہوں سے گیہوں جو سے جو چانول سے چانول پاویگا
جو آج دیویگا یہاں ویسا وہ واں کل پاویگا
کل دیویگا کل پاویگا کلپا دیگا کلپا دیگا

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

جو چاہے پھل اسکو گھڑی سب جنس یاں تیار ہے
آرام میں آرام ہے آزار میں آزار ہے
دنیا نہ جان اسکو میاں دریا کی یہ منجدھار ہے
اوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

تو اور کی تعریف کر تجھکو ثنا خوانی ملے
کر مشکل آسان اور کی تجھکو بھی آسانی ملے
تو اور کو مہمان کر تجھکو بھی مہمانی ملے
روٹی کھلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

کر چک جو کچھ کرنا ہو یاں یہ دم تو کوئی آن ہے
نقصان میں نقصان ہے احسان میں احسان ہے
تہمت میں یاں تہمت لگے طوفان میں طوفان ہے
رحمان کو رحمان ہے شیطان کو شیطان ہے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

یاں زہر دے تو زہر لے شکر میں شکر دیکھ لے
نیکوں کو نیکی کا مزا موذی کو ٹکر دیکھ لے
موتی جو دے موتی ملیں پتھر میں پتھر دیکھ لے
گر تجھکو یہ باور نہیں تو تو بھی کر کر دیکھ لے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

اپنے نفع کے واسطے مت اور کا نقصان کر
تیرا بھی نقصان ہوویگا اس بات پر تو دھیان کر
کھانا جو تو کھا دیکھکر پانی پیے تو چھان کر
یاں پاؤں کو رکھ پھونک کر اور خوف سے گذران کر

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

غفلت کی یہ جا کہ نہیں یاں صاحب ادراک رہ	دلشاد رکھ دلشاد رہ غمناک کو غمناک رہ
ہر حال میں تو بھی نظیر اب ہر قدم کی خاک رہ	یہ وہ مکاں ہے او میاں یاں پاک رہ بیباک رہ

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

ترکیب بند

ادھر کو جس گھڑی اے ہمنشیں وہ یار آیا	ہمارے دل سے گئی بیکلی قرار آیا
اسے جو مہر سے ہے ذرہ پروری منظور	تو پھر ادھر کو جھمکتا وہ مہروار آیا
مزاج اسکا جو عاشق نواز ہے ہمدم	تو راہ لطف پہ پھر وہ کرم شعار آیا
کسی نے دوڑ کے ہمسے کہا مبارک باد	تمھارے پاس ہی وہ نازنیں نگار آیا
کسی نے گل کی طرح ہنسکے یوں کہا آکر	بھلا ہوا کہ تمھارا بھی گلعذار آیا

خوشی یہ بولی تمھاری میں گرد خاطر ہوں
ادھر سے عیش پکارا کہ میں بھی حاضر ہوں

گیا ملال ہوئے شاد ہم زمانے سے	ہوا ملاپ چھٹے ہجر کے ستانے سے
نشاط جی کو ہوئی ہر طرف کے ملنے سے	سرور دلکو ہوا ہنسنے اور ہنسانے سے
ہوئی نمود وہ ساعت بھی انبساط بھری	کہ جس میں شاد ہوئے ہم بھی دل لگانے سے
ہر اک طرف سے ہوئی سو طرح کی خوشوقتی	تو دیں آئیاں عشرت کے کارخانے سے
سماتے پھولے نہیں پیرہن میں اب ہم گر	ہم ایسے شاد ہیں اس گلبدن کے آنے سے

جہاں میں جسکو ملاقات یار کہتے ہیں
عجب بہار ہے اسکو بہار کہتے ہیں

ہمارے دل میں جو فرقت کی بیقراری تھی
تو اُسکے ہاتھ سے صورت عجب ہماری تھی
کبھی خیال رُخ و زلف کا سحر تا شام
کبھی تصورِ مژگان سے دلفگاری تھی
نہ دل لگے تھا کسی شغل سے کوئی ساعت
نہ جان کو جز الم ہجر ہمکناری تھی
یہ اضطراب تھا ہر دم کہ رہتی بیتابی
ہمارے حال پہ سیماب کی بھی زاری تھی
خدا کے فضل سے پھر اسمیں خیر و خوبی سے
وہ دن بھی آیا کہ جسکی اُمیدواری تھی
جو دیکھی پھر کے نظر گلعذار کی صورت
تو ہر طرف نظر آئی بہار کی صورت

عیاں جو سامنے آکر وہ گلعذار ہوا
تو عالم عیش کا پھر ایک سے ہزار ہوا
نگہ کو جسنے اُس گل کے تازگی بخشی
خوشی قریب ہوئی دور انتظار ہوا
جدا جو ہجر میں ہم سے قرار رہتا تھا
ہمارے دل سے وہ پھر آکر دوچار ہوا
تسلی دلکو ہوئی اُس صنم کے ملنے سے
رخ اُسکا دیکھتے ہی رفع اضطرار ہوا
مطلب تھی دیکھنے تئیں جسکی ایک مدت سے
ہزار شکر وہی عیش آشکار ہوا
نشاط و عیش کو خاطر سے ہمقرینی ہے
نیاز و ناز ہے اور لطف ہمنشینی ہے

ہم اپنے دلکی خوشی کا بیان کریں کیا کیا
کہ ایک لحظہ نہ ٹھہرا ہے عیش کا نقشا
کبھی ہیں دیکھتے رخسار یار کو ہنس ہنس
کبھی خوشی سے ہیں چھو لیتے اُسکی زلف دوتا
کبھی ہیں یار کے چشم و نگاہ سے پیتے
خوشی سے عیش کے بھر بھر کے ساغر صہبا
کبھی ہیں اُسکے تکلم سے دلکو خوش کرتے
کبھی ہیں اُسکے تبسم پہ جی سے ہوتے فدا
جو دیکھتا ہے ہمیں اسطرح کی عشرت میں
تو یہ سخن وہ رہ منصفی سے ہے کہتا

نظیر تم نے جو حاصل یہ شادمانی کی
یہی بہار ہے بستان زندگانی کی

ترکیب بند ثانی فارسی ہندی

مجھے امید و بیم ہجر اب ایسا ستاتا ہے | کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے
یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ بے چینی دکھاتا ہے | نہ دل لگتا ہے گھر میں نہ صحرا مجھکو بھاتا ہے
اگر کچھ منھ سے بولوں تو مزا الفت کا جاتا ہے | وگر چپکا ہی رہتا ہوں کلیجہ منھ کو آتا ہے
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد | وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

ٹوک کر دن تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گھاؤ
ایسے کٹھن سنیہہ کا کس بدھ کروں اپاؤ

تھا معلوم الفت میں کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے | جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے | تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے
کیے پر اپنے پھر آپ ہی دکھ پانا بھی ہوتا ہے | کف افسوس کو مل مل کے پچتانا بھی ہوتا ہے
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را | نمے کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

جو میں ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوئے
نگر ڈھنڈورا پھیرتی کہ پیت نہ کیجو کوئے

سحر سے شام تک صحرا میں پھرتا دلکو مارے | لگا کر شام سے تا صبح گنتا رات کے تارے
لبوں پر آہ دلمیں داغ ہوں آتش کے انگارے | جسے دل چاہتا ہے اسکو کچھ پروا نہیں بارے
جب اسکی ہی یہ مرضی ہے تو چپکے ہیں بیچارے | مگر اسکے تصور میں یہی کہتے ہیں اے پیارے
ز حالم من کہ چون شمع سیہ رشتہ واری بیخبر یا نہ | دل من سوخت آیا در دلت باشد اثر یا نہ

آہ دئی کیسی بنی ان چاہت کے سنگ
دیپک کے بھاؤ میں نہیں جل جل مریں پتنگ

کبھی ہو کر گریباں چاک صحرا کو نکلتا ہوں
لگی ہے آگ دل میں شمع ساں جل کر پگھلتا ہوں
نہیں دیکھ کر شعلہ بھڑکتے ہاتھ ملتا ہوں
ز تاب آتش دوری کہ میسوزد دل و جان را

کبھی گھبرا کے پھر گھر کی طرف ناچار چلتا ہوں
دھواں اٹھتا ہے آہوں کا برنگ مو گلتا ہوں
بھبھوکے تن سے اٹھتے ہیں تتی کی طرح جلتا ہوں
نمودہ نبض من پر آبلہ دست طبیبان را

برہ کی آگ تن میں لگی جرن لگے سب گات
ناری چھووت بید کے پڑے پھپھولا ہات

غضب ہے ایک تو سمجھے نہ دل ورجی بھی گھبرائے
نہ ہو دل کیونکہ ٹکڑے اور نہ جاں کس طور گھبراوے
لگی جو آگ دل میں پھر وہ بجھے کس طرح پاوے
چو در دل آتش دوری فتد او را کہ بنشاند

تس اوپر ہر گھڑی اس دلربا کی شکل یاد آوے
در و دیوار سے کیونکر نہ کوئی سر کو ٹکراوے
مگر جیسے لگائی ہو وہی آکر بجھا جاوے
مگر آنکس کہ آتش زد ہماں آبی بر افشاند

ہر دی اندر دون لگی دھواں نہ پرگھٹ ہوئے
جا تن لاگے سو لکھے یا جن لائے ہوئے

کہاں تک کھائیے غم اتنا غم کھایا نہیں جاتا
قدم رکھتا ہوں جیسی جا وانسے سرکایا نہیں جاتا
پڑا ہوں دشت میں رستا کہیں پایا نہیں جاتا
مکان یار دور از من نہ پر دارم نہ پا ہے دل

دل بیتاب کو باتوں سے بہلایا نہیں جاتا
یہ پتھر ہاتھ سے تل بھر کبھی کھسکایا نہیں جاتا
جو چاہوں بھاگ جاؤں بھاگ بھی جایا نہیں جاتا
عجب مشکل فتادم چساں طے سازم این منزل

تا میسر شد نہ پاؤں چل میں اتنا پیا دور
اٹھ نہ سکوں گر گر پڑوں رہوں بسور بسور

ادھر دل مجھسے کہتا ہے کہ تو چل یار کے ڈیرے
ادھر تن مجھکو کہتا ہے کہ تو مت مجھکو دکھ دیرے
جو کہنا دل کا کرتا ہون تو رہتا ہے وہ گھر گھیرے
وگر تن کی سنون تو اور دکھ پڑتے ہین بہتیرے
نہ دل مانے نہ تن مانے ہر اک اپنی طرف پھیرے
کرون کیا مین **نظیر** ایسی جو مشکل آن کر گھیرے
دلم دلدار می جوید تنم آرام می خواہد
عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میکاہد

دل چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام
دبدا مین دونون گئے نہ مایا ملی نہ رام

معجزہ حضرت علی علیہ السلام

سنئے ہو اے علی کے محبان دوستدار
اک معجزہ مین کہتا ہون اُس شہ کا آشکار
ہے تازہ واردات یہ از نقل روزگار
تھا کوئی شخص دولت و حشمت مین نامدار
اک روز وہ گیا تھا کہین کھیلنے شکار

جس دشت مین شکار کو گذرا تھا وہ غنی
وان ایک شیر رہتا تھا اور اُسکی شیرنی
تھا ایک چشمہ پانی کا اور سبز تھی بنی
اور بچے اُس بنی مین تھی وہ شیرنی جنی
دس بیس روز کے تھے ابھی طفل شیرخوار

بچون کو اپنی چھاتی پہ رکھے وہ بے زبان
دونون کو بیٹھی دودھ پلاتی تھی شادمان
بندوق کی جو آئی صدا اس مین ناگہان
نر مادہ دونون بھاگ گئے ہو کے نیمجان
بچے اکیلے رہ گئے جنگل مین بے قرار

القصہ جب شکار سے فارغ ہوا وہ شاہ
ناگاہ دونون بچون پر اُسکی پڑی نگاہ
رکھوا کے اُنکو اونٹ پہ جلدی سے خواہ مخواہ
لی اُس شکارگاہ سے پھر اپنے گھر کی راہ
محلون مین اپنے آن کے اُسنے لیا قرار

جب آئے شیر و شیرنی با حالت تباہ | اور دونوں بچے گھر میں نہ آئے انھیں نگاہ
وہ شیر کھا کے غش گرا اکبار کرکے آہ | اور شیرنی نے لی نجف اشرف کی وہیں راہ

سر پیٹتی چلی وہ بیابان سے سوگوار

القصہ کتنے روز میں وہ شیرنی غریب | بھوکی پیاسی پھرتی ہوئی ڈھونڈتی جنگل جیب
شوہر سے چھوٹی اور ہوئی بچوں سے بے نصیب | آپہونچی یک بیک نجف اشرف کے عنقریب

بچوں سے اپنے سر پہ اڑاتی ہوئی غبار

بازار میں نجف کے جب آئی وہ نیمجان | ہر اک دکان سے وانکی اٹھا شور اور فغان
کوئی پکارا دوڑیو کوئی پکارا ہاں | ہیبت سے اسکی چھپنے لگے پیر اور جوان

چاروں طرف سے دھوم مچی آکے ایکبار

وہ تو کسی طرف کو نہ گھر کی بتاتی تھی | نے منھ کو موڑتی تھی نہ پنجہ اٹھاتی تھی
آنکھوں سے اس ہجوم میں آنسو بہاتی تھی | شاہ نجف کے روضہ پہ فریادی جاتی تھی

لوگ اسپر اپنے خوف سے کہتے تھے مار مار

جس دم وہ پہونچی حیدر صفدر کے در تلک | دربان اسکے خوف سے یکسر گئے سرک
داخل ہوئی وہ روضۂ انور میں یک بیک | رونے لگی وہ سامنے سر کو ٹپک ٹپک

آنسو کی دونوں آنکھوں سے بہنے لگیں قطار

آنکھوں سے اسکے آنسو کی ندی جو بہتی تھی | بچوں کا داغ اپنے کلیجے پہ سہتی تھی
کچھ منھ سے شور کرتی تھی کچھ دیکھ رہتی تھی | گویا وہ شہ سے اپنی زبان میں کہتی تھی

بچے مرے دلا دیجیے یا شیر کردگار

روتی تھی یوں وہ شیرنی آنسو بہا بہا | مظلوم جیسے روئے ہے عادل کے پاس آ

اور کچھ زبان سے اپنی سناتی تھی بغبغا
نکلے تھی آقا آقا کی منھ اسکے سے صدا
کہہ آقا آقا وروسے روتی تھی زار زار

فریادی نکلے ساقیِ کوثر کے سامنے
محتاج نکلے صاحب قنبر کے سامنے
یون دیکھتی تھی روضۂ انور کے سامنے
مظلوم جیسے آن کے داور کے سامنے
کرتا ہی اُسکے حکم کا رہ رہ کے انتظار

لوگون کے دل سے جب تو ہوا خوف اِسکا کم
سب اِسکے پاس آن کے دیکھیں جو اسکا غم
ہر آن اپنے سر کو ٹپک کر کے چشم نم
پنجونکو اسطرح وہ اٹھاتی تھی دمبدم
فریادی داد مانگے ہی جون ہاتھ کو پسار

فریاد وہ تو مانگے تھی آقا سے جھوم جھوم
یعنی فلک نے مجھکو دکھایا یہ روز شوم
اِس بات سے تمام نجف مین پڑی یہ دھوم
گرد اُسکے مرد و زن کا ہوا آن کے ہجوم
حیرت مین تھے تمام چہ نادان چہ ہوشیار

کوئی پانی اُسکے واسطے کوئی کھانا لاتا تھا
لیکن اُسے تو رونے سوا کچھ نہ بھاتا تھا
پنجونکا واغ ہوش سب اُسکے اُڑاتا تھا
جو اُسکو دیکھتا تھا اُسے رونا آتا تھا
ایسی طرح سے سر کو ٹپکتی تھی بار بار

جب تین دن وہ شیرنی بھوکی پڑی رہی
ناچار اُن شریفون نے دیکھا اُسکی بیکلی
جسطرح وان قدیم سے کہنے کی راہ تھی
اس طرح سے جناب مقدس مین عرض کی
با سینۂ الم کش و با چشم اشکبار

آئی ندا یہ شیرنی دیتی دہائی ہے
اِک شخص کے یہ ظلم و ستم کی ستائی ہے
بچون نے اسکے قید کی آفت جو پائی ہے
سو اب ہمارے روضہ پہ فریادی آئی ہے

کل اسکا بھید ہووےگا تم سب پہ آشکار

یان تو شریف کو یہ عنایت ہوا جواب ۔ وان جا پلنگ الٹ دیا اُسکا بعین خواب
فرمایا وہ جو شیر کے بچے ہین دل کباب ۔ بھجوادے اُنکو شہر نجف مین تو کل شتاب
ورنہ تو اس گنہ سے بہت ہوگا شرمسار

یان اُنکی اُنکے واسطے آنسو بہاتی ہے ۔ اور تین دن ہوے ہین نہ پیتی نہ کھاتی ہے
فریادی ہوکے روتی ہے اور غل مچاتی ہے ۔ غش ہو ہمارے روضہ مین جی کو کھپاتی ہے
جلدی سے اُنکو بھیج سے کر اونٹ پر سوار

وہ تھرتھرا کے کانپ اُٹھا ہوکے عذرخواہ ۔ جانا یہ اُسنے یہ ہین شہنشاہ دین پناہ
بولا نجف تو بید رہ دن کی ہے یان سے راہ ۔ بھجوا دون کسطرح سے نہین کل مین پُرگناہ
اتنا تو اس غلام مین کب ہیگا اختیار

تب حکم یہ ہوا اُسے جسوقت ہو سحر ۔ جلدی سے دونون بچے انکو بٹھوا کے اونٹ پر
بھجوادے اپنے شہر کی آبادی سے اُدھر ۔ جب پہونچینگے یہ شہر کے دروازے کے اوپر
وان پیدا ہوگا غیب سے اک ناقہ سوار

ہوتے ہی صبح اسنے منگا کر وہ دو بچے ۔ رکھوا کے ایک اونٹ پہ جلدی روان کیے
جب لوگ آئے شہر کے دروازے کنے ۔ کیا دیکھین ایک شخص کو وان آدمی اِت سے
ہے منتظر وہ اونٹ کی پکڑے ہوے مہار

جاتے ہی دونون بچے اُنھونکے اُسے دیے ۔ باحتیاط سونپ کے پھر شہر کو پھرے
وہ اُن بچون کو لیکے چلا اس شتاب سے ۔ آپہونچا اُس مکان مین اک پہر دن چڑھے
اک بار اُسکا شہر نجف مین ہوا گذار

بچونکے آتے آنکی جب غل ہوسے کٹر وٹر — وہ شیرنی بھی تکنے لگی اپنے منہ کو موڑ
جب لاکے اسکے سامنے بچے دیے وہ چھوڑ — یون خوش ہو چاٹنے لگی الفت سے وہ جھنجھوڑ
انسان جیسے کرتا ہی بچون کو اپنے پیار

بچے بھی دوڑ مان کے گلے سے لپٹ گئے — یون جیسے کوئی دور کا بچھڑا ہوا ملے
چھاتی پہ لوٹ لوٹ کے جا دودھ پینے لگے — اُس شیرنی کے جیسے کلیجے مین داغ تھے
ویسے ہی اسکے منہ پہ خوشی کی ہوئی بہار

جب اُسنے بچے پائے تو ہو کر وہ شادمان — بچون سمیت اُٹھکے وہ حیوان بے زبان
روضے کے سات بار تصدق ہوئی وہان — پھر آستانہ چوم ہوئی وان سے وہ روان
جا پہونچی اپنے دشت مین خوش ہو کے ایکبار

شیر خدا کے عدل کی یہ دیکھ رسم و راہ — خلقت تمام وانکی پکار اُٹھی یہ واہ واہ
انصاف ایسا چاہیے ای شاہ دین پناہ — حامی و منصف اور نہین کوئی تم سا شاہ
ہی ختم تمپہ عدل و حمایت کا کاروبار

حیوان تمھارے لطف سے جبوقت ہو دین شاد — انسان پھر یہانسے پھرین کیونکہ نامراد
جیسے تمھارے در سے ملی شیرنی کو داد — احسان ایسے ایسے بہت اسکے کرم نہاد
ہینگے تمھارے صفحۂ عالم مین یادگار

اے شاہ یہ نظیر تمھارا غلام ہی — رکھتا سوا تمھارے کسی سے نہ کام ہی
عاصی ہی پرگناہ ہی اور ناتمام ہی — دن رات اسکا آپ سے اب یہ کلام ہی
رکھ لیجے میری آبرو یا شیر کردگار

مستزاد مثلث

پھر ہم وخطا یار نکر چشم نمائی تیوری کو چڑھا کر — اور خشمگین ہو کے نگہ صاف لڑائی منھ پر سے بنا کر
اس جور کی کب ہے ہوئی عہدہ برآئی اتنی تو جفا کر

کرتا ہون ترے ہجر مین شیخ پہ بیداد مین یار و فریاد — دیتا نہین خاطر سے تری اب تو ستم ایجاد کوئی مری داد
پھر ہار کے دیتا ہون تیری ہی دہائی ہاتھون کو اٹھا کر

دل تڑپے ہے بسمل کی طرح سینہ مین میت جی مشتاق اجل ہون — آنکھون مین دم آیا ہے مین تن مین نہین باقی چھین یا کوئی پل ہون
لائی مجھے ظالم تری سدر جہ جدائی نے اتنا ملا کر

سنگینی بالی کی جھمک صبر کر نہیں دل آخر عقل کو مند سے — بالی کی لگی چوک لگا سینہ مین آکے ہون دل لگے جھکے
اور جی کے تئین لپٹی زنجیر طلائی زنجیر پنہا کر

آنچل کی کھچاوٹ نے کیا ایسے پھڑقان جو ہوش اڑایا — مستی کی نظر نے وہ کیا ظلم نمایان جو غش پہ غش آیا
ہاتھون نے بھی آگ سی سینے مین لگائی مہندی کو دکھا کر

کیا کیا نظیر اب مین کرون تن کی لطافت میلا ہو گیا ہے — اور اسکے سوا اور یہ تری نزاکت تک ناز و ادا سے
اک پھول اٹھاوے تو مر کے جاوے کلائی بل سیکڑون کھا کر

خمسہ بر غزل فغان

دل دیتا ہون یارو مجھے الزام نہووے — اس کام کا آخر کو بد انجام نہووے
یہ عشق مرا گوشش زد عام نہووے — ڈرتا ہون محبت مین مرا نام نہووے
دنیا مین الٰہی کوئی بدنام نہووے

گر یار مرے قتل کو آیا ہے ترا دل — بہتر ہے مین حاضر ہون وے کچھ نہین مشکل
گر دیتا ہی ارادہ ہے تو مت چھوڑ تو بسمل — شمشیر کوئی تیز سی لانا مرے قاتل
ایسی نہ لگانا کہ مرا کام نہووے

پھر عمر بھر اُسکے ہو غم و درد سے نالان
کیا ضد ہے موئے پر بھی اُسے دیکھیے یاران
آخر کو ہوا ہاتھ سے اُس شوخ کے بیجان
آتا ہے مری گور پہ ہمراہ رقیبان
یعنی اُسے تربت مین بھی آرام نہووے

پردہ جو ترے غم کا اگر دل سے اُٹھاؤن
نالہ وہ کرون کوہ بھی جاگہ سے ہلاؤن
اک آہ مین سو برق کے سینے کو جلاؤن
گر صبح کو چاک اپنے گریبان کا دکھاؤن
اے زندہ دلان حشر تلک شام نہووے

اپنا تو نظیرؔ ایک ستمگر سے ہے پیرو
سو اُسکو بھی دل دیکے کیا ہمنے ہے یکسو
پائی کبھی صبا نے بھی نہ اُس گل کی کبھی بو
جی دیتا ہے بوسہ کے توقع پہ فغان تو
ٹک دیکھیو سودا یہ ترا خام نہووے

بلبلون کی لڑائی کے بیان مین

کل بلبلین جو نو دس قابو مین اپنے آئین
یہ شور سُنکے خلقت دوڑ آئی دائین بائین
اُسمین سے دو پکڑ کر کشتی مین دھر بھرائین
کوئی بولا واہ حضرت کوئی بولا واہ سائین
سو سو طرح کی دھومین اکدم مین کر دکھائین
اِس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

دو مین تو دونون کٹ کٹ لڑتی تھین کرکے گٹا
خلقت یہ آکے ٹوٹی چھوڑ اپنا اپنا اڈا
جب تیسری کو چھوڑا اُسپر تو ہوا اکڑا
لڑکی کیسی کی پسلی ٹوٹا کسی کا ٹھڈا
سو سو طرح کی دھومین اکدم مین کر دکھائین
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

تھین تین کشتی مین چوتھی کو اُسمین چھوڑا
اُسنے تو خم بچا کر تینون کو دھر جھنجھوڑا

پھر تو یہ ٹھیکا آکر ان کشتیوں کا کوڑا   چھوٹا کسی کا ہاتھی بھاگا کسی کا گھوڑا

سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

اک کنکری جو ماری پڑھ ہمنے پر فسوں کی   کشتی میں گٹھری بندھگئی ان چاروں بلبلوں کی
پھینکے جنہیں انکی لڑتی تھیں غرغوں کی   سب بولے واہ حضرت اچھی یہ پڑھ کے پھونکی

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

سن سن وہ جنھیں انکی چڑیاں بھی چہچہائیں   کوے پکارے غاں غاں چیلیں بھی چلچلائیں
سارو بٹیر بدیا چمگادڑیں بھی آئیں   مرغوں نے ککڑوں کوں کی کلکلیاں پھڑپھڑائیں

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

چلائے مور سارس اور پھر پھڑائے گھگو   گدڑ دور چغد دہاڑے اور پھر پھڑائے الو
کتے بھی بھونکے بھوں بھوں گیدڑ پکارے ہو ہو   ٹڑوے گدھے بھی رینکے کر اپنی ڈھینچو ڈھینچو

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

جب لے چلے وہاں سے ہم بلبلوں کا لشکر   سب لوگ ہنسکے بولے اسدم دعائیں دیکر
سب ہیں میاں نظیر اب تم ہو بڑے قلندر   یہ کھیل آگرے میں اب ختم ہے تمھیں پر

سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

سامان دوالی کا

ہر اک مکان مین جلا پھر دیا دوالی کا
ہر اک طرف کو اُجالا ہوا دوالی کا
سبھی کے دل مین سمان بھا گیا دوالی کا
کسی کے دل کو مزا خوش لگا دوالی کا
عجب بہار کا ہی دن بنا دوالی کا

جہان مین یارو عجب طرح کا ہی یہ تیوہار
کسی نے نقد لیا اور کوئی کرے ہی اُدھار
کھلونے کھیلون بتاسونکا گرم ہی بازار
ہر اک دکان مین چراغونکی ہو رہی ہی بہار
سبھونکو فکر ہی اب جا بجا دوالی کا

مٹھائیونکی دکانین لگا کے حلوائی
پکارتے ہین کہ لالہ دوالی ہی آئی
بتاسے لے کوئی برفی کسی نے تلوائی
کھلونے والونکی اِن سے زیادہ بن آئی
گویا اُنھون کے وان راج آگیا دوالی کا

صرف حرام کی کوڑی کا جنکا ہی بیوپار
اُنھون نے کھایا ہی اس دن کے واسطے ہی اُدھار
کہے ہی ہنس کے قرضخواہ سے ہر اک اکبار
دوالی آئی ہی سب دے دلائینگے ای یار
خدا کے فضل سے ہی آسرا دوالی کا

مکان لیپ کے ٹھلیا جو کوری رکھوائی
جلا چراغ کو کوڑی وہ جلد جھنکائی
اصل جواری تھے اُنمین تو جان سی آئی
خوشی سے کود اچھل کر پکارے او بھائی
شگون پہلے کرو تم ذرا دیوالی کا

شگن کی بازی لگی پہلے یار گنڈے کی
پھر اُس سے بڑھ کے لگی تین چار گنڈے کی
پھری جو ایسی طرح بار بار گنڈے کی
تو آگے لگنے لگی پھر ہزار گنڈے کی
کمال نرخ سے پھر تو لگا دوالی کا

کسی نے گھر کی حویلی گرو رکھا ہاری
کسی نے چیز کسی کی چرا چھپا ہاری
جو کچھ تھی جنس میسر بنا بنا ہاری
کسی نے گٹھری پڑوسن کی اپنی لا ہاری
یہ ہار جیت کا چرچا پڑا دوالی کا

کسیکو داؤ پہ لانگی موٹھ نے مارا
کسی کو شردنے چوپڑ کے کرد یا نرارا
کسیکے گھر پہ دھرا سوختہ نے انگارا
لنگوٹی باندھ کے بیٹھا ازار تک ہارا
یہ شور آکے مچا جا بجا دوالی کا

کسی کی جورو کہے ہے پکار اے بھڑوے
جو گھر میں آوے تو سب مل کیے ہیں سو گھڑ لے
بہو کی نوگری بیٹے کے ہاتھ کے کھڑوے
نکل تو یان سے ترا کام یان نہیں بھڑوے
خدا نے تجھکو تو شہدا کیا دوالی کا

وہ اسکے جھونٹے پکڑ کر کہے ہے مارونگا
حویلی اپنی تو اک داؤ پر میں ہارونگا
ترا جو گہنا ہے سب تار تار اتارونگا
یہ سب تو ہارا ہون تندی تجھے بھی ہارونگا
چڑھا ہے مجھکو بھی اتنو نشا دوالی کا

تجھے خبر نہیں تندی یہ بیت وہ پیاری ہے
تو اسنے جورو کی نتھ اور ازار اتاری ہے
کسی زمانے میں آگے ہوا جو جواری ہے
ازار کیا ہے کہ جورو تلک بھی ہاری ہے
سنا یہ تو نے نہیں ماجرا دوالی کا

جہاں میں یہ جو دوالی کی سیر ہوتی ہے
جو ہار سے اسپہ خرابی کی فیر ہوتی ہے
تو زر سے ہوتی ہے اور زر بغیر ہوتی ہے
اور انمیں آنکے جن جن کی خیر ہوتی ہے
تو آڑے آتا ہے اسکے دیا دوالی کا

یہ باتیں سچ ہیں نہ جھوٹھ انکو جانیو یارو
نصیحتیں ہیں انھیں دل سے مانیو یارو

جھانکو جاؤ یہ قصہ بکھانیو یارو | جو جواری ہو نہ برا اُس کا مانیو یارو
نظیر آپ بھی ہے جوا ریادوالی کا

در بیان ذکر مرغان

جو پنچھی کی روش کیا ہون ہون ہون ہون کرتی ہین | ہون ہون ہون ہون کر کر ذکر کرین و فیلیون کرتی ہین
سنیے بول کبوتر کے کون کون مرغیان کون کون کرتی ہین | بولیان بھی سب یاد ہین اُسکی تھبون تھبون کرتی ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب چھون چھون کرتی ہین

پنکھ ہوا گر ٹکھ اُسکے غم مین سب ہی تپتے ہین | عنقا اور سیمرغ اُسکی فرقت بیچ تڑپتے ہین
سارس گدھ جو اصل تیرے بگلے بگلہ کلپتے ہین | پنکھ پکھیرو جتنے ہین سب نام اُسیکا جپتے ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب چھون چھون کرتی ہین

قمری بولے حق سرہٗ بلبل بولے بسم اللہ | کلنک لئے رٹیری چارون طرف اور تیتر بھی سبحان اللہ
دادر مور پپیہے کویل کوک رہی اللہ اللہ | فاختہ کو کو تیہو ہو ہو طوطی بولین حق اللہ

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب چھون چھون کرتی ہین

بوم چنڈ اور سبزک ابابیل دھچو رین شام جڑی | کھنجن چہپیان لو کلنگ اور غوغائی کی دھوم ہوئی
تلی تدری انس ککنبھیری کٹر کھیو نہ بے بٹری بڑی | مکھی بتیر بیشو پھینگے بول رہے سب گھڑی گھڑی

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب چھون چھون کرتی ہین

تن من اور علم ڈھاک مولا حق تار پیروتے ہین　　اگر یہ چند دل پہلے یاد مین اُسکی روتے ہین
طاہر تو سب تخم محبت اُسکا دل مین بوتے ہین　　پنچھی اُسکی یاد کرین ہم یا تو پیارے سوتے ہین
سانجھ سویرے چڑیان ملکر چوں چوں چوں چوں کرتی ہین
چوں چوں چوں چوں چوں چوں کیا تسبیحین ہی کرتی ہین

کس کس کا لون نام غرض ہین جتنے طائر خورد و کبیر　　کوئی کہے یا حی تو اُنکا کوئی کہے یارب قدیر
طائر تو سب یاد کرین اور ہم غفلت مین ہین اسیر　　ہم سا غافل دنیا مین اب کوئی نہین ہے آہ نظیر
سانجھ سویرے چڑیان ملکر چوں چوں چوں چوں کرتی ہین
چوں چوں چوں چوں چوں چوں کیا سب تسبیحین ہی کرتی ہین

عید الفطر کے بیان مین

ہے عابدون کو طاعت و تجرید کی خوشی　　اور زاہدون کو زہد کی تمہید کی خوشی
رند عاشقون کو ہے کئی امید کی خوشی　　کچھ دلبرون کے وصل کی کچھ دید کی خوشی
ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اِس عید کی خوشی

روزہ کی خشکیون سے جو ہین زرد زرد گال　　خوش ہو گئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال
پوشاکین تن مین زرد سنہری سفید لال　　دل کیا کہ ہنس رہا ہے پڑا تن کا بال بال
ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اِس عید کی خوشی

پچھلے پہر سے اُٹھکے نہانے کی دھوم ہے　　شیر و شکر سوئیان پکانے کی دھوم ہے
پیر و جوان کو نعمتین کھانے کی دھوم ہے　　لڑکون کو عیدگاہ کے جانے کی دھوم ہے

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

بیٹھے ہیں پھول پھول کے میخانوں میں کلال
اور بھنگ خانوں میں بھی ہیں سبزیاں کمال
چھنتی ہیں بھنگیں اڑتے ہیں چرس کے دم دھمال
دیکھو جدھر کو سیر مزا عیش قیل و قال

ایسی نہ شب بہات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

کوئی تو مست پھرتا ہے جام شراب سے
کوئی پکارتا ہے کہ چھوٹے عذاب سے
کلا کسیکا پھولا ہے لڈو کی چاٹ سے
چٹکارے جیبیں بھرتی ہیں نان و کباب سے

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

محبوب دلبروں سے ہے جبلی لگی لگن
اُنکے گلے سے آن لگا ہے جو گلبدن
سو سو طرح کے چاؤ سے مل مل کے تن سے تن
کہتے ہیں تم کو عید مبارک ہو جان من

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

کیا ہی معانقے کی مچی ہے اُلٹ پلٹ
ملتے ہیں دوڑ دوڑ کے باہم چپٹ چپٹ
پھرتے ہیں دلبروں کی بھی گلیوں میں غٹ کے غٹ
عاشق مزے اُڑاتے ہیں ہر دم لپٹ لپٹ

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

کاجل حنا غضب مسی و پان کی دھڑی
پشواز ین سرخ سوسنی لاہی کی پھجڑی

کُرتی کبھی دکھا کبھی انگیا کسی کڑی
کہہ عید عید لوٹے ہین دلکو گھڑی گھڑی
ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

جو جو کہ اُنکے حسن کی رکھتے ہین دل سے چاہ
جاتے ہین اُنکے ساتھ لگے تا بہ عیدگاہ
توپون کے شور اور دوگانونکی رسم و راہ
میانے کھلونے سیر مزے عیش واہ واہ
ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

روز ونکی سختیون مین نہ ہوتے اگر اسیر
تو ایسی عید کی نہ خوشی ہوتی دلپذیر
سب شاد ہین گدا سے لگا شاہ تا وزیر
دیکھا جو ہمنے خوب تو سچ ہے میان نظیر
ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

آگرے کی ککڑی کی تعریف مین مسدس

پہونچے نہ اسکو ہرگز کابل دری کی ککڑی
نے پورب اور نہ پچھم خوبی بھری کی ککڑی
نے چین کے پرے کی ورنے وری کی ککڑی
دکھن کی اور نہ ہرگز اُس سے پرے کی ککڑی
کیا خوب نرم و نازک اِس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کیا پیاری پیاری میٹھی اور پتلی پتلیان ہین
گنے کی پوریان ہین ریشم کی تکلیان ہین
فرہاد کی نگاہین شیرین کی ہنسلیان ہین
مجنونکی سرد آہین لیلی کی انگلیان ہین
کیا خوب نرم و نازک اِس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کوئی ہے زرد مائل کوئی ہری بھری ہے
پھر اس سے منفعل ہے چمپے کو تھرتھری ہے
ٹیڑھی ہے سو تو پتلی وہ ہیر کی ہری ہے
سیدھی ہے سو وہ یارو رانجھا کی بانسری ہے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

میٹھی ہے جسکو برفی کہیے گلابی کہیے
یا حلقے دیکھ اسکے تازی جلیبی کہیے
تا شکر بیان کی ہیا نکلیں اب یا امرتی کہیے
سچ پوچھیے تو اسکو دندان مصری کہیے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

چھوٹے میں ہر گل پھول کہاں نہیں کرسی ہے
گرمی کے مارنے کو اک تیر کی سری ہے
آنکھوں میں بسا کر کلیجے ٹھنڈک ہری بھری ہے
ککڑی نہ کہیے اسکو ککڑی نہیں پری ہے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

پیلا اسکی ایسی نازک سبو پن نزاکت بھی کہاں کی
پیچ اسکے جو پشت پر خاص پاکیزہ ادائی
دیکھو اسکی ایسی نرمی باریکی اور گلائی
آتی ہے یاد ہمکو محبوب کی کلائی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مشہور جیسی ہر جہاں کی جالیاں ہیں ویسی ہی ککڑیاں بھی دھوئیں پڑالیاں ہیں
میٹھی ہیں سو تو گویا شکر کی تھالیاں ہیں کڑوی ہیں سو بھی گویا خوبانی کی ڈالیاں ہیں

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

جو ایک بار روا اس جا کی کھائے ککڑی پھر جا کہیں کی سنکو ہرگز نہ بھائے ککڑی
دل تو نظیر غش ہے یعنی منگائے ککڑی ککڑی ہے یا قیامت کیا کہیے ہائے ککڑی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مسدس

جب جاؤں واں سے اے زیب محفل باندھا سفر کا ناقہ پہ محمل
فرقت میں تیری آشفتہ بیدل غربت کے ہمراہ حسرت کے شامل

رخت سفر ہم داغ تو بر دل
صحرا بصحرا منزل بمنزل

منزل پہ اترے تو اشک ریزاں صحرا میں گذرے تو خاک بیزاں
جوں صید زخمی ہر سو گریزاں القصہ آخر افتاں و خیزاں

رخت سفر ہم داغ تو بر دل
صحرا بصحرا منزل بمنزل

نکلے جو واں سے ہم پا پیادہ صد بار ٹھیرا [illegible] ارادہ
صد جا نشستہ صد جا فتادہ [illegible] کہیں کیا اس سے کل زیادہ

رفتیم وبردیم داغ تو بردل
صحرا بہ صحرا منزل بمنزل

منزل بھی طے کی اور صد بیابان
بیتاب وبے صبر سر سوختا بان
طعنے بھی کھینچے مثل عقابان
فی الجملہ ناچار اے ماہ تابان

رفتیم وبردیم داغ تو بردل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

چلنے کی طاقت ہم مین کہان تھی
نے دم مین دم تھا نے جان مین جان تھی
قالب تو یان تھا اور روح وان تھی
لیکن یہی بیت ورد زبان تھی

رفتیم وبردیم داغ تو بردل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

منزل پہ روئے ہم آکے ہر شب
صد اشک در چشم صد آہ بر لب
اورون کو لوٹے صحرا مین جب تب
آگے نظیر اب کیا بولے مطلب

رفتیم وبردیم داغ تو بردل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

آٹے دال کے بیان مین

آٹے کے واسطے ہے ہوس ملک و مال کی
آٹے ہی دال سے ہے درستی یہ حال کی
آٹا جو پالکی ہے تو ہے دال نالکی
اس سے ہے سب کی خوبی جو ہے حال قال کی
سب چھوڑ دو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

اِس آٹے دال ہی کا جو عالم میں ہے ظہور
اِس سے ہی آکے چڑھتا ہے چہرہ پہ سب کے نور
اِس سے ہی منھ پہ نور ہے اور پیٹ میں سرور
شاہ و گدا امیر اِسی کے ہیں سب مزدور

سب چھوڑ دو بات طوطی و پدڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

قمری نے کیا ہوا جو کہا حق سرّہٗ
وہ کھیل کھیلو جس سے ہو تم جگ میں سرخرو
اور فاختہ بھی بیٹھ کے کہتی ہے قہقہو
سنتے ہو اے عزیز اسی سے ہے آبرو

سب چھوڑ دو بات طوطی و پدڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

آٹا ہے جسکا نام وہی خاص نور ہے
اسکا بھی کھیل کھیلنا سب کو ضرور ہے
اور دال بھی پری ہے کوئی یا کہ حور ہے
سمجھے جو اس سخن کو وہ صاحب شعور ہے

سب چھوڑ دو بات طوطی و پدڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

چڑیا کے جو عشق میں دل کو لگاؤگے
طوطی کو پال کر کے حق اللہ پڑھاؤ گے
تو پیٹ بھر کے کھاؤ گے کپڑے بناؤ گے
ناحق کو سر کھپاؤ گے کوڑی نہ پاؤ گے

سب چھوڑ دو بات طوطی و پدڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

جن پاس چار پیسے وہی ہیں یہاں امیر
اور جنکے پیشہ ور ہیں یہاں خرد و کبیر
اور جنکے پاس کچھ نہیں وہ ہیں بڑے فقیر
روٹی کا سلسلہ ہے بڑا کیا کہوں نظیرؔ

سب چھوڑ دو بات طوطی و پدڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

آگرہ کی تیراکی کے بیان میں

جب پیرنے کی رت میں دلدار پیرتے ہیں
بھولے سیانے ناداں ہشیار پیرتے ہیں
عاشق بھی ساتھ انکے غمخوار پیرتے ہیں
پیر و جوان لڑکے عیار پیرتے ہیں
ادنی غریب و مفلس زردار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

گھر سے لے کے یارو سجا کا تاپا لا
مہتاب باغ سیر تلی قلعہ در روضا
جھڑی سے برج خونی دارا کا چوترا کیا
غل شور کی بہاریں اور سیر دریا
ہر اک مکان میں جو کہ ہشیار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

باغ حکیم اور جو شیو داس کا چمن ہے
سیر و تماشا کی اس جا اور تازگی دل لگن ہے
اٹھیں جگہ جگہ پر مجلس ہے انجمن ہے
کچھ پیرنے کی دھوم میں کچھ عیش کا چلن ہے
بیٹھے جن میں مستا ہو کر ہر یار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

برسات میں جو آ کر چڑھتا ہے خوب ریلا
بیٹھا ابھو رے اچھالوں چکر سمیت بالا
ہر جا کھڑی ہے جا در بندھا اور ناند چکوا
بیٹھا اکھیر تختہ کشتی بچھا کے گھیرا
واں بھی ہنر سے اپنے ہشیار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں

تلسی چمنیا یا ہو تہ چکی ہیں کیا بہاریں
پیرتے [illegible] دریا میں [illegible]
خانقہ سے [illegible] ہزار وان پیر ایک کی [illegible]
[illegible]

کیا کیا تماشے کر کر اظہار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

جمنا کے پاٹ کو یا صحن چمن ہے بارے — پیراک اسمین پیرین جیسے کہ چاند تارے
منہ چاند کے سے ٹکڑے تن گورے پیارے پیارے — پریون سے پھر رہے ہین منجدھار اور کنارے
کچھ وار پیرتے ہین کچھ پار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کتنے کھڑے ہین پیرین اپنا دکھا کے سینا — سینہ چمک رہا ہے ہیرے کا جون نگینا
آدھے بدن سے پانی آدھے پہ ہے پسینا — سرد ون کا یہ چلا ہے گویا کہ اک قرینا
دامن کمر پہ باندھے دستار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

جاتے ہین انہین کتنے پانی پہ صاف سوتے — کتنون کے ہاتھ پنجرے کتنون کے سر پہ طوطے
کتنے پتنگ اڑاتے کتنے سوئی پروتے — حقون کا دم لگاتے ہنس ہنس کے شاد ہوتے
سو سو طرح کا کر کر بستار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کچھ تلچ کی بہارین پانی کے کچھ کنارے — دریا مین بیچ رہتے ہین اندر کے سو اکھاڑے
لبریز گل خون سے دونون طرف کرارے — بجرے و ناؤ چپو دونگے نبے نواڑے
ان جھمکڑون سے ہو کر سرشار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

تالون مین دو دو گھگرو تا پون مین چپک رہے ہین — جوڑے بدن مین رنگین کتنے جھمک رہے ہین

تا نین ہوا مین اُڑتین طبلے کھڑکتے ہین — عیش و طرب کی دھوم مین پانی چھپکتے ہین
سو ٹھاٹھ سے بنا کر اطوار پیرتے ہین
اِس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

ہر آن بولتے ہین سید کبیر کی جے — پھر اُسکے بعد اپنے اُستاد و پیر کی جے
موروکٹ کنہیا جمنا کے ہیر کی جے — پھر غول کے سب اپنے خرد و کبیر کی جے
ہر دم یہ کر خوشی کی گفتار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کیا کیا نظیر میانکی ہین پیرنیکی بانی — ہو جنکے پیرنے کی ملکو نہین آن مانی
اُستاد اور خلیفہ شاگرد یار جانی — سب خوش رہین ہو جبتک جمنا کی بیچ پانی
کیا کیا ہنسی خوشی سے ہر بار پیرتے ہین
اِس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کوڑی کے بیان مین مسدس

کوڑی ہو جنکے پاس وہ اہل یقین ہین — کھانے کو اُنکے نعمتین سو بہترین ہین
کپڑے بھی اُنکے تن مین نہایت مہین ہین — سمجھے ہین وہ جو اسکو بڑے نکتہ چین ہین
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی بغیر سوتے تھے خالی زمین پر — کوڑی ہوئی تو رہنے لگے شہ نشین پر
پنکھے مسہرے بند ہو گئے جا مونکی چین پر — موتی کے پیچھے لگ گئے گھوڑونکی زین پر
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین — کوڑی نہین تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی ہی چاہتی ہے سدا بادشاہ کو
لیکر پھری رومال گدا بھی نباہ کو
کوڑی ہی تھام لیتی ہے فوج و سپاہ کو
پھرتا ہے ہر دکان پہ کوڑی کی چاہ کو

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی نہو تو پھر یہ جھمیلا کہان سے ہو
منڈوا کے سر فقیر کا چیلا کہان سے ہو
رتھ نہ ٹھیلا نہ طویلا کہان سے ہو
کوڑی نہو تو سائین کا میلا کہان سے ہو

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کاندھے پہ تیغ دھرتے ہین کوڑی کیواسطے
یان تک تو لوگ مرتے ہین کوڑی کیواسطے
آپسمین خون کرتے ہین کوڑی کیواسطے
جو جان دے گذرتے ہین کوڑی کیواسطے

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

گالی و مار کھاتے ہین کوڑی کیواسطے
سو ملک چھان آتے ہین کوڑی کیواسطے
شرم و حیا اٹھاتے ہین کوڑی کیواسطے
مسجد کو دم مین ڈھاتے ہین کوڑی کیواسطے

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

بن کوڑی خوردے کے برابر بھی پت نہ تھی
آگے گماشتہ تو نکی کھلی ہر طرف بھی
کوڑی جب آئی پاس تو پنڈت بیٹھے سیٹھ جی
پھر وہ جو کچھ کہے تو وہی بات ہے سہی

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

بن کوڑی تین جو تیل کی باسی پکوڑیاں
یوں خلق دوڑی کھیاں جوں گڑ پہ دوڑیاں
کوڑی ہوئی تو چھپنے لگیں لینی چوڑیاں
خالق نے کیا ہی چیز بنائیں ہیں کوڑیاں
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

خاصے محل اُٹھاتے ہیں کوڑی کے زور سے
پُل اور سرا بناتے ہیں کوڑی کے زور سے
پکے کنوئیں کھداتے ہیں کوڑی کے زور سے
باغ و چمن لگاتے ہیں کوڑی کے زور سے
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

سے مفلس اور فقیر سے تا شاہ اور وزیر
دیتے ہیں جان کوڑی پہ طفل و جوان و پیر
کوڑی وہ دلربا ہے کہ ہے سب کی دلپذیر
کوڑی عجیب ہی چیز ہے میں کیا کہوں نظیر
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

پیسے کی عزت میں

نقش یاں جس کے میاں ہاتھ لگا پیسے کا
گھر بھی پاکیزہ عمارت سے بنا پیسے کا
اُس نے تیار ہر اک ٹھاٹھ کیا پیسے کا
کھانا آرام سے کھانے کو ملا پیسے کا
کپڑا تن کا بھی ملا زیب فزا پیسے کا

جب ہوا پیسے کا اے دوستو آکر سنجوگ
کھائے جب مال پسیہ و دودھ دہی موہن بھوگ
عشرتیں پاس ہوئیں دور ہوئے منکے روگ
دل کو آنند ہوئی بھاگ گئے روگ اور سوگ
ایسی خوبی ہے جہاں آنا ہوا پیسے کا

ساتھ اک دوست کے اک دن جو مین گلشن مین گیا
پوچھا اُس سے کہ یہ ہے باغ بتاؤ کس کا
وان کے سرو و سمن و لالہ و گل کو دیکھا
اُسنے تب گل کی طرح ہنس دیا اور مجھسے کہا
مہربان مجھسے یہ تم پوچھو ہو کیا پپیے کا

یہ تو کیا اور بڑے ایسے ہین جو باغ و چمن
حوض و فوارے ہین بنگلو نہین بھی پپیے کے چلون
ہین کھلے کیاریون مین نرگس و نسرین و سمن
جا بجا قمری و بلبل کی صدا شور افگن
وان بھی دیکھا تو فقط گل سے ہے کھلا پپیے کا

وان کوئی آیا لیے ایک مرصع پنجرا
اُسمین اک بیٹھی وہ مینا کہ ہو بلبل بھی فدا
لال دستار و دوپٹا بھی ہرا جون طوطا
مین نے پوچھا یہ تمہارا ہے رہا وہ چپکا
نکلی منقار سے مینا کے صدا پپیے کا

وان سے نکلا تو مکان اک نظر آیا ایسا
سیم چونے کی جگہ اُسکے تھا اینٹون مین لگا
در و دیوارون سے چمکے تھا پڑا آب طلا
واہ وا کہہ کے کہا مین نے یہ ہوگا کس کا
عقل نے جب مجھے چپکے سے کہا پپیے کا

اُسکا عاشق سے جو معشوق کوئی ہٹکا پھرا
اور وہ منت سے کسی طور نہین ہے بیٹھتا
خوبیان پیسے کی اے یارو کہو مین کیا کیا
دل اگر سنگ سے بھی اُسکا زیادہ تھا کڑا
موم سا ہوگیا جب نام سُنا پپیے کا

دام مین دام کے یارو جو مرا دل ہے اسیر
جیمین خوش رہتا ہے اور دل کی بہت عیش پذیر
اسلیئے ہوتی ہے یہ میری زبان سے تقریر
جس قدر ہو سکا مین نے کیا تحریر نظیر

گلہری کے بچے کا بیان

لیے پھرتا ہے یون تو ہر بشر بچا گلہری کا
ہر اک اُستاد کے رہتا ہے گھر بچا گلہری کا

ولیکن ہے ہمارا اسقدر بچا گلہری کا
دکھاویں ہم کسی لڑکے کو گر بچا گلہری کا
تو دم میں ٹوٹ جائے دیکھکر بچا گلہری کا

سفیدی میں وہ کالی دھاریاں ایسی رہی ہیں بن
کہ جیسے گال پر لڑکوں کے چھوٹے زلف سی ناگن
کناری دار پٹا جسمیں گھونگرو کر رہے چھن چھن
گلے میں ہنسلی پانوں میں کڑے اور ناک میں لٹکن
رہا ہے سر بسر گہنے میں بھر بچا گلہری کا

کسی سردار کے دل میں یہ آیا ایک دن یارو
کہ دیکھے گھر بلا کر عشق بازونکے ہنر کو وہ
کہا اُن سے کہ ہاں اس ڈھب کے استادونکو پاؤ
سو نوکر اُسکا سب میں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لیگیا ہمکو
نہ تھا ہم پاس اُسدم کچھ مگر بچا گلہری کا

وہ دیکھے تو بُری صورت بُرا احوال و پھٹے کپڑے
بڑھے داڑھی کے بال اور زرد منہ آنکھوں میں آنسو سے
بندھی میلی سی پگڑی سر پہ اور ٹکڑے انگرکھے کے
وہ کپڑے گو پھٹے پر ہم بھی بنے ٹھن میں ہیں پورے
لگا رکھتے تھے ایسے وقت پر بچا گلہری کا

جو ہیں اتنے میں ہمکو اس بُرے احوال سے دیکھا
کہا اُسنے کہ پھنستا ہوگا اِنسے کسطرح لڑکا
نظر سے اُسکی ہیں پہنچے جب تو وان اسبات کو تاڑا
کمر کو دیکھ ڈھونڈھی جیب پگڑ ٹکڑا ٹٹولا سجا
وہیں ہمنے نکالا ڈھونڈھ کر بچا گلہری کا

کہیں بیٹھا تھا وان اُسکا برس دس کا اک لڑکا
وہ گویا گد گدا اچھا پری سا چاند کا ٹکڑا
جو ہیں اُسنے وہ بچا آہ یارو اک نظر دیکھا
وہیں لٹو ہوا بولا یہی لونگا یہی لونگا
بٹھا دو جلد میرے ہاتھ پر بچا گلہری کا

یہ کہکر پھر ادھر سے وہ لڑکا شوق میں غش سا ہو
وہیں گھر اسکے آپہنچا جہاں ہم تھے کھڑے یارو
لگا سو منتوں سے مانگنے دیدے تو ہمکو دو
وہ باپ اُسکا پکار زبان نکالو جا بیٹے اسکو

غضب جادو کا رکھتا ہے اثر بچا گلہریکا

برسات کے بیان مین

برسات کا جہان مین لشکر پھسل پڑا
بادل بھی ہر طرف سے ہوا پر پھسل پڑا
جھڑیوں کا مینہ بھی آکے سراسر پھسل پڑا
چھتا کسیکا شور مچا کر پھسل پڑا
کوٹھا جھکا اٹاری جھکی در پھسل پڑا

جتنے نئے تھے مکان اور محلسرا
اُنکی چھتین ٹپکتی ہین چھلنی ہو جابجا
دیوارین بیٹھتی ہین چھپوں کا ہے غل مچا
لاٹھی کو ٹیک کر جو ستون سے ہے کھڑا کیا
چھجا گرا منڈیر کا پتھر پھسل پڑا

جھڑیوں نے اسطرحکا دیا آکے جھڑ لگا
بیٹھے جدھر اُدھر سے دھڑاکے ہی کی صدا
کوئی پکارے ہے مرا دروازہ گر چلا
کوئی کہے ہے ہائے کہوں مین بناؤن کیا
تم در کو جھپٹتے ہو مرا گھر پھسل پڑا

باران جب آکے پختہ مکانوں کے تئین ہلائے
کچا مکان پھر اُسکی بھلا کیونکر تاب لائے
ہر جھونپڑے مین شور ہے ہر گھر مین ہائے ہائے
کہتے ہین یارو دوڑیو جلدی سے وائے وائے
ہائے کے چھپت سو گئے چھپر پھسل پڑا

آکر گرا ہے کسبی جو رنڈیکا اب مکان
اور اُسکے آشنا کی بھی چھت گرتی ہے جہان
کہتا ہے ٹھٹھے باز ہر اک اُنسے آکے وان
کیا بیٹھے چھت کو روتے ہو تم میان یہان
وان چھت لگن کا آپکے سب گھر پھسل پڑا

یان تک ہر اک مکان کے گھسلنے کی ہے زمین
نکلے جو گھر سے اُسکو پھسلنے کا ہے یقین
مفلس غریب پر ہے یہ موقوف کچھ نہین
کیا فیل کا سوار ہے کیا پالکی نشین

آیا جو اس زمین کے اوپر پھسل پڑا

دیکھو جدھر اُدھر کو یہی غُل پکار ہے — کوئی پھنسا ہے اور کوئی کیچڑ میں خوار ہے
پیادہ اُٹھا جو مر کے تو کیچڑ سوار ہے — گرمی کی دھوم دھام یہ کچھ بیشمار ہے
بچہ ہاتھی ریتا اونٹ گر آخر پھسل پڑا

کوچے میں کوئی اور کوئی بازار میں گرا — کوئی گلی میں گر کے ہے کیچڑ میں لوٹتا
رستے کے بیچ پاؤں کسیکا رپٹ گیا — اُس سب جگہ کے گرنے سے آیا جو بچ گیا
وہ اپنے گھر کے صحن میں آکر پھسل پڑا

کرتی ہے گرچہ سب کو پھسلنی زمیں خوار — عاشق کو پر دکھاتی ہے کچھ اور ہی بہار
آیا جو سامنے کوئی محبوب گلعذار — گرنے کا مکر کر کے اُچھل کود ایک بار
اُس شوخ گلبدن سے لپٹ کر پھسل پڑا

کیچڑ کے ہر مکان سے تو بچنا بہت پڑا — پر جب دکھائی دی کھلے بالوں کی اک گھٹا
بجلی بھی چمکے حُسن کی سینہ پرسے نا رسکا — پھسلن جب ایسی آئی تو پھر کچھ نہ بس چلا
آخر وہاں نظیر بھی آکر پھسل پڑا

مخمس بر غزل خود

کیا تو نے حال اُس سے مرے درد کا کہا — اور میرے انتظار کا کیا ماجرا کہا
رنج فراق کچھ نہ کہا تو نے یا کہا — قاصد صنم نے خط کو مرے دیکھ کیا کہا
حرفِ عتاب یا سخنِ دلکشا کہا

آتا ہے ہول اتو مرے دل میں ہو بہو — صبر و قرار ہوتے ہیں خاطر سے ایکسو
جس جس طرح کی باتیں ہوئیں تیرے روبرو — تجھکو قسم ہے کچھ نہ پوشیدہ مجھسے تو

کہیو وہی جو اُسنے مجھے برملا کہا

میں تو کمال ہجر میں ہوں اسکے بیقرار
جلدی سُنا مجھے جو ہوا تجھپہ آشکار
دن رات اُسکے آنے کا رکھتا ہوں انتظار
قاصد نے جب تو سُنکے کہا کیا کہوں میں یار
پہلے تو مجھکو اُسنے بہت ناسزا کہا

ماتھا ہوا عرق عرق شرم بیچ نم
غصّے کی باتیں کہہ چکا جب مجھسے وہ صنم
سنتا رہا میں جو جو کہا اُس نے بیش و کم
پھر مجھکو سو عتاب سے جھنجلا کے دمبدم
کیا کیا کہوں میں تجھسے کہ کیا کیا بُرا کہا

سرنامہ خط کا دیکھتے ہی کھا کے پیچ و تاب
اور یوں کہا کہ جاؤ یہی خط کا ہے جواب
نامے کو دور پھینک دیا ہو کے پُرعتاب
اِسکا مزا چکھاؤنگا جا کر اُسے شتاب
رہ راستی سخن کے تئیں بارہا کہا

میرے جو ہوش سنتے ہی اس بات کے اُڑے
آیا ہوں پُرشتاب خبر کرنے کو تجھے
گھبرا کے جلدی میں نے قدم راہ میں رکھے
میری تو کچھ خطا نہیں تو ہی سمجھ اِسے
بیجا کہا یہ اُسنے تجھے یا بجا کہا

تجھپر تو اُس نگار کی خو بو تھی سب عیاں
اب آنکر کریگا وہ کیا کیا خرابیاں
کیوں نامہ لکھکے تو نے کیا دردِ دل بیان
کہتا تھا میں تجھے کہ نہ بھیج اُسکو خط میاں
لیکن نظیرؔ تو نے نہ مانا مرا کہا

خمسہ در بیان ہولی

میاں تو ہمسے نہ رکھ کچھ غبار ہولی میں
مچی ہے رنگ کی کیسی بہار ہولی میں
کہ روٹھے ملتے ہیں آپسمیں یار ہولی میں
ہوا ہے زور چمن آشکار ہولی میں

عجب یہ ہند کی دیکھی بہار ہولی میں

اب اس مہینے میں پہونچا ہے یان تلک یہ حال
فرشتے کھیلیں ہیں ہولی بنا عبیر گلال
بنا کے چاند و سورج سے آسمان نے تھال
فرشتے کھیلیں ہیں ہولی بنا عبیر و گلال
تو آدمی کا بھلا کیا شمار ہولی میں

سنا کے ہولی جو زہرہ بجاتی ہے طنبور
تو اسکے راگ سے بارہ بروج ہیں معمور
چھچھوندن ستارونکے اوپر پڑا ہے رنگ کا نور
بھوونکے سر پہ یہ ہر دم پکارتی ہے حور
کہ رنگ سے کوئی مت کیجیو عار ہولی میں

جو گھر کے ابر کبھی اس مزے میں آتا ہے
تو یا دلون میں وہ کیا کیا ہی رنگ لاتا ہے
خوشی سے رعد بھی ڈھولک کی گت لگاتا ہے
ہوا کو ہولیان گا گا کے کیا نچاتا ہے
تمام رنگ سے پر ہے بہار ہولی میں

چمن میں دیکھو تو دن رات ہولی رہتی ہے
شراب ناب کی گلشن میں نہر بہتی ہے
نسیم پیار سے غنچے کا ہاتھ گہتی ہے
اور باغبان سے بلبل کھڑی یہ کہتی ہے
نہ چھیڑ مجھکو تو اے بدشعار ہولی میں

گلو میں پہنے ہیں کیا کیا ہی جوڑے رنگ برنگ
کہ جیسے لڑکے یا معشوق پہنتے ہیں تنگ
ہوا سے پتونکے بجتے ہیں تال اور مردنگ
تمام باغ میں کھیلیں ہیں ہولی گل کی ترنگ
عجب طرح کی مچی ہے بہار ہولی میں

امیر جتنے ہیں سب اپنے گھر میں ہیں خوشحال
قبائیں پہنے ہوئے تنگ تنگ گل کی مثال
بنا کے گہری طرح حوض ملکے سب فی الحال
مچاتے ہولیان آپس میں لے عبیر و گلال
یہی ہیں رنگ نئے رنگین نگار ہولی میں

یہ سیر ہولی کی ہمنے تو برج مین دیکھی　　کہین نہ ہوویگی اس لطف کی میان ہولی
کوئی تو ڈھول ہے دامن سے لیکے تا چولی　　کوئی تو مُرلی بجاتا ہے کہہ کنہیا جی
ہے دھوم دھام یہ بے اختیار ہولی مین

گھرونسے سانوری اور گوریان نکل چلیان　　کسمبھی اوڑھنی اور مست کرتی اٹھکیلیان
جدھر کو دیکھین اُدھر مچ رہی ہین رنگ رلیان　　تمام برج کی پریون سے بھر رہین گلیان
مزا ہے سیر ہے در ہر کنار ہولی مین

جو کچھ کہاتی ہے اپلا بہت پیا ماری　　چلی ہے اپنے پیا پاس لے کے پچکاری
گلال دیکھ کے پھر چھاتی کھولدی ساری　　پیا کی چھاتی سے لگتی وہ چاؤ کی ماری
نہ تاب دلکو رہی نے قرار ہولی مین

جو کوئی سیانی ہے اسمین تو کوئی ہے ناکتد　　وہ شور بورتھین سب رنگ سے نپٹ یکچند
کوئی ولاتی ہے سالقن کو یار کی سوگند　　کہ ابتو جامہ و انگیا کے ٹوٹے ہین سب بند
پھر آکے کھیلینگے ہوکر دوچار ہولی مین

نظیر ہولی کا موسم جو جگ مین آتا ہے　　وہ ایسا کون ہے ہولی نہین مناتا ہے
کوئی تو رنگ چھڑکتا ہے کوئی گاتا ہے　　جو خالی رہتا ہے وہ دیکھنے کو جاتا ہے
جو عیش چاہو سو ملتا ہے یار ہولی مین

فقیرون کی صدا

زر کی جو محبت تجھے پڑجائیگی بابا　　دکھ اسمین تری روح بہت پائیگی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترسائیگی بابا　　دولت جو ترے یان ہی نہ کام آئیگی بابا
پھر کیا تجھے اللہ سے ملوائیگی بابا

دولت جو ترے پاس ہے رکھ یاد تو یہ بات
دینے سے اسی کے ترا اونچا رہے ہے ہات
کھا تو بھی اور اللہ کی کر راہ میں خیرات
اور یاں بھی تری گذریگی سو عیش سے اوقات
اور واں بھی تجھے سیر یہ دکھلائیگی بابا

داتا کی تو مشکل کبھی اٹکی نہیں رہتی
اور تو نے بخیلی سے اگر جمع اُسے کی
چڑھتی ہے پہاڑونکے اوپر ناؤ سخی کی
تو یاد یہ رکھ بات کہ جب آویگی سختی
خشکی میں تری ناؤ یہ ڈبوائیگی بابا

دولت جو ترے گھر میں یہ اب پھولی ہے جوں پھول
جو چاہے ترے ساتھ چلے یانسے یہ بھول
مردود بھی کرتی ہے یہ اور کرتی ہے مقبول
زنہار خبردار ہو اس بات پہ مت بھول
یہ خندی ترے ساتھ نہیں جائیگی بابا

اُس سے یہی بہتر ہے تو ہی آپ اسے کھاجا
سب روبرو اپنے سے عشرت میں اُڑاجا
بیٹوں کو رفیقوں کو غریبونکو کھلا جا
پھر شوق سے ہنستا ہوا جنت کو چلاجا
ورنہ تجھے ہر دکھ میں یہ پھنسوائیگی بابا

یہ تو نہ کسی پاس رہی ہے نہ رہے گی
کچھ شک نہیں اسمیں جو بڑھی ہے سو گھٹیگی
جو اور سے کرتی رہی وہ تجھ سے کریگی
جب تک تو جیےگا تجھے یہ چین نہ دے گی
اور مرتے ہوئے پہ یہ غضب لائیگی بابا

جب موت کا ہوویگا تجھے آن کے دھڑکا
جب اسمیں جو اٹکےگا نہ دم نکلےگا پھڑکا
اور نبض تری آن کے دم لیوے گی بھڑکا
کوئیں میں ردے ڈال کے جب دیوینگے کھڑکا
تب تن سے ترے جان نکلجائیگی بابا

تو لاکھ اگر مال کے صندوق بھریگا
ہے یہ تو یقین آخرش اکدن تو مریگا

پھر بعد ترے اسپہ جو کوئی ہاتھ دھریگا / وہ اوج مزا دیکھیگا اور عیش کریگا
اور روح تری قبر مین چلائیگی بابا

اُسکے تو وہان ڈھول کٹ مرونگ بجے گی / اور روح تری قبر مین حسرت سے جلیگی
وہ کھاویگا اور تیرے تئین آگ لگے گی / تاحشر تری روح کو پھر کل نہ پڑیگی
ایسا یہ تجھے گور مین تڑپائیگی بابا

جاویگا تری گور کی جانب جو وہ ناگاہ / ساقی و صراحی و پریزاد کے ہمراہ
رونا مجھے آتا ہے ترے حال پہ واللہ / جب دیکھے گا سو عیش مین تو اسکے تئین آہ
کیا کیا تری چھاتی پہ یہ لہرائے گی بابا

تو جھوٹ ہو چھاتی پہ اگر آن چڑھے گا / تو وان بھی ترے واسطے عامل کوئی جلوا
شیشے مین اُتروا کے تجھے دیوینگے گڑوا / یا خوب سا سُلگا کے کوئی ہاے فلیتا
دھونی بھی تری ناک مین دلوائیگی بابا

گر ہوش ہے تجھ مین تو بخیلی کا نکر کام / اس کام کا آخر کو بری ہوتا ہے انجام
تھو کے گا کوئی کہکے کوئی دیویگا دشنام / زنہار نہ لیگا کوئی ہر صبح ترا نام
بیزاری ترے نام پہ لگوائیگی بابا

کہتا ہے نظیر اب جو یہ باتین تجھے ہر آن / گر مرد ہے عاقل تو اسے جھوٹ نہ تو جان
ٹک غور سے کر گنج پہ قارونکے ذرا دھیان / جیسا ہی اُسے اُسنے کیا خوب پریشان
ویسا ہی مزا تجھکو بھی دکھلائیگی بابا

ایضاً

بٹ مار اجل کا آپہونچا ٹک اسکو دیکھ ڈرو بابا / اب اشک بہاؤ آنکھوں سے اور آہین سرد بھرو بابا

دل ہاتھ اُٹھا اس جینے سے بس من بھر پایا
جب باپ کی خاطر روتے تھے اب اپنی خاطر رو بابا

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

اب جینے کو تم رخصت دو اور مرنے کو مہمان کرو
خیرات کرو احسان کرو یا پن کرو یا دان کرو
یا پوری لڈو بنواؤ یا خاصہ حلوا نان کرو
کچھ لطف نہیں اب جینے کا اب چلنے کا سامان کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دل کو تو اُپاؤ جینے سے اب اور گلے کو مت کاٹو
اب چاٹ فنا کی ٹک چکھو اور خون کسی کا مت چاٹو
دھن چھوڑو حصہ بخش کے اور بیچا جی بیچ تم بانٹو
نا کند چھپر کو دیکھے اب اور وتی مت چھاٹو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اسپ بہت کودا اچھلا اب کوڑا مارو زیر کرو
جب مال اکٹھا کرتے تھے اب تن کا اپنے ڈھیر کرو
گڑھ ٹوٹا لشکر بھاگ چکا اب میاں میں تم شمشیر کرو
تم صاف لڑائی ہار چکے اب بھاگنے میں مت دیر کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

سر کانپا چاندی بال ہوئے منہ پھیلا پلکیں آن جھکیں
قد ٹیڑھا کان ہوئے بہرے اور آنکھیں بھی چندھیا سی گئیں
سکھ نیند گئی اور بھوک گھٹی دل سست ہوا آواز ہیت
جو ہونی تھی سو ہو گزری اب چلنے میں کچھ دیر نہیں

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یاں پانوں گھسٹ کر چلنے سے مت رستے کو حیران کرو
اب آپ بھیگے تم پانی سے مت پانی کا نقصان کرو
اور پوپلے منہ سے روٹی کو مت ململ کر ہلکان کرو
کچھ لاب نہیں ہے جینے میں اب مرنے کی پہچان کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

گر اچھی کرنی نیک عمل تم دنیا سے لیجاؤ گے
اور ایسی دولت چھوڑ کے تم جو خالی ہاتھوں جاؤ گے
تو گھر اچھا سا پاؤ گے اور سکھ سے بیٹھے کھاؤ گے
پھر کچھ بھی نہیں بن آوے گی گھبراؤ گے پچھتاؤ گے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ عمر جسے تم سمجھے ہو یہ ہر دم تن کو چنتی ہے
تم کٹھری باندھو کپڑے کی اور دیکھو اجل سر دھنتی ہے
جس لکڑی کے بل بیٹھے ہو دن رات یہ لکڑی گھنتی ہے
اب موت کفن کے کپڑے کا یاں تانا بانا بنتی ہے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

گھر بار روپے اور پیسے میں مت دل کو تم خرسند کرو
موت آن لتاڑے گی آخر کچھ مکر کرو یا چھند کرو
یا گور بناؤ جنگل میں یا جمنا پر آنند کرو
بس خوب تماشا دیکھ چکے اب آنکھیں اپنی بند کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اونٹ کرایہ کا یارو صندوق جنازہ اٹھی ہے
کس نیند پڑے تم سوتے ہو یہ بوجھ تمہارا بھاری ہے
جو ہو اسوار چلے اس پر پھر گھوڑا ہے نہ ہتنی ہے
کچھ دیر نہیں اب آہ نظیر تیار کھڑی اسواری ہے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دنیا کے تماشے دیکھنے کا بیان

کھول ٹک چشم تماشا یار باشے پھر کہاں — یہ شکار و صید یہ شکرے و باشے پھر کہاں
مال و دولت سونا روپا تولہ ماشے پھر کہاں — دم غنیمت ہے بھلا یہ بود و باشے پھر کہاں
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

دل لگا اُلفت میں اور کر لے پریزادوں کی چاہ — چاند سے مکھڑوں سے مل سورج وشوں پر کر نگاہ
کچھ مزے کچھ لوٹ حظ یہ وقت کب ملتا ہے آہ — کھا لے پی لے سکھ دے اور دے لے دلا لے واہ واہ
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

حسن والوں کے بھی کیا کیا حسن کے عالم ہیں یاں — سانولے گورے سنہری سرخ بادامی گوریاں
کیا سجن کیا کیا دھجیں کیا کیا ہیں چھب چھتیاں — بھولی بھولی صورتیں اور پیاری پیاری انکھڑیاں
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

کتنے میخانوں کے در پر لوٹتے ہیں پی کے مے — کتنے مجلس کر کے سنتے ہیں دف و مردنگ و نے
دیر میں اور مسجد میں کرتے ہیں غل پے بہ پے — ہر طرف دھومیں مچی ہیں وید ہے اور سیر ہے
دیکھ لے دنیا کو ناقل یہ تماشے پھر کہاں

واہ وا کیا کیا نظیر اس خلق کے اطوار ہیں — خوار ہیں سردار ہیں زردار ہیں ناچار ہیں
گدڑیاں ہیں چوک ہیں بستی کہیں بازار ہیں — دشت ہیں صحرا ہیں اور دریا ہیں کہسار ہیں
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

در بیان رمّال و نجومی وغیرہم

جہاں میں کیا کیا خرد کے اپنی ہر اک بجاتا ہے شادیانے — کوئی حکیم اور کوئی مہندس کوئی ہے صاحب کتاب کہانے
کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی نجومی لگا کہانے — جو چاہو کوئی یہ بھید کھولے سب اپنے حیلے ہیں سب بہانے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

ہوا کے اوپر جو آسمان کا بے چوبا خیمہ جو تن رہا ہے
ادھر ہے چاند اور ادھر ہے سورج ادھر ستارہ ادھر ہے آتا
ستارے کی جنبشیں ہیں چلتے ہیں انکی چالیں ادھر کو رہتے
کسیکو مطلق خبر نہیں ہے کہ کب بنا اور کا ہے کا ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

فلک تو کہنے کو دور ہیگا زمین کا اب جو یہ بستر ہی
ہزاروں حکمت کا اک بچھونا یہ پانی اوپر جو بچھ رہا ہے
کھڑے ہیں لاکھوں پہاڑ جیسے فلک سے ٹکرا جا لگا ہے
بہت سے سمجھے نہ ایک جا کی کوئی نہ سمجھا یہ بھید کیا ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

زمین پہ ایک جو آسمان تک بھری ہے لاکھوں طرح کی خلقت
یہ جیسے جلوے دکھا رہی ہے خدا کی صنعت خدا کی حکمت
کہیں ہیں ہاتھی کہیں ہیں چیونٹی کہیں ہیں رائی کہیں ہیں پربت
جو چاہے سمجھے یہ بھید اسکے کسیکو اتنی نہیں ہے قدرت

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کوئی ہے بیخت کوئی ہے روتا کہیں ہے شادی کہیں غمی ہے
کوئی گہستا ہیں کہ ادبر کوئی خوشی سے فلک نشیں ہے
کہیں ترقی کہیں تنزل کہیں کمال اور کہیں یقین ہے
یہ بھید اپنا وہ آپ جانے کسی کو ہرگز خبر نہیں ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب طرح کی وہ نگہیں جو ہر طرح سے جدائی ہے انجانے
کوئی ہے ہنس کر کسی کا ایک ہے پھر حسن یہ ہیں کبھی خدا

جو پاسا پھینکے بنا بنا اور داؤن کتنے ہی ملیں ٹھاتے | جو چاہتا ہی اٹھارہ آوین تو اسکو پڑتے ہیں تین کانے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

عجب یہ شطرنج کا سا نقشہ بچھا ہی دن رات اور سجا | جو بات چاہے ہے کرنے کسی کو نہ آوے پھر وہ اسکو بات سجا
ہزاروں منصوبے باندھے بیٹھے ملیں ہی چالوں کی گھات سجا | نہیں ہے اک چال چوکت قائم سبھوں کی بازی ہی مات سجا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

عجب طرح کے ورق بنے ہین کوئی گدا رکوئی شہا ہے | کسی کے سر پر ہے تاج شاہی کسیکی شمشیر پر جفا ہے
کوئی امیر اور کوئی وزیر ہے کوئی فقیر ہمیں دل خفا ہے | سبھوں کا سچا خیال آیا یہ حق کی قدرت کا گنجفا ہے

پڑے بھٹکتے ہین لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

یہ کون جانے کہ کل کیا کیا اور آج مالک وہ کیا کریگا | لکھے بگاڑے کسے سنوارے کسی کو اندھا و کسی پھریگا
کسی کے گھر کون ہوگا پیدا کسی کے گھر کونسا مریگا | کسی کو ہرگز خبر نہیں ہے کہ کیا کیا اور کیا کریگا

پڑے بھٹکتے ہین لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانین

عجب طرح کا یہ حال ہیگا کہ کہیں دیا کہیں دا | کچھ سوتے جھوٹی کچھ جھوٹے ہاتھی ہنکو [illegible] کوئی پیدا
سبھوں کی گردن [illegible] کسیکا ٹوٹا ہی [illegible] | نظیر اتنی ہی چال کسکی کہاں خدا اور کہاں یہ بندا

پڑے بھٹکتے ہین لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

آٹے دال کا بیان

کیا کہوں یارو میں نقشہ خلق کے احوال کا ۔۔۔ اہل دولت کا چلن یا مفلس و کنگال کا
یہ بیاں تو واقعی ہے ہر کسی کے حال کا ۔۔۔ کیا تونگر کیا غنی کیا پیر اور کیا بالکا
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا اندیشہ ہوتا سد راہ ۔۔۔ تو نہ پھرتے ملک گیری کو وزیر و بادشاہ
ساتھ آٹے دال کے ہے حشمت و فوج و سپاہ ۔۔۔ جا بجا گڑھ کوٹ سے لڑتے ہوئے پھرتے ہیں آہ
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا ہوتا قدم یاں درمیاں ۔۔۔ منشی و میر و وزیر و بخشی و نواب و خان
جاگتے دربار میں کیوں آدھی آدھی رات ہاں ۔۔۔ کیا عجب نقشہ پڑا ہے آہ کیا کہیے میاں
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

اپنے عالم میں یہ آٹا دال بھی کیا فرد ہے ۔۔۔ حسن کی آن و ادا سب اسکے آگے گرد ہے
عاشقوں کا بھی اسی کے عشق سے منہ زرد ہے ۔۔۔ تا بجا کہیے کہ کیا وہ مرد کیا نامرد ہے
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

دلبروں کی چشم ابرو زلف کیا خط خال ہے ۔۔۔ ناز کی شوخی ادائیں حسن لالوں لال ہے
کیا مکھ پتلی ہے کافر کیا ٹھمکتی چال ہے ۔۔۔ غور کر دیکھا ہے جو کچھ ہے سو آٹا دال ہے
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

اب جنہیں اللہ نے یاں کر دیا کامل فقیر ۔۔۔ وہ تو بے پروا سخی داتا ہیں آپ ہی دلپذیر
اور جتنے ہیں وہ سب ہیں دال آٹے کے اسیر ۔۔۔ آن غریبوں کی بھی اب یہ شکل ہوگی ہے نظیر
سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

ایضًا

دنیا کے امیروں میں یہاں جسکا سہا ڈنکا
برباد ہوئے لشکر فوجوں کا تھہ کا ڈنکا
عاشق تو یہ سمجھے ہیں اب دل میں بٹھا ڈنکا
جو بھنگ نہیں انکا بجتا ہے سدا ڈنکا

کونڈی کو نقارے پر سختے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

الفت کی نمرد کی کیفیت کی بوٹی ہے
پیتو کی چپک اسکے کمخواب کی بوٹی ہے
شتم پیکے گلی اس سے پھر کاہیکو چھوٹی ہے
ہیتان نگوڑی کی اب ساتھ پہ ٹوٹی ہے

کونڈی سے نقارے پر سختے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

سہ آن بکھرا اسکے اس ڈھب کا لگا رگڑا
جو پینا کھڑک اسکی ہو بند بھی دگڑا
چپکا ت چپٹا کھرا اور یا ندھہ پھر اکھڑا
کیا سیر کی ٹھہرے کی ٹک چھوڑ کے پیچ جھگڑا

کونڈی کے نقارے پر سختے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

اک پیالہ کے پیتے ہی ہو جاوے نشہ متوالا
آنکھوں میں تری آکر کھلیگا گل لالہ
کیا کیا نظر آوے گی ہریالی وہ ہریالا
آمان کہا میرا اے شوخ سنے لالا

کونڈی سے نقارے پر سختے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

ہیں مست وہی پورے جو کونڈی کے اندر ہیں
دل انکے تیرے دریا جی انکے سمندر ہیں
بیٹھے ہیں جو خم بیٹھ ہو اور چھوٹے مندر ہیں
کہتے ہیں نظیر ہنس ہنس عاشق تو قلندر ہیں

کونڈی کے نقارے پہ خطکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

سب چھوڑ نشہ پیارے پیوے تو اگر سبزی
ہر باغ میں ہر جا میں آجاوے نظر سبزی
کر جاوے وہیں تیری خاطر میں اثر سبزی
تیری بھی نظیر اپنے سینہ میں ہے سبزی

کونڈی کے نقارے پہ خطکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

پیسے کے بیان میں

پیسے ہی کا امیر کے دل میں خیال ہے
پیسا ہی فوج پیسا ہی جاہ و جلال ہے
پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے
پیسے ہی کا تمام یہ تنگ و دوال ہے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا نہ ہو تو باغ کنوئیں پھر کہاں سے ہوں
عیش و طرب کے تکیے دو کے پھر کہاں سے ہوں
کھاجا ٹکیہ پوری اور پوے پھر کہاں سے ہوں
حلوا کچوری مال پوے پھر کہاں سے ہوں

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

جوڑے چمن بہار ہیں پیسے کے واسطے
خوشبو کے پھول ہار ہیں پیسے کے واسطے
گہنے مرصع کار ہیں پیسے کے واسطے
سب نقش اور نگار ہیں پیسے کے واسطے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا

رونق بہار ہوتی ہے پیسے سے سب حصول
پیسا ہی ساری چیز ہے پیسا ہی مردسول
اور جو نہ ہووے چیر پیسے اڑتی ہے خاک دھول
بن پیسے آدمی ہے جہان میں ہیچ ناقبول
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا ہی جس بتاتا ہے انسان کی بات کو
بھائی سگا بھی آن کے پوچھے نہ بات کو
پیسا ہی زیب دیتا ہے بیاہ اور برات کو
بن پیسے یار رو ولھانے آدمی رات کو
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسے نے جس مکان میں بچھایا ہے اپنا جال
پیسے کے آگے کیا ہیں یہ محبوب خوش جمال
کھنچتے ہیں اُس مکان میں فرشتوں کے پر و بال
پیسا پری کو لائے پرستان سے نکال
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

تیغ و سپر اُٹھاتے ہیں پیسے کے واسطے
میدان میں زخم کھاتے ہیں پیسے کے واسطے
تیر و سنان لگاتے ہیں پیسے کے واسطے
یاں تک کہ سر کٹاتے ہیں پیسے کے واسطے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

عالم میں خیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
دوزخ میں فیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
دنیا و دیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
جنت کی سیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

دنیا میں دیندار کہانا بھی نام ہے
پیسا ہی جسم جان ہے پیسا ہی کام ہے
پیسا جہان کے بیچ وہ قائم مقام ہے
پیسے ہی کا نظیر یہ آدم غلام ہے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

ایضاً

گر تجھ میں اسے پیر ویا مہر یا جفا ہے
گر تو وہی جو تیرے اب دل کو خوش لگا ہے
یا راستی کا ملنا یا سر بسر دغا ہے
ہم جانتے نہیں ہیں کچھ نیک و بد کیا ہے
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہے
یاں یوں بھی واہ وا ہے اور ووں بھی واہ وا ہے

کچھ دل میں ہے تو دل کی آبادیاں بھی کر لے
بیداد ہے تو ظالم بیدادیاں بھی کر لے
جو رو ستم کی اپنے استادیاں بھی کر لے
جلاد ہے تو کافر جلادیاں بھی کر لے
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہے
یاں یوں بھی واہ وا ہے اور ووں بھی واہ وا ہے

اب در پہ اپنے ہم کو رہنے دے یا اٹھا دے
عاشق ہیں ہم قلندر چاہے جہاں بٹھا دے
ہم اس طرح سے خوش ہیں رکھ یا ہوا بتا دے
یا عرش پر چڑھا دے یا خاک میں ملا دے
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہے
یاں یوں بھی واہ وا ہے اور ووں بھی واہ وا ہے

گر مر کے جیا دے تو خوب جانتے ہیں
ہم اس طرح بھی تجھ کو محبوب جانتے ہیں
اور جو رہنے دے یا دے تو زندہ جانتے ہیں
اور اس طرح بھی تجھ کو محبوب جانتے ہیں

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

اکدن وہ تھا کہ ہم پر تھے عیش کے وہ ٹھاٹ کے
اب غیر پر کرم ہے اور ہم سے ہین جھڑاکے
یان مطلبون نکلے ہم پر اور غیر پر کڑا کے
ہم سب طرح خوشی ہین سنتا ہے او لڑاکے

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

یا دل سے اب خوشی ہو کر پیار ہمکو پیارے
چیتا رکھے تو ہمکو یا تن سے سر اتارے
یا تیغ کھینچ ظالم ٹکڑے کرے ہمارے
اب نظیر عاشق کہتے ہین یون پکارے

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

مخمس

چمن مین دن کو جو آکر وہ قدم وہ چلتے ہین
خوشی سے تختے بھی ہر شاخ پر اچھلتے ہین
تو رات کو گل آنکھون سے تلوے آنکھون ملتے ہین
وہ چاندنی مین جو تک سیر کو نکلتے ہین
تو مہر کے طشت مین گھی کے چراغ جلتے ہین

سحر کے نور تجلی سے آفتاب کو دیکھ
ہزار رشک سے شرمندگی سے پیچ و تاب کو دیکھ
اور اپنے مکھ سے بہر سے کی تب و تاب کو دیکھ
چراغ صبح یہ کہتا ہے آفتاب کو دیکھ
یہ بزم ہے تو کہو صبا سے کسے ہم تو جلتے ہین

جہان تلک تھا بہار و صحبت وہ دلبر
وفا پہ ظلم تو دیکھا ہے ہم نے اکثر
سبز نہ چاہنے والو [illegible]
قدم و دل سے ہین یا شوق سے [illegible]

یہ کافر انکی بھی چھاتی پہ مونگ دلتے ہین

گلی مین یار کی اے آہ کس طرح جاؤن — نہین ہے اتنی بھی طاقت جو اک قدم رکھون
نہ تن مین خون ہے باقی نہ اب رگون مین خون — ہوا ہون خشک مین یانتک کہ حضرت مجنون

یہ مجھسے کہتے ہین اور اپنے ہاتھ ملتے ہین

ہمارے تم تو ہو ہر رنگ ظاہر و باطن — اٹھائے تمنے بھی غم روز عشق کے گن گن
یہ التجا ہے ہماری کہ خوش ہو آجکے دن — کوئی تو پگڑی بدلتا ہے یار سے لیکن

میان نظیر ہم اب تم سے تن بدلتے ہین

ولہ جھونپڑا

یہ تن جو ہے ہر اک کے اُتارے کا جھونپڑا — اِس سے ہے اب بھی سب کے سہارے کا جھونپڑا
اس سے ہے بادشہ کے نظارے کا جھونپڑا — اسمین ہی ہے فقیر بچارے کا جھونپڑا

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی بھولے بھالے اسی مین سیانے ہین — اسمین ہی ہوشیار اسی مین دوانے ہین
اسمین ہی دشمن اسمین ہی اپنے بیگانے ہین — شاہ و فقیر بھی اپنے اسی مین ٹھکانے ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی لوگ عشق محبت کے مارے ہین — اسمین ہی شوخ حسن کے چاند او ستارے ہین
اسمین ہی یار دوست اسی مین پیارے ہین — شاہ و فقیر بھی اپنے اسمین بچارے ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا — بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی اہل دولت و منعم امیر ہین
اسمین ہی رہتے سارے جہانکے فقیر ہین
اسمین ہی شاہزادہ اسی مین وزیر ہین
اسمین ہی ہین صغیر اسی مین کبیر ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذار یکا جھونپڑا

اسمین ہی چور ٹھگ ہین اسی مین امول ہین
اسمین ہی روتی شکل اسی مین ٹھٹھول ہین
اسمین ہی باجے اور نقارے ڈھول ہین
شا جھونپڑا ابھی اسمین ہی کرتے کلول ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجار یکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی پارسا ہین اسمین لوند ہین
بیدرد بھی اسی مین ہین اور دردمند ہین
اسمین ہی سب پرند اسیمین چرند ہین
شا جھونپڑا ابھی اسی ڈھبے مین بند ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجار یکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذار یکا جھونپڑا

اس جھونپڑے مین رہتے ہین شاہ اور وزیر
اسمین وکیل بخشی و متصدی اور امیر
اسمین ہی سب غریب ہین اسمین ہی سب فقیر
شا جھونپڑا جو کہتے ہین سچ ہے میان نظیر

اپنا نہ مول کا نہ اجار یکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

ایضاً

دنیا مین کوئی شاد کوئی دردناک ہے
یا خوش ہے یا الم کے سبب سینہ چاک ہے
ہر ایک دم سے جان کا ہر دم تپاک ہے
ناپاک تن پلید نجس یا کہ پاک ہے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

ہے آدمی کی ذات کا ایسا بڑا ظہور ہے عرش تا بہ فرش چمکتا ہے جسکا نور
گذرے ہیں انکی قبر پہ جب وحش اور طیور رو رو یہی کہے ہیں ہر اک قبر کے حضور

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

دنیا سے جبکہ انبیا اور اولیا اٹھے اجسام پاک انکے اسی خاک مین رہے
روحین ہین خوب جانین رو جونکے ہین بڑے پر جسم سے تو اب یہی ثابت ہوا مجھے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ شخص تھے جو سات ولایت کے بادشاہ حشمت مین جنکی عرش سے اونچی تھی بارگاہ
مرتے ہی انکے تن ہوئے گلیونکی خاک راہ اب انکے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

کس کس طرح کے ہوگئے محبوب کجکلاہ تن جنکے مثل پھول تھے اور منہ بھی رشک ماہ
جاتی ہے انکی قبر پہ جسدم مری نگاہ روتا ہون جب تو مین یہی کہہ کہکے لیکے آہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ گورے گورے تن کہ جنھونکی تھی دلمین جائے ہوتے تھے میلے انکے کوئی ہاتھ گر لگائے
سو دل سے تن کو خاک بنا کر ہوا اڑائے رونا مجھے تو آتا ہے اب کیا کہون ہائے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

عمدونکے تن کو تانبے کے صندوق مین دھرا مفلس کا تن پڑا رہا ماٹی اوپر پڑا
قائم یہان یہ اور نہ ثابت وہ وان رہا دونون کو خاک کھا گئی یارو کہون مین کیا

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گر ایک کو ہزار روپے کا ملا کفن — اور ایک یوں پڑا رہا بیکس برہنہ تن
کیڑے مکوڑے کھا گئے دونو نکے تن بدن — دیکھا جو ہمنے آہ تو سچ ہے یہی سخن

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

جتنا یہ خاک کا ہے طلسمات بن رہا — پھر خاک اسکو ہونا ہے یارو جدا جدا
ترکاری ساگ پات زہر امرت اور دوا — زر سیم کوڑی لال زمرد اور اُن سوا

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گڑھ کوٹ توپ رہکلہ تیغ و کمان و تیر — باغ و چمن محل و مکانات دلپذیر
ہونا ہے سب کو آہ اسی خاک میں خمیر — میری زباں پہ اب تو یہی بات ہے نظیر

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

بنجارہ نامہ

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا — قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گونیں پلا سر بھارا — کیا گیہوں چانول موٹھ مٹر کیا آگ دھواں اور انگارا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

گر تو ہی ہے لکھی بنجارا اور کھیپ بھی تیری بھاری ہے — اے غافل تجھسے بھی چڑھتا اک اور بڑا بیوپاری ہے
کیا شکر مصری قند گری کیا سانبھر میٹھا کھاری ہے — کیا داکھ منقا سونٹھ مرچ کیا کیسر لونگ سپاری ہے

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

تو بدھیا لادے بیل بھرے جو پورب پچھم جاویگا — یا سود بڑھا کر لاویگا یا ٹوٹا گھاٹا پاویگا
قزاق اجل کا رستے میں جب بھالا مار گراویگا — دھن دولت ناتی پوتا کیا اک کنبہ کام نہ آویگا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

ہر منزل میں اب ساتھ ترے یہ جتنا ڈیرا ڈانڈا ہے
زر دام درم کا بھانڈا ہے بندوق سپر اور کھانڈا ہے
جب نائک تن کا نکل گیا جو ملکوں ملکوں ہانڈا ہے
پھر ہانڈا ہے نہ بھانڈا ہے نہ حلوا ہے نہ مانڈا ہے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب چلتے چلتے رستے میں یہ گون تری ڈھل جاویگی
اک بدھیا تیری مٹی پر پھر گھاس نہ چرنے پاویگی
یہ کھیپ جو تونے لادی ہے سب حصوں میں بٹ جاویگی
دہی پوت جنوائی بیٹا کیا بنجارن پاس نہ آویگی
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

یہ کھیپ بھری جو جاتا ہے یہ کھیپ میاں مت گن اپنی
اب کوئی گھڑی پل ساعت میں یہ کھیپ بدن کی ہے کفنی
کیا تھال کٹوری چاندی کی کیا پیتل کی ڈبیا ڈھکنی
کیا برتن سونے چاندی کے کیا مٹی ہنڈیا چینی کی
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

یہ دھوم دھڑکا ساتھ لیے کیوں پھرتا ہے جنگل جنگل
اک تنکا ساتھ نہ جاویگا موقوف ہوا جب ان اور جل
گھر بار اٹاری چوپاری کیا خاصا تن سکھ اور ململ
کیا چلون پردے فرش نئے کیا لال پلنگ اور رنگ محل
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

کچھ کام نہ آویگا تیرے یہ لعل و زمرد سیم و زر
جب پونجی باٹ میں بکھریگی ہر آن بنیگی جان اوپر
نوبت نقارے بان نشان دولت حشمت فوجیں لشکر
کیا مسند تکیہ ملک مکان کیا چوکی کرسی تخت چھپر
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیوں جی پر بوجھ اٹھاتا ہے ان گونوں بھاری بھاری کے
جب موت کا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہیں بیوپاری کے
کیا ساز جڑاؤ زر زیور کیا گوٹے تھان کناری کے
کیا گھوڑے زین سنہری کے کیا ہاتھی لعل عماری کے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

مغرور نہ ہو تلواروں پر مت پھول بھروسے ڈھالوں کے
سب پٹا توڑ کے بھاگینگے منہ دیکھ اجل کے بھالوں کے

کیا ڈبے موتی ہیروں کے کیا ڈھیر خزانے مالوں کے   کیا بقچے تاش مشجر کے کیا تختے شال دوشالوں کے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیا سخت مکان بنواتا ہے خم تیرے تن کا ہے پولا   تو اونچے کوٹ اٹھاتا ہے واں گور گڑھے نے منہ کھولا
کیا رینی خندق رند بڑے کیا برج کنگورا انمولا   گڑھ کوٹ رہکلہ توپ قلعہ کیا شیشہ دارو اور گولا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلیگا بنجارا

ہر آن نفع اور ٹوٹے میں کیوں مرتا پھرتا ہے بن بن   ٹک غافل دل میں سوچ ذرا ہے ساتھ لگا تیرے دشمن
کیا لونڈی باندی دائی دوا کیا بند چیلا نیک چلن   کیا مندر مسجد تال کنواں کیا کھیتی باڑی پھول چمن
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب مرگ پھرا کر چابک کو یہ بیل بدن کا ہانکے گا   کوئی تاج سمیٹے گا تیرا کوئی گون سیے اور ٹانکیگا
ہو ڈھیر اکیلا جنگل میں تو خاک لحد کی پھانکیگا   اس جنگل میں پھر آہ نظیر اک تنکا آن نہ جھانکیگا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

ایضاً خمسہ

ہمیشہ آکے وہ والا صفات کوٹھے پر   سخن کی گھولے ہے قند و نبات کوٹھے پر
لگا نہ تیب کی دہشت سے گھات کوٹھے پر   رہے جو شب کو ہم اس گل کے ساتھ کوٹھے پر
تو کیا بہار سے گذری ہے رات کوٹھے پر

ادھر سے ساقی و مطرب بھی ہو گئے یکجا   ادھر وہ یار ادھر ناچ راگ بھی ٹھہرا
عجب بہار کی اک انجمن ہوئی برپا   یہ دھوم دھام رہی صبح تک اہا ہا ہا
کسی کی اتری ہو جیسے برات کوٹھے پر

حجاب دور ہوا دور جام کی ٹھہری   لگیں نکلنے جو کچھ حسرتیں تھیں دلمیں بھری

بہت دنوں سے اسی بات کی تمنا تھی — مکان جو عیش کا ہاتھ آیا غیر سے خالی
سٹے کے چلنے لگے پھر تو ہاتھ کوٹھے پر

جو عیش سنکے رقیبوں کے دل مین آگ لگی — تو چور بنکے چڑھے اور منڈیر پہ آ پکڑی
ادھر وہ یار اُدھر سے لاٹھی باٹھی کی — گرایا شور کیا گالیان دین دھوم مچی
عجب طرح کی ہوئی واردات کوٹھے پر

اکیلے بیٹھے ہو تم پشت بام پر اس آن — ہمین بلاؤ تو کچھ عیش کا بھی ہو سامان
یہ بات پردے ہی پردے مین لیجیے پہچان — لکھین ہم عیش کی تختی کو کس طرح انجان
قلم زمین کے اوپر اور دوات کوٹھے پر

میاں یہ ہاتھ پہ ہم دل جواب لیے ہیں کھڑے — اور ایک بوسے کی قیمت پہ بیچتے ہیں گے
جو لیجیے تو یہ ترکیب خوب ہے پیارے — کمند زلف کی لٹکا کے دل کو لے لیجے
یہ جنس یون نہین آنیکی ہاتھ کوٹھے پر

کدھر چھپے ہو ذرا منھ تو ہم کو دکھلاؤ — ہمارے حال کے اوپر بھی کچھ ترس کھاؤ
سجنو سنتے ہو ہر اک سے کہتے ہو آؤ — خدا کے واسطے زینے کی راہ بتلاؤ
ہمین بھی کہنی ہے کچھ تم سے بات کوٹھے پر

ہوا جو وصل میسر بفضل رب قدیر — کنارہ بوس کی آپس مین پھر ہوئی تدبیر
ہوئی جو عیش تو کس کس کی اب کرین تقریر — لپٹ کے سوئے جو اُس گلبدن کے ساتھ نظیر
تمام ہو گئین حل مشکلات کوٹھے پر

ایضاً

جب یار نے اُٹھائی چھڑی تب خبر ہوئی — اور وہ وہین اک بدن پہ جڑی تب خبر ہوئی

اُلفت کی آگ دل میں پڑی تب خبر ہوئی   جب آنکھ اُس صنم سے لڑی تب خبر ہوئی
غفلت کی گرد دل سے جھڑی تب خبر ہوئی

جبتک چڑھی جوانی تھی اور بال تھے سیاہ   اُلفت کسی سے پیار محبت کسی سے چاہ
آئی شراب اسمین پڑا پیچ کی خواہ مخواہ   پہلے کے جام مین نہوا کچھ نشہ تو آہ
دلبر سے دی جب اُس سے کڑی تب خبر ہوئی

تھے جب تلک ادھیڑ رہے تو بھی ولولے   اور جب سفید ہو گئے ہو کے برف کے ڈلے
یارون سے جب تو بولے کہ لو یارو ہم چلے   لائے تھے ہم تو عمر بیابان لکھا دیے
جب سیاہی پہ سفیدی چڑھی تب خبر ہوئی

اُس حال پہ بھی کچھ نہوئی دید اور شنید   دانتون نے اسمین آن کے ہلچل پڑی شدید
نقشی قضا کا کھنچنے لگا جنس کی رسید   ڈاڑھین لگین اُکھڑنے کو دندان سے ہو شہید
مجلس مین چل بچل یہ پڑی تب خبر ہوئی

اُس لو پلپلے ہی منھ سے لگے کرنے پھر پناہ   کانوں نے اسمین آن کے پردے ہوئے تباہ
گردن پھر اسمین ہل گئی کم ہو گئی نگاہ   ہل دانت بھی ہلے سستی پہ جب آنکھین چلین تو آہ
جب لاگی آنسوؤن کی جھڑی تب خبر ہوئی

ڈھاتے تھے وان وجود تو تن کی تھلسرا   پر گھر بنا رہے تھے دو والین اُٹھا اُٹھا
اُسمین قضا کا راج جو کوٹھے پہ آ چڑھا   شہتیر سا وہ تند تھا سو خم ہو کے جھک گیا
گرنے لگی کڑی پہ کڑی تب خبر ہوئی

چھاتی پہ چڑھ قضا نے لیا جب گلے کو گھونٹ   پانی کا پھر تو آہ نہ اُترا گلے سے گھونٹ
اُکھڑے نے بدن بھی جا لگی رگ رگ سے چھوٹ چھوٹ   تنچا دکھا یا شیر نے تو بھی یہ سمجھے جھوٹ

جب چاپ لی گلے کی نٹڑی تب خبر ہوئی

کاندھے پہ رکھ کے پالکی جب سے چلے کہار ۔ اور غل مچا کے بولے کہ جلدی سے ہو سوار
اکثر نہا کے آپ بھی جلدی ہوئے تیار ۔ کپڑے بدل کے عطر لگا پہن پھول ہار
نکلی سواری دھوم پڑی تب خبر ہوئی

جب پالکی میں چڑھ کے چلا آپ کا بدن ۔ کلمہ نقیب پڑھتے چلے ساتھ کر کفن
تب بھی یہ کہتے تھے کہ ہوا کون بے وطن ۔ جب آئے اُس گڑھے میں نظیر اور ہزار من
اوپر سے آ کے خاک پڑی تب خبر ہوئی

مخمس بر غزل امیر خسرو

کب لالہ و گل کر سکیں عارض سے تیرے ہمسری ۔ قد سے خجل سرو سہی رفتار سے کبک دری
محبوب تجھ سے سیکھ لیں ناز و ادا اور دلبری ۔ ای چہرہ زیبای تو رشک بتان آزری
ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری

ہو شور تیرے حسن کا لیکر زمیں تا چرخ تک ۔ و ذرات صورت کو تری شمس و قمر رہتے ہیں تک
دیکھے ہے جو تیرے تئیں کہتا ہے یہ یک بیک ۔ یا نقش مہ بند و فلک کس را نہ دیدست این نمک
حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری

تیرا رخ اے رعنا صنم جس کی نظر دیکھے ہے جو ۔ چھوڑے ہے وہ ایمان کو باندھے ہے وہ زنار کو
دیوانہ تیرے عشق میں کیسے نہیں کچھ ایک دو ۔ عالم ہمہ یغمای تو خلق جہاں شیدای تو
این نرگس رعنای تو آوردہ رسم کافری

ہے خلق و خوبی میں کبرا [illegible] سے وہ نازنیں ۔ بہزاد و مانی دیکھتے تو ہوتے وہ حیرت قرین
گر ایسی پالکی راست کا ہے کچھ نہیں مجھ کو یقین ۔ صورتگر زیبای چین [illegible]

صورت بکش یا اینچنین یا ترک کن صورتگری

ہین خلق مین ہر سو عیان رنگین ادا زیبا صنم
گلگون قبا نازک بدن سو زیب و زینت سے بہم
کی غور تو سچ ہے یہی مجھکو محبت کی قسم
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آیا نظیر جس روز سے تجھسا شکر لب مہ لقا
ابرو کمان جادو نظر شیرین سخن عشوہ زا
اپنے وطن کو چھوڑ کر مثل نظیر مبتلا
خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بنگری

خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

کل ہم جو گئے باغ مین ٹک لطف اٹھانے
اور دل کو لگے سیر گلستان کی دکھانے
اتنے مین کہون کیا تجھے ای یار یگانے
بربود دلم در چمنے سرو روانے
زرین کمرے سیم برے موے میانے

وہ شوخ کہ عالم مین نہ دیکھا ہو کسی نے
وہ حسن کہ جسنے ہو رتبے پایا نہ پری نے
کیا تجھسے کہون اسکی مین خوبی کے قرینے
خورشید رخے ماہ وشے زہرہ جبینے
یاقوت لبے سنگدلے تنگ دہانے

گلفام گل اندام دلارام نکوئے
دلدار دل آزار جفاکار دو روئے
آہو صفتے کبک تکے عنبرین موئے
بیداد گرے کج کلہے عربدہ جوئے
شکر شکنے تیر قدے سخت کمانے

ابرو خم طاق حرم و زلف کنشتی
قد شاخ گل طوبے و رخ رشک بہشتی
تل نقش سویدای دل اور خط لب کشتی
جادو نظری عشوہ گری حسن سرشتی

آسیب دہے رنج تنے آفت جانے

وہ رخ کہ ہر اک شوخ پریزاد کو شہدے — وہ زلف کہ سنبل جسے بیتاب ہو کد ہے
گر حور کبھی دیکھے تو اُسے جان مین رہ کا — عیسیٰ نفسے خضر رسے یوسف حد سے

جم مرتبۂ تاجورے شاہ جہانے

شمشیر نگہ تیر مژہ قاتل خلقے — غارتگرے برباد دہے حاصل خلقے
مشہور جہان فتنۂ جان مقبل خلقے — تنگ شکرے چون شکرے دل خلقے

شوخے نمکینے چو نمک شور جہانے

کیا اُسکی مین تعریف کہون حُسن ادا کی — ہے ختم دو عالم کی اُسی شوخ پہ خوبی
پھر مثل نظیر اُس بتِ رعنا سے لگا جی — بے زلف و رخ لعل لب و شدہ سعدی

آسے و بخارے و غبارے و دخانے

ایضاً

جو فقر مین پورے ہین وہ ہر حال مین خوش ہین — ہر کام مین ہر دام مین ہر حال مین خوش ہین
گر مال دیا یار نے تو مال مین خوش ہین — بے زر جو کیا تو اُسی احوال مین خوش ہین

افلاس مین ادبار مین اقبال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

چہرے پہ ملامت نہ جگر مین اثر غم — ماتھے پہ کہین چین نہ ابرو مین کہین خم
شکوہ نہ زبان پر نہ کبھی چشم ہوئی نم — غم مین بھی وہی عیش الم مین بھی وہی دم

ہر بات ہر اوقات ہر افعال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر یار کی مرضی ہوئی سر جوڑ کے بیٹھے
گھر بار چھڑایا تو وہین چھوڑ کے بیٹھے
منہ موڑا جدھر اونکو وہین منہ موڑ کے بیٹھے
گدڑی جو اوڑھائی تو وہین اوڑھ کے بیٹھے
دکھ درد مین آفات مین جنجال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر اُسنے دیا غم تو اُسی غم مین رہے خوش
جسطور رکہا اُسنے اُسی عالم مین رہے خوش
کھانیکو ملا کم تو اُسی کم مین رہے خوش
جسطرح رکھا اُسنے اُسی دم مین رہے خوش
گر شال اوڑھائی تو اُسی شال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

جینے کا نہ اندوہ نہ مرنیکا ذرا غم
یکسان ہے انھین زندگی و موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ اِک دم
نے شب کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم
دن رات گھڑی مہ و سال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر اُسنے اوڑھایا تو لیا اوڑھ دوشالا
کمل جو دیا تو وہی کاندھے پہ سنبھالا
چادر جو اوڑھائی تو وہی ہو گئی بالا
بندھوائی لنگوٹی تو وہین ہنس کے کہا لا
پوشاک مین دستار مین رومال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

کچھ اُنکو طلب گھر کی نہ باہر سے انھین کام
تکیہ کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے انھین کام
اشغال کی ہوس دل مین نہ مندر سے انھین کام
مسجد سے نہ مطلب نہ تو اکبر سے انھین کام
میدان مین بازار مین چوپال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

انکے تو جہاں میں عجب عالم ہیں نظیر آہ — اب پسے تو دنیا میں ولی کم ہیں نظیر آہ
کیا جانے فرشتے ہیں کہ آدم ہیں نظیر آہ — ہر وقت ہیں ہر آن میں خرم ہیں نظیر آہ

جس ڈھال میں رکھا وہ اسی ڈھال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

ایضاً

اے آئینہ کو ہاتھ میں اور بار بار دیکھ — صورت میں اپنی قدرت پروردگار دیکھ
خال سیاہ اور خطِ مشکبار دیکھ — زلف دراز طرۂ عنبر نثار دیکھ

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

آئینہ کیا ہے جان ترا پاک صاف دل — اور خال کیا ہیں تیرے سویدائے رخ کے تل
زلف دراز فہم رسا سے رہے ہے مل — لاکھوں طرح کے پیچ ہی ہیں ہم سے ہیں کھل

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

مشک تتار و مشک ختن بھی تجھی میں ہے — یاقوت سرخ و لعل یمن بھی تجھی میں ہے
نسرین و سوتیا و سمن بھی تجھی میں ہے — القصہ کیا کہوں کہ چمن بھی تجھی میں ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

سورج مکھی کے گل کی جو دل میں تاب ہے — تو اپنے منہ کو دیکھ کہ خود آفتاب ہے
گل اور گلاب کا بھی تجھی میں حساب ہے — رخسار تیرا گل ہے پسینہ گلاب ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس کے پھول پر تو نہ اپنا گمان کر
اپنے سوا کسی پہ نہ ہرگز تو دھیان کر
اور سرو سے بھی دل نہ لگا اپنا جان کر
یہ سب سمار ہے ہین تجھی مین تو آن کر

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس وہ کیا ہے جان تری چشم خوش نگاہ
گر سیر باغ چاہیے تو اپنی کر تو چاہ
اور سرو کیا ہے یہ ترا قدِ دراز آہ
حق نے تجھی کو باغ بنایا ہے واہ واہ

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

گر دل مین تیرے قمری و بلبل کا دھیان ہے
سب تو ہی باغ اور تو ہی باغبان ہے
تو ہونٹھ تیرے قمری ہین بلبل زبان ہے
باغ و چمن ہین جتنے تو اُن سب کی جان ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

بیلا گلاب سیوتی نسرین و نسترن
جتنے جہان مین پھولے ہین پھولونکے انجمن
داؤدی جوہی لالہ و را بیل یاسمن
یہ سب تجھی مین پھول رہے ہین چمن چمن

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

باغ و چمن کے غنچہ و گل مین نہو اسیر
قمری کی سن صفیر نہ بلبل کی سن صفیر

اپنے تئیں تو دیکھ کہ کیا ہو ارے نظیرؔ — ہیں حرف میں حرف کے یہ معنی کہ ایچھیے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

ولہ

جتنے تو دیکھتا ہے یہ پھل پھول پات بیل — سب اپنے اپنے کام کی ہیں کر رہے جھمیل
لاتا ہے یاں سو ناتھ جو رشتہ ہے سو نکیل — جو غم پڑے سو اسکو تو اپنے ہی تن پہ جھیل

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ صورتیں جو دیکھے ہے مت انسے دل لگا — پڑتیں ہیں سو تیاں انھیں آیا رت جگا
شجرہ کلاہ پھینک اوڑا دے جھکا لکا — آگے کو چھوڑ ناتھ نہ پیچھے کو رکھ تگا

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

جب تو ہوا فقیر تو ناتا کسی سے کیا — چھوڑا کنبہ تو پھر رہا رشتہ کسی سے کیا
مطلب بھلا فقیر کو یا کسی سے کیا — دلبر کو اپنے چھوڑ کے ملنا کسی سے کیا

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

تیری نہ یہ زمیں ہے نہ تیرا آسمان — تیرا نہ گھر نہ بار نہ تیرا یہ جسم و جان
اسکے سوا کہ جب ہوا تو فقیر بان — کوئی ترا رفیق نہ ساتھی نہ مہربان
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل — یاں تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دیتا ہے وہ لکھوا جو اپنے تو وہی اُس کی بات
جس بات سے کم ہو ترے جیتے ہوئے کا سات
اور یہ جو تجھے کرتے ہیں ململ سے کڑھی بات
مارا پڑیگا دیکھ نہ کھا اُٹھتے آٹ کھات
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ اُلفتیں کہ ساتھ ترے آٹھ پہر ہیں
یہ اُلفتیں نہیں ہیں مری جان قہر ہیں
جتنے یہ شہر دیکھے ہیں جادو کے شہر ہیں
جتنی مٹھائیاں ہیں مری جان زہر ہیں
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

خوباں کے یہ جو چاند سے مکھ پر پڑے ہیں بال
مارا ہے تیرے واسطے صیادوں نے یہ جال
یہ بال بال اب ہے ترے جان کا وبال
پھنسیو خدا کے واسطے اس میں نہ دیکھ بھال
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

جسکا تو ہے فقیر اُسی کو سمجھ تو یار
مانگے تو مانگ اُسی کی ڈیوڑھی پہ نقد کیا اُدھار
دیوے تو لے وہی جو نہ دیوے تو دم نہ مار
اُسکے سوا کسی سے نہ رکھ اپنا کاروبار
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دنیا اسے نہ جان یہ دریا ہے قہر وار
لاکھوں میں اس سے کوئی اُتر کر ہوا ہے پار
جب تو بہا تو پھر نہ ملے گا تجھے کنار
ملاح یاں نہ ناؤ نہ بلّی نہ ہے سہار
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دنیا نہ کہہ اسے یہ طلسمات ہے میاں
شکلیں جو دیکھتا ہے یہ جادو کی ہیں عیاں
یہ جانور یہ باغ یہ گلزار یہ مکان
سب کچھ ترے تئیں ہے یہ دھوکے کی ٹٹیاں

گر ہے فقیر تو تو نہ کر یاں کسی سے میل
یاں تو جھڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

کیا فائدہ اگر تو ہوا نام کا فقیر
ایسا ہی تھا تو فقر کو ناحق کیا اندھیر
ہو کر فقیر تو بھی رہا خیال میں اسیر
ہنستا اسی سخن کے ہیں قائل میاں نظیر

گر ہے فقیر تو تو نہ کر یاں کسی سے میل
یاں تو جھڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

ایضاً

جو انکھیں نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا
دیا فلک نے ہمیں بھی یہ سم جدائی کا
پتہ نہ کچھ تھا درد و الم جدائی کا
بُرا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

گھڑی گھڑی ہمیں اٹھتے ہیں تڑپ کے دل سے آہ
جو کوئی شکل مری دیکھتا ہے اب واللہ
جگر کے ٹکڑے نکلتے ہیں اشک کے ہمراہ
یہی کہے ہے وہ سینے سے سر دبا کر آہ

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

مجھے نہ کیجو تنگ مرے دل میں داد و بیداد
نہ جی کو چین نہ آنکھوں کو خواب نہ دل شاد
کہ تھے جو عیش و طرب سبھی وہ ہو گئے برباد
بھلا میں کس سے اب اس ظلم کی کروں فریاد

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

کبھی تو یار کے آنے کی راہ تکتا ہوں
گلی میں اسکی کبھی جا کے سر پٹکتا ہوں
کبھی تو آہ ہو جنگل میں جا بھٹکتا ہوں
نکلتی جان نہیں اور پڑا سسکتا ہوں

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

پھروں ہوں دشت بیاباں میں یا بدن غمناک
جلاتا آہ کے شعلے سے سب خس و خاشاک
خراب حال جگر خستہ اور گریباں چاک
پہ جیسے آن پڑے غم وہ کیا چھپے پر خاک

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

مری جو چشم سے دو نہر اشک بہتی ہیں
جو آشنا ہیں مرے مجھکو دیکھ رہتے ہیں
تو جان و دل مرے کیا کیا عذاب سہتے ہیں
سب اپنے جیتے سے مل مل کے ہاتھ کہتے ہیں

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو میں کسی کی طرف کو کبھی کروں ہوں گزار
پیالہ چشم کا آنسو سے بھر کے ہے خوار
تو دیکھ مجھکو پریشان خراب خستہ و خوار
جگر سے کھینچ کے آہ اور یہی کہے ہے پکار

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

کبھی چمن کو جو گھبرا کے ہوں نکل جاتا
تو واں بھی ہائے ذرا دل نہیں ہے ٹھہراتا

جدھر کو جاؤں اُدھر غم جگر کو ہے کھاتا
عجب خرابی ہے کچھ ہائے بن نہیں آتا

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو کوئی ہجر میں روتا تھا عاشق محروم
ابھی جو تجھ پہ بھی آکر فراق کی ہے دھوم
میں ہنس کے کہتا تھا دل میں عبث یہ ہے مغموم
وہ اُسکا درد تجھے ہائے اب ہوا معلوم

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو کوئی پوچھے ہے کیا تجھ کو ہو گیا ہے ملال
میں اسکو جس گھڑی بتلاتا ہوں اپنا حال تباہ
کہ جس سبب سے تو پھرتا ہے ایسا شکستہ
تو بھر کے آنکھوں میں آنسو ہی وہ ہے کہتا

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

نہ بھوک لگتی ہے نہ نیند منہ دکھاتی ہے
نہ دل لگی نہ کوئی چیز مجھکو بھاتی ہے
جو دن ہے بچ ہے تو رات مجھکو کھاتی ہے
کلیجہ لوٹے ہے اور چھاتی اُمڈی آتی ہے

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

نہ سیر ہے سیر کی مجھکو نہ اپنے تن کی خبر
نہ دو جہان کی غم کا اور کچھ نہ پیرہن کی خبر
نہ یاد باغ کی ہے اور نہ شہر بن کی خبر
نہ ہوش دل کا ہے مجھکو نہ تن بدن کی خبر

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو مجھ پہ آن پڑا دن سیاہ مت پوچھو
سوائے مرگ نہیں اب پناہ مت پوچھو
ہوا ہوں ہجر میں ایسا تباہ مت پوچھو
جو ظلم مجھ پہ گذرتا ہے آہ مت پوچھو

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جدائی ہائے محبت کی کیا بری ہے شے
نظیر پھر گئے اب غم میں روئیے تا کے
کرو ل نہ بزم میں بہلے نہ خوش لگے ہے ہے
بہت برا ہے یہ عاشق کے حق میں ہجر کی شے

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

در بیان فراق

جیسے تمکو لگیا ہے یہ فلک ظلم کہیں
ہم پہ جو گذرا ہے وہ گذرا کسی پر کم کہیں
جی ترستا ہے کہیں اور چشم ہے پرنم کہیں
نے تسلی ہے نہ دلکو چین ہے اکدم کہیں

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

ہر گھڑی آنسو بہانا دیدۂ خونبار سے
آہ و نالہ کھینچنا ہر دم دل بیمار سے
رات دن سر کو پٹکنا ہر در و دیوار سے
ہے برا احوال اپنا ہجر کے آزار سے

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

نے کسی سے مہر و الفت نے کسی سے پیار ہے
دل ادھر سینے میں تڑپے جی ادھر بیمار ہے
نے رفیق اپنا کوئی اور نے کوئی غمخوار ہے
کیا کہیں اب تو بہت مٹی ہماری خوار ہے

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

گھر میں جی بہلے نہ باہر انجمن میں دل لگے
نے بہاروں میں نہ صحرا میں نہ بن میں دل لگے
نے خوش آوے سیر نے سرو و سمن میں دل لگے
اب تو تم بن نے گلستاں نے چمن میں دل لگے

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر ہم کہیں اور ہم کہیں

پر نہیں اڑ کر تمہارے پاس جو آ جائیے
چشم تر اور داغ سینے کے کسے دکھلائیے
جی ہی جی میں کب تلک خون جگر کو کھائیے
دل سمجھتا ہی نہیں کیونکر اسے سمجھائیے

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

اب جو اپنے حال پر ہم خوب کرتے ہیں نگاہ
ہائے کیا کیا ظلم و ستم ہم سہتے ہیں کیا کہئے آہ
ہر گھڑی شل نظیر اپنی ہے حالت تباہ
بن ملے اب تو نظیر آتا نہیں ہرگز نباہ

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

در بیان سخاوت عشرت

زردار ہے تو ہرگز مت مار اپنے من کو
جو خرچنے میں چاہیں چل تو بھی اس چلن کو
تن زیب تن کو کھو مت، ستا نہ اپنے تن کو
ہر شے کا ہے یہ نکتہ رکھ یاد اس سخن کو

دل کی خوشی سے کھا کھیل ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جا بیٹھ میکدے میں سب درد و غم سے چھٹ کر
بھر جام گلابی مے کی پیالے الٹ پلٹ کر
محبوب دلبروں سے خوش ہو لپٹ لپٹ کر
پی دودھ اور بتاشے میوہ مٹھائی چکھ کر

دل کی خوشی کی خاطر چکھیڑ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

تھیلی میں جتنی جو کچھ سے لے سو کھا جا
تاش اور بادلے میں یکبار جگمگا جا
پائی پہیل مت بن داتا سخی کہا جا
الکھ دم تو اپنا ڈنکا من مانتا بجا جا

دل کی خوشی کی خاطر چکھیڑ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

صندوق میں جو زر ہے اس کو بھی لے کے اڑا دو
مے کے بہا کے نالے طبلوں کو ٹھکرا دو
کوٹھے مکان حویلی سب کھو دو کر کھلا دو
کنکریوں تلک جلا دو اینٹوں تلک اڑا دو

دل کی خوشی کی خاطر چکھیڑ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جو جو بخیل کٹ من زر چھوڑ کر مرے گا
یا کھائے گا جنوائی یا نالہ لے لگے گا
شیرا وہی ہے جو کچھ راہِ خدا میں دے گا
کھاتا کھلاتا ہنستا تو بھی سدا رہے گا

دل کی خوشی کی خاطر چکھیڑ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

گر آپ جی سکا کچھ کچھ جاودانہ مل سکا
تا ایک پہر اور کوئی ٹھہر سکا نہ تیرے دل کا
آگے سے تو بھی دل سے پیدا ہو تو اس کا
کر فکر اپنے دل میں کچھ آج کا نہ کل کا

دل کی خوشی کی خاطر چکھیڑ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جسنے یہ زر دیا ہے پھر وہ ہی دھن بھی دیگا
مال و مکان حویلی باغ و چمن بھی دیگا
جیتا رہیگا جبتک کھانے کو دان بھی دیگا
مرجاویگا تو وہ ہی تجھکو کفن بھی دیگا
دلکی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال و دھن کو
گھر میں دھرے ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جتنے گھر میں دھن ہیں سب کھالے اور کھلالے
رکھ دھن اسی کی دل میں اب کھالے اور کھلالے
اپنا سمجھ اسی کو جب کھالے اور کھلالے
اب تو نظیر تو بھی سب کھالے اور کھلالے
دلکی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال و دھن کو
گھر میں دھرے ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

در تعریف طفلی

کیا دن تھے یارو وہ بھی تھے جبکہ بھولے بھالے
نکلے تھی دائی لیکر پھرتی کبھی ددا لے
چوٹی کوئی رکھا لے بدھی کوئی پہنا لے
ہنسلی گلے میں ڈالے منت کوئی بڑھا لے
موٹے ہوں یا کہ دبلے گورے ہوں یا کہ کالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

دل میں کسی کے ہرگز نے شرم نے حیا ہے
آگا بھی کھل رہا ہے پیچھا بھی کھل رہا ہے
پہنے پھرے تو کیا ہے ننگے پھرے تو کیا ہے
یاں یوں بھی واہ وا ہے اور یوں بھی واہ وا ہے
کچھ کھالے اسطرح سے کچھ اسطرح سے کھالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

مرجاوے کوئی تو بھی کچھ انکا غم نہ کرنا
نے جانے کچھ بگڑنا نے جانے کچھ سنورنا
انکی بلا سے گھر میں ہو تنگ یا کہ گھرنا
جس بات پر یہ مچلا پھر وہ ہی کر گذرنا

ہاں اوڑھنی کو بابا پگڑی کو بیچ ڈالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

جو کوئی چیز دیوے نت ہاتھ اوڑتے ہیں
گڑ بیر مولی گاجر سب منہ میں گھونٹتے ہیں
بابا کی مونچھ ماں کی چوٹی کھسوٹتے ہیں
گردوں میں اٹ رہے ہیں خاکوں میں لوٹتے ہیں

کچھ مل گیا سو پی لے کچھ بن گیا تو کھا لے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

جو ان کو دو سو کھالیں پھیکا ہو یا سلونا
ہیں بادشہ سے بہتر جب مل گیا کھلونا
جس جا پہ نیند آئی پھر واں ہی ان کو سونا
پروا نہ کچھ پلنگ کی نے چاہیے بچھونا

بھونپو کوئی بجا لے پھرکی کوئی پھرا لے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

یہ بالپن کا یارو عالم عجب بنا ہے
یہ عمر وہ ہے اس میں جو ہے سو بادشا ہے
اور سچ اگر یہ پوچھو تو بادشہ بھی کیا ہے
اب تو نظیر میری سب کو یہی دعا ہے

جیتے رہیں سبھی کے آس و مراد والے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

موسم زمستان

جب ماہ اگہن کا ڈھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
اور ہنس ہنس پوس سنبھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
دن جلدی جلدی چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
پالا برف پگھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
چلا غم ٹھونک اچھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

[illegible]
تھر تھر کا زور اکھاڑا ہو بجتی ہو سب کی بتیسی

ہو شور رپھیو ہو ہو کا اور دھوم ہو سی سی کی	کلّہ پہ کلّہ لگ لگ کر چلتی ہو منہ میں چکّی سی
ہر دانت چنے سے دَلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی	
ہر ایک مکاں میں سردی نے آ باندھ دیا ہو یہ چکّر	جو ہر دم کپ کپ ہوتی ہو ہر آن کڑاکڑ اور تھر تھر
بیٹھی ہو سردی رگ رگ میں اور برف پگھلتا ہو پتھر	جھڑ باندھ مہاوٹ پڑتی ہو اور تس پر لہریں لے لے کر
سنّاٹا باد کا چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی	
ہر چار طرف سے سردی ہو اور صحن کھلا ہو کوٹھے کا	اور تن میں نیمہ شبنم کا ہو جس میں خس کا عطر لگا
چھڑکاؤ ہوا ہو پانی کا اور خوب پلنگ بھی ہو بھیگا	ہاتھوں میں پیالہ شربت کا ہو آگے ہو فراش کھڑا
فراش بھی پنکھا جھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی	
جب ایسی سردی ہو اے دل تب یہ دو مزے کی گھاتیں ہوں	کچھ نرم بچھونے مخمل کے کچھ عیش کی لمبی راتیں ہوں
محبوب گلے سے لپٹا ہو اور کہنی چٹکی لاتیں ہوں	کچھ بوسے ملتے جاتے ہوں کچھ میٹھی میٹھی باتیں ہوں
دل عیش و طرب میں ملتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی	
ہو فرش بچھا غالیچوں کا اور پردے چھٹے ہوں آ کر	اک گرم انگیٹھی جلتی ہو اور شمع ہو روشن تس اندر
وہ دلبر شوخ پری چنچل ہے دھوم مچی سی کی گھر گھر	ریشم کی نرم نہالی پر سو ناز و ادا سے ہنس ہنس کر
پہلو کے بیچ مچلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی	
ترکیب بنی ہو مجلس کی اور کافر ناچنے والے ہوں	منہ ان کے چاند کے ٹکڑے ہوں تن ان کے روئی کے گالے ہوں
پوشاکیں نازک رنگوں کی اور اوڑھے شال دوشالے ہوں	کچھ ناچ اور رنگ کی دھومیں ہوں کچھ عیش میں ہم متوالے ہوں
پیالے پر پیالہ چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی	
ہر ایک مکاں میں خلوت کا اور عیش کی سب تیاری ہو	سب عیش مہیا ہو آ کر جس جس ارمان کی باری ہو
دل دیکھ نظیرؔ اس کی چھب کو ہر آن ادا پر واری ہو	گل کر لے جو آنکھوں میں قدرت پیار بھری پیاری کا

جب سب ارمان نکلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

در بیان تماشاے دنیاے دون

یہ جتنا خلق میں اب جا بجا تماشا ہے
سمجھ تو کم اسے یارو بڑا تماشا ہے
جو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے
جدھر کو دیکھو اُدھر اک نیا تماشا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

درے یہ دیکھ تماشے نہیں ہیں ہوش بجا
جو ہو طلسم حقیقی وہ جاوے کب سمجھا
کہیں بناؤ نہیں سیدھا کسی کہوں اُلٹا
عجب بہار کی اک سیر ہے اہا ہا ہا
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

نہیں ہیں زور جنہوں میں وہ کشتی لڑتے ہیں
جبیٹ کے اندھے بٹیر و تنکے تیں پکڑتے ہیں
جو زور والے ہیں وہ آپ سے بچھڑتے ہیں
نکاسے ہچکیاں گھبرے بھی سیا کرتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

بنا کے نیاریا زر کی دکان بیٹھا ہے
جو چور تھا سو وہ ہو پاسبان بیٹھا ہے
جو ہنڈی وال تھا وہ خاک چھان بیٹھا ہے
زمین پھرتی ہے اور آسمان بیٹھا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

زبان ہے جس کی اشارے سے وہ پکارے ہے
کلاہ ہنس کی تو اکھڑ اُتارے ہے
جو گونگا ہے وہ کھڑا فارسی بگھارے ہے
اُچھل کے بینڈ کی ہاتھی کے لات مارے ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

جو ہیں نجیب نسب کے وہ بھار سے تھیلے ہیں
جو باز شکر سے پا پکڑے ڈھیلے ہیں
گیند اپنی بڑی ذات کے تو ٹیلے ہیں
سکھیر تو مر گئے اُلو شکار کھیلے ہیں

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونکی داڑھی ہے اُنکی تو بات واہی ہے
سیاہی روشنی اور روشنی سیاہی ہے
جو داڑھی منڈے ہین اُنکی سند گواہی ہے
اُجاڑ شہر مین مُردونکی بادشاہی ہے

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونمین عقل نہین وہ بڑے سیانے ہین
زنانے شوق سے مردونکے پہنے بانے ہین
جو عقل رکھتے ہین وہ باؤلے دیوانے ہین
جو مرد ہین وہ نرے ہیجڑے زنانے ہین

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونکے کان نہین دور کی وہ سُنتے ہین
دھوئین برستے ہین اور ابر تنکے چُنتے ہین
جو کان والے ہین بیٹھے وہ سر کو دُھنتے ہین
کباب بھنگتے ہین اور پلیدے بھنتے ہین

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

خبیث و دیو پلید آپس اک سے لڑتے ہین
بلائین لیتے ہین اور بھوت جن جھگڑتے ہین
جو آدمی ہین وہ اُنکے پانون پڑتے ہین
یہ قہر دیکھو کہ زندونسے مُردے لڑتے ہین

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

کھلے ہین آکھ کے پھول اور گلاب جھڑتے ہین
سخی کریم پڑے ایڑیان رگڑتے ہین
نبولے پلتے ہین انگور آم سڑتے ہین
بخیل باہو تنکو سو سلون جھڑتے ہین

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

عزیز جو تھے ہوئے چشم مین سبھو کے حقیر
عجب طرح کی ہوائین ہین اور عجب تاثیر
حقیر تھے سو ہوئے سب جہان مین صاحب توقیر
اب آگے خلق کے کیا کیا کرون بیان نظیر

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

در بیان غنیمت شمردن حسن و جمال

اپنے غمخواروں سے کوئی آن ہنس لے بول لے
دردمندوں کا نکال ارمان ہنس لے بول لے
پھر کہاں یہ دلبری یہ شان ہنس لے بول لے
دم غنیمت ہے ارے نادان ہنس لے بول لے

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

آج تجھکو حق نے دی ہے حسن و خوبی کی بہار
چاہنے والوں سے کر لے کچھ سلوک و مہر و پیار
کوندنا بجلی کا اور جوبن کا مت گن اعتبار
کاٹھ کی ہانڈی نہیں چڑھتی ہے پیارے بار بار

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اب تو منہ گل ہے پیارے پھر وہ تو راکھ ہے
آج یہ گلشن کھلا ہے کل کو سوکھا ساکھ ہے
جو اٹھا شعلہ بھبوکا آخرش کو راکھ ہے
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اسقدر مت کر مری جان اپنے جوبن پہ گمان
جب گریں دانت اور پڑیں چہرہ کے اوپر جھریاں
یہ نہیں رہتا سدا کافر کسی کے پاس ہاں
پھر یہ ہنسنا بولنا اور پھر کہاں اٹکھیلیاں

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

ایسا کوئی حسن ڈالا آہ تو ہم کو بتا
جسکی خوبی کا ہمیشہ ایک سا عالم رہا
کیوں خفا ہوتا ہے مجھسے یار کہہ اے دلربا
ہاتھ آتا ہے نہیں کافر یہ جب جوبن گیا

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

کیا ہمارا حال دل خوبی تری کہتی نہیں
یا ہماری چاہ تیرے ناز کو سہتی نہیں
آہ کھیتی حسن کافر کی ہری رہتی نہیں
ناؤ کاغذ کی پیارے یہ سدا بہتی نہیں

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

کیسے کیسے خوبرویاں ہو گئے ہیں میری جان
اپنے غمخواروں سے کیا کیا کر گئے ہیں خوبیاں
تو جو روٹھا روٹھا ہم سے رہتا ہے نامہرباں
دیکھ پچھتاویگا غافل حسن پر مت رکھ گماں

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

حسن کا عالم ستمگر ہر گھڑی ملتا نہیں
گل بھی کھل اکبار ہی ایجان پھر کبھی کھلتا نہیں
مجھ سے تیرا روٹھنا ہر دم کا اب چھپتا نہیں
دودھ اور دل جب پھٹا پیارے یہ پھر ملتا نہیں

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

دل غریبوں کے جو پیارے تجھ سے اب دکھ پائینگے
ایک دن تجھ کو بھی خوباں یوں نہیں کلپائینگے
بعد کو ہنسنے کو دیدے جھڑکیاں ترسائینگے
پانڈے جی پچھتائینگے وہی چنے کی کھائینگے

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اب نظیر آگے ترے رہتا ہے حاضر صبح شام
پیارے ہنس بول پیارے پی مے الفت کا جام

پھر کہاں یہ دلبری عیاشی کی باتیں مدام ۔ کچھ نہ ہوئیگا رہیگا آخرش اللہ کا نام
ہاں سے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

تل کے لڈو

جاڑے میں پھر خدا نے کھلوائے تل کے لڈو ۔ ہر ایک خوانچے میں دکھلائے تل کے لڈو
کوچے گلی میں ہر جا بکوائے تل کے لڈو ۔ ہمکو بھی ہیں گے دل سے خوش آئے تل کے لڈو
جیتے رہے تو یارو پھر کھائے تل کے لڈو

عمدوں نے سو طرح کی یاقوتیاں اڑائیں ۔ لوگوں نے دار چینی شکر میں لے ملائیں
سردی میں دولتوں نے ہر گرم چیز کھائیں ۔ اور دن نے ڈال مصری گڑ سینڈیاں بنائیں
ہم نے بھی گڑ منگا کر بندھوائے تل کے لڈو

رکھ خوانچے کو سر پہ پیکار یوں پکارا ۔ بادام کھونا چاہو اور کرکرا چھوہارا
جاڑا لگے تو اسکا کرتا ہوں میں اجارا ۔ جسکا کلیجہ یارو سردی نے ہووے مارا
تو دام دیکے وہ مجھسے لے جائے تل کے لڈو

جاڑا تو اپنے دل میں تھا پہلوان پچھاڑا ۔ پر ایک تل نے اسکو رگ رگ سے ہی اکھاڑا
جسم و دل و جگر کو سردی نے الٹا تاڑا ۔ خم ٹھوک وہیں ہنسے جاڑے کو دھر پچھاڑا
تب پھر ایسا ہنسیگا جب کھائے تل کے لڈو

کل یار سے جو اپنے ملنے کئے تھیں گئے ہم ۔ کچھ پیڑے اسکی خاطر کھانے کو لے گئے ہم
محبوب ہنسکے بولا جو رستے میں ہو رہے ہم ۔ پیڑوں کو دیکھ وہیں ایسے خوشی ہوا ہم
تب خوش ہوا وہ اُسدم جب پائے تل کے لڈو

جاڑے مین جسکو ہر دم پیشاب ہے ستاتا
اُٹھین تو جاڑا لپٹے ہے موت نکلا جاتا
انکی دوا بھی کوئی پوچھو حکیم سے جا
بتلائے کتنے نسخے پر ایک بن نہ آیا
آخر علاج اُسکا ٹھہرائے تل کے لڈو

جاڑے مین اب جو یارو یہ تل گئے ہین کھوئے
محبوبونکے بھی تل سے انکے مزے ہین دونے
دل لے لیا ہمارا تل شکریونکے رونے
یہ بھی نظیر لڈو ایسے بنائے تونے
سُن سنکے جسکی لذت گھبرائے تل سے لڈو

در بیان نیکی و بدی دنیا

ہے دنیا جسکا نام میان یہ اور طرح کی بستی ہے
جو مہنگون کو یہ مہنگی ہے اور سستونکو یہ سستی ہے
یان ہر دم جھگڑے اُٹھتے ہین ہر آن عدالت بستی ہے
گر مست کرے تو مستی ہے اور پست کرے تو پستی ہے
کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو اور کسی کا مان رکھے تو اسکو بھی ارمان ملے
جو پان کھلاوے پان ملے جو روٹی دے تو نان ملے
نقصان کرے نقصان ملے احسان کرے احسان ملے
جو جیسا جسکے ساتھ کرے پھر ویسا اُسکو آن ملے
کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو اور کسی کی جان بخشے تو اُسکی بھی حق جان رکھے
جو اور کسی کی آن رکھے تو اُسکی بھی حق آن رکھے
جو یان کا رہنے والا ہے یہ دل مین اپنے جان رکھے
یہ چرت پھرت کا نقشہ ہے اس نقشے کو پہچان رکھے
کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو پار اُتارے اور کو اُسکی بھی پار اُترتی ہے
جو غرق کرے پھر اُسکو بھی ڈبکوں ڈبکوں کرتی ہے
شمشیر تبر بندوق سنان اور نشتر تیر نہرنی ہے
یاں جیسی جیسی کرتی ہے پھر ویسی ویسی بھرتی ہے

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور سے بھلا بول کرے تو اُسکا بول بھی بالا ہے
اور دے جو جھڑکی تو اُسکو بھی کوئی اور جھڑکنے والا ہے
بے ظلم و خطا جس ظالم نے مظلوم ذبح کر ڈالا ہے
اُس ظالم کے بھی لوہو کا پھر بہتا ندی نالا ہے

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسیکو ناحق میں کوئی جھوٹی بات لگاتا ہے
اور کوئی غریب اور بیچارہ حق ناحق میں لٹ جاتا ہے
وہ آپ بھی لوٹا جاتا ہے اور لاٹھی پاٹھی کھاتا ہے
جو جیسا جیسا کرتا ہے پھر ویسا ویسا پاتا ہے

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

ہے کھٹکا اُسکے ہاتھ لگا جو اور کسی کو دے کھٹکا
اور غیب سے جھٹکا کھاتا ہے جو اور کسیکو دے جھٹکا
چیرے کے بیچ میں چیرا ہے اور ٹپکے بیچ جو ہے ٹپکا
کیا کہیے اور نظیر آگے ہے زور تماشا جھٹ پٹ کا

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

ریچھ کا بچہ

کل راہ میں جاتے جو ملا ریچھ کا بچہ
لے آئے وہیں ہم بھی اُٹھا ریچھ کا بچہ
سو نعمتیں کھا کھا کے پلا ریچھ کا بچہ
جس وقت بڑا ریچھ ہوا ریچھ کا بچہ

جب ہم بھی چلے ساتھ چلا ریچھ کا بچا

تھا ہاتھ میں اک اپنے سوا سن کا جو سونٹا
نوبت کی کڑی جس پہ کھڑکتی تھی سراپا
کاندھے پہ چڑھا جھولنا اور ہاتھ میں پیالا
بازار میں لے آئے دکھانے کو تماشا
آگے تو ہم اور پیچھے وہ تھا ریچھ کا بچا

تھا ریچھ کے بچے پہ وہ گہنا جو سراسر
ہاتھوں میں کڑے سونے کے بجتے تھے جھمک کر
کانوں میں دُر اور گھنگرو تھے پانوں کے اندر
وہ ڈوری بھی ریشم کی بنائی تھی جو پٹ زر
جس ڈور سے یارو تھا بندھا ریچھ کا بچا

جھمکے وہ جھلکتے تھے پڑے جیسے کہ جھول
مقیش کی لڑیوں کی پڑی جھمک اوپر جھول
اور اُس کے سوا کتنے بنائے تھے جو گل پھول
یوں لوگ گرے پڑتے تھے سر پانوں کی سدھ بھول
گویا وہ پری تھا کہ نہ تھا ریچھ کا بچا

اک طرف کو تھیں کیڑوں لڑکوں کی پکاریں
اک طرف کو تھیں پیر و جوانوں کی قطاریں
کچھ ہاتھیوں کی ٹھیق اور اونٹوں کی کتاریں
غل شور مزے جھمگھٹ ٹھٹھ انبوہ بہاریں
جب ہم نے کیا لا کے کھڑا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کوئی ہم سے میاں آؤ قلندر
وہ کیا ہوئے اگلے جو تمھارے تھے وہ بندر
ہم اُس سے یہ کہتے تھے یہ پیشہ ہے قلندر
ہاں چھوڑ دیا بابا انھیں جنگل کے اندر
جس دن سے خدا نے یہ دیا ریچھ کا بچا

ہر بستی میں اس ریچھ کو ہم نے ہے نچایا
لڑنے کے سوا ناچ بھی اسکو ہے سکھایا
یہ کھیل جو دلی کے تئیں [illegible] سے بچایا
اس ڈھب سے اسے ہو کے جھمگھٹ میں نچایا
جس کی نگاہوں میں کھپا ریچھ کا بچا

پھر ناچ چکے وہ راگ بھی گا یا تو وہاں آہ
پھر کھروا تا چا تو ہر اک بولی زبان آہ
ہر چار طرف سے تھے کھڑے پیر و جوان آہ
سب ہنس کے یہ کہتے تھے میاں واہ میاں واہ
کیا تم نے دیا خوب نچا ریچھ کا بچا

اس ریچھ کے بچے میں تھا اس ناچ کا ایجاد
کرتا تھا کوئی قدرت خالق کے تئیں یاد
ہر کوئی یہ کہتا تھا خدا تم کو رکھے شاد
اور کوئی یہ کہتا تھا ارے واہ رے استاد
تو بھی ہے جیے اور جیے سدا ریچھ کا بچا

جب ہم نے اٹھا ہاتھ کڑوں کو جو ہلایا
خم ٹھونک کے پہلوانوں کی طرح سامنے آیا
لپٹا وہ تو کشتی کا ہنر آن دکھایا
واں چھوٹے بڑے جتنے تھے ان سب کو رجھایا
ہم بھی نہ جھکے اور نہ جھکا ریچھ کا بچا

جب کشتی کی ٹھہری تو وہیں سر کو جو جھاڑا
للکارتے ہی اس نے ہمیں آن لتاڑا
گہ ہم نے پچھاڑا اسے گہ اس نے پچھاڑا
اک ڈیڑھ پہر ہو گیا کشتی کا اکھاڑا
گو ہم بھی نہ ہارے نہ ہٹا ریچھ کا بچا

یہ داؤں جو پیچیں جو کشتی میں ہوئی دیر
یوں پڑتے روپے پیسے کہ آندھی میں ہیں گویا بیر
سب نقد ہوا آکے سوا لاکھ روپے ڈھیر
جو کہتا تھا ہر اک اسی طرح سے منہ پھیر
یارو تو لڑا دیکھو ذرا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کھڑا کوئی جو کر آہ اہا ہا
اسکے تئیں استاد ہو واللہ اہا ہا
پھر کیا تھے تو ناگاہ اہا ہا
کیا کیجے غرض آ کے خوش اے واہ اہا ہا
ایسا تو نہ دیکھا نہ سنا ریچھ کا بچا

جس دن سے نظیر اپنے تو دلشاد یہی ہیں
جاتے ہیں جدھر کو ادھر ارشاد یہی ہیں

سب کہتے ہیں وہ صاحب ایجاد یہی ہیں
کیا دیکھتے ہو تم کھڑے استاد یہی ہیں
کل چوک میں تھا جنکا لڑا ریچھ کا بچا

مسدس برابیات فارسی

گاہے بخندہ لب شکر آمیز میکنی
گاہے بہ عشوہ غمزہ خونریز میکنی
ہر ناز دلفریب و دل آویز میکنی
القصہ ہر ادا ستم انگیز میکنی
دیدار مینمائی و پرہیز میکنے
بازار خویش و آتش ما تیز میکنے

پہلے لگا گئے دلکو مرے تو نے اپنی چاہ
جب مر چلے ہم آہ تو لی تو نے اپنی راہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کج کلاہ
اچھی یہ رسم تو نے نکالی ہے واہ واہ
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

اول دکھا کے دور سے وہ حسن مہر سوز
پھر چھپ گیا تو دل میں لگا تیر سینہ دوز
ہم دیکھتے ہی رہ گئے آشفتہ تیرہ روز
سوچا جو ہمنے خوب تو اے شمع دل فروز
دیدار می نمائی و پرہیز مے کنے
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

روویں نہ تیرے ہاتھ سے ہم کیونکر زار زار
دلدار بن کے تو نے کیا ہم کو دلفگار
اب ہم تو بیقرار ہیں اور تو خوشی ہے یار
کیونکر نہ ہو خوشی کہ ترا ہے یہی شعار
دیدار مے نمائی و پرہیز میکنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

غرفے سے پہلے جھانک کے چہرہ دکھا دیا
اپنا بڑھایا حسن کیا ہم کو مبتلا
جب ہم نے کی نگہ تو لیا پردے میں چھپا
صد آفریں ہے اے مرے عیار مہ لقا

دیدار می‌نمائی و پرہیز می‌کنی
بازار خویش و آتش ما تیز می‌کنی

زلفوں کا اپنی ہم کو دکھا تو نے پیچ و تاب
جب چھپ گئے ہم آہ تو چھڑکا دیا شتاب
ڈالا ہے دل میں عشق کا اضطراب
اب فرق تو نکالتی ہی غرض ہے یہی جواب

دیدار می‌نمائی و پرہیز می‌کنی
بازار خویش و آتش ما تیز می‌کنی

مکر و فریب تو جو کرے ہے بنا بنا
تیری جو شوخیوں سے وہ آگاہ بسمل ہوا
وہ سب نظیر جانتے ہیں اس شوخ دلربا
سعدی ہی جیسے شعر گلستاں میں لکھ گیا

دیدار می‌نمائی و پرہیز می‌کنی
بازار خویش و آتش ما تیز می‌کنی

مخمس بر غزل سراج

کھلی جبکہ چشم دل پہ مرے وہ مہر باشری ہی
پڑی گوش جاں میں عجب ندا کہ جگر میں بے کلی ہی رہی
ہوئی حیرت ایسی کہ جہاں تک اثر کی بے اثری رہی
خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی

نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی

ہوئی یہ کیا ہی دل کو فراغتیں کہ تھی جتنی لباس کی
کوئی ہوش یا کہ نہ ہوش اب نہ غرض ہے اسکو جانے بلا مری
نہ ہوا اطلس و گلبدن نہ قماش بادلہ زری
شہ بے خودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی

نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

کسی وقت اک کتب عقل میں بہت علم ہم نے بھی تھا پڑھا
کہ ہر ایک سے حجت و بحث تھی سو اس علم کا یہ کمال تھا
گیا جبکہ مدرسۂ عشق میں تو پھر آگے یار کے چپ ہو گیا
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی یوں ہی دھری رہی

ترے منہ سے پردہ اٹھا جو ہی وہ جمال کہ جہاں میں جا کے عیاں ہوا
اگر آفتاب جمال تھا تجھے دیکھ وہ بھی نہاں ہوا
کوئی آگے تیرے نہ آسکا وہ قمر کہ مہر نشان ہوا
ترے جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر تو یہاں ہوا
کہ نہ آئنہ میں جلا رہی نہ پری کی جلوہ گری رہی

عجب اتفاق یہ ہو گیا جو ادھر سے دل میں عیش کا آ بسا
جو پڑی کسی کے غم کی آگ تو آکے ہر اک شمع بجھا گیا
ادھر آہ شعلہ بار سے ہوئی وہ ہر اک کے گھر کو جلا گیا
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

اگر عشق اس میں جہاں [illegible]
نہ کسی کا ڈر ہے کہیں نہ کسی کا خوف سے دیو پر
اسے کچھ کسی کی خبر نہیں جو ہوا [illegible]
تپ درد عشق میں ہے میاں دل بے نوائے سراج کو
نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی سو بے خبری رہی

در انتباہ غافلان

جہاں میں جتنا کہ شادمان ہیں [illegible] ہم ہوں گے
ہزاروں عاشق جانباز اور لاکھوں صنم ہوں گے
کنار و بوس و کرشمہ و طرب کی واسطے ہم ہوں گے
اگر جتنے ہیں اپنی صحبت سے کہاں یہ سب عدم ہوں گے
نہ چھپائیں نہ یہ دھوم میں نہ یہ چرچے یہ ہم ہوں گے
میاں اک دن وہ آوے گا نہ تم ہوگے نہ ہم ہوں گے

تمہارا [illegible]
اگر جیتے [illegible]
ہمارا [illegible]
[illegible]

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

چمن مین چل کے بیٹھو اور صراحی جام منگواؤ
پیو بھر بھر کے ساغر تم بھی اور ہمکو بھی پلواؤ
گلے لپٹو ہمارے اور ہمین ہنس ہنس کے بوسہ دو
اجل کا فکر کھڑی ہے سر پہ اے دلدار سنتے ہو

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہماری چشم ہیگی اور تمہارے عارض گلگون
غرض تم وقت کے لیلی ہو پیارے اور ہم مجنون
گھڑی بھر کیلیئے ہم پاس کرلو عیش تو لیون
کسی کے کہنے سننے پر نہ جاؤ دیکھو کہتا ہون

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اچھل لو کود لو ہو جبتلک یہ زور نلیو تمین
غنیمت ہے وہی دم اب جو گذری رنگ رلیون مین
ہمین لو ساتھ اور سیرین کرو پھولونکی گلیون مین
پھریگی پھر تو آخر تن کی اڑتی خاک گلیون مین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

جو آگے عاشق و معشوق تھے سب مل گئے گل مین
اجل کی تیغ سے دونون کٹے اوڑ گئے پل مین
نہ قاتل مین رہا جی اور نہ اُس قاتل کے بسمل مین
لو بس آ دلبرو تم بھی لپٹ جان لو دل مین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر تمنے ہما سے [illegible] سیکھایا
غلط فہمی تمہاری ہے کہ جسنے تم کو سکھلایا

گیا جب وقت کافر ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آیا
غرض ہم نے تو اب کہدی اور تمھیں آگے بھی سمجھایا

نہ یہ چہلیں نہ یہ وصلو مین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمارے اور تمھارے حق مین اب تو ہے یہی بہتر
کرو چہلیں چاندنی اور سیر دریا کی کرین جاکر
کبھی لپٹیں گلے سے اور کبھی مے کے پئیں ساغر
یہی کہنے کو رہ جاویگا آخر اے مرے دلبر

نہ یہ چہلیں نہ یہ وصلو مین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر برسات ہو یا ابر ہو یا مینہ برستا ہو
بہت پوشاک رنگیں اور ہمارے گھر مین آ بیٹھو
ادا و ناز و غمزے جو چلے کرنے ہوں سو کر لو
فلک کب چین دیتا ہے مری جان پھر تو آخر کو

نہ یہ چہلیں نہ یہ وصلو مین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ابھی یاں الفتیں جتنی ہیں اور روان ناز کی گھاتیں
غنیمت ہیں یہ باہم پیار کے اور چاہ کی باتیں
جب آنکھیں مند گئیں سب ہو چکیں یہ جیتوں اشاراتیں
کہاں پھر دن مزے کے اور کہاں یہ عیش کی راتیں

نہ یہ چہلیں نہ یہ وصلو مین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمیں ہے بیقراری اور تمھیں ہر دم طرحداری
غنیمت ہے ہماری اور تمھاری گرم بازاری
نظیر اب کیا کہیے آگے غرض آخر ناچاری
کہاں پھر ہم کہاں پھر تم کہاں الفت کہاں یاری

نہ یہ چہلیں نہ یہ وصلو مین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

کورے برتن کی تعریف

کورے برتن ہیں کیا ہی گلشن کی
بوند پانی کی ان میں جب کھنکی
جس سے کھلتی ہے ہر کلی تن کی
کیا وہ پیاری صدا ہے سن سن کی
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

پانی کی آپ اب بڑی ہے ذات
کورے برتن میں جبکہ آیا ہات
قطرہ قطرہ ہے جس کا آب حیات
پھر تو آب حیات کی ہے بات
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو پانی کی کوری گولی ہے
کیا ہی ٹھنڈی سی دوا کی گولی ہے
وہی آنے کی مول کولی ہے
کیا کہوں گولی گولی گولی ہے
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

یہ جو گولی کی بولیاں باندھیں
سوندھی سوندھی ٹھٹھولیاں باندھیں
ہم نے پانی کی گولیاں باندھیں
دل نے جھولونکی جھولیاں باندھیں
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورا اپنا ہی کا نیوتے مٹکا
ہے کیا بات پانوں کا کھٹکا
اس کا جو بن کچھ اور ہی مٹکا
دل گھڑے کی طرح سے دے پٹکا

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کوری ٹھلیوں یہ دیکھ کر لوٹا
گرچہ بوٹا وہ قد کا ہے چھوٹا
دل لگا ہونے کچھ کھرا کھوٹا
جس نے دیکھا اُسی کا دل لوٹا

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورے کوزوں کو دیکھ عالم مین
یون وہ رستے ہین آب کے نم مین
کوزے مصری کے بھر گئے نم مین
جیسے ڈوبے ہوں پھول شبنم مین

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو کورا اسفید جھجر ہے
بیل بوٹے سے اس جھمک پر ہے
جس کی جاگیر ملک جھجر ہے
تاش کمخواب یا مشجر ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جس صراحی مین سرد پانی ہے
زندگی کی یہی نشانی ہے
موتی کی آب پانی پانی ہے
دوستو یہ بھی بات مانی ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جتنے نذر و نیاز کرتے ہین
یا کسی کے عزیز مرتے ہین

جب کہ لا پھول پان دھرتے ہیں | وہ بھی کوری ہی ٹھلیاں بھرتے ہیں

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

خاک سے جبکہ اُنکو گڑھتے ہیں | بندگی سے جو اپنی بڑھتے ہیں
کوروں پر پھول ہار چڑھتے ہیں | حور و غلماں درود پڑھتے ہیں

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کوروں پہ جو نظیر جوبن ہے | جو جڑے میں کہاں وہ ٹھن ٹھن ہے
جس گھڑونچی پہ کورا باسن ہے | وہ گھڑونچی نہیں ہے گلشن ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

پودنے اور گڑھ پنکھ کی لڑائی

اک پودنے کا حال عجب سننے میں آیا | تھا گھونسلا اک پیڑ او پہ اُس نے بنایا
اور پودنی اور بچوں کو تھا اُس میں چھپایا | قد میں تو وہ تھا پودنا چھوٹا سا کہایا

پر دل میں وہ گڑھ پنکھ سے ٹھہرا اُٹھا سوایا

کوّے کو سمجھتا تھا وہ اک مکھی کا بچا | اور چیل کو گنتا تھا وہ ناچیز تتنگا
بگلے کو سمجھا کوّے کا اور بری کو پھُنگا | لگڑی سے یہ کہتا کہ تو ہے کیا ارے چل جا

جتنے تھے پرندے اُن کو سبھی چٹکی میں اُڑایا

اک روز وہ جا رستے میں لگا کہنے اُچک کے | جس پیڑ پہ ہم بیٹھے ہیں باشا ہے اس پر

سارس کے پشن پودنے سے یوں کہا ہنسکر ۔ کیا بات تم ایسے ہنی ہماری ہے تنا ور
ہر پیڑ کو ہے بوجھ تمہارے نے ہلایا

رہتا تھا وہ جس پیڑ پہ وہ پیڑ تھا برنا ۔ آئے کہیں اس وقت میں اک ارنی ارنا
خوش آیا انھیں واں جو نہر گھاس کا چرنا ۔ ٹھہرایا انھوں نے اُسی جنگل میں اُترنا
رہنے لگے وہ بھی انھیں صحرا جو وہ بھایا

واں پودنی اور ارنی میں بنا یا جو ٹھہرا ۔ دن کو وہ لگے رہنے خوشی ہو کے اُسی جا
اور رات کو رہنے لگی وہ ارنی کنے جا ۔ خوش ہو کے لگی رہنے ہوا پیار جو گہرا
دونوں نے غرض خوب محبت کو بڑھایا

اک روز وہ ارنی کہیں چرتی ہوئی آئی ۔ اور آتے ہی اُس پیڑ سے پھٹ پڑی اپنی کھجائی
وہ پیڑ ہلا پودنی نے دھوم مچائی ۔ ہو جاوے گی اس بات سے مرد ہی میں لڑائی
اس بات پہ کھجانے نے بہت ہم کو ستایا

ارنی یہ ہنسی سن کے اور ارنے سے کہا جا ۔ ارنا بھی ہنسا اور کہا جا پھر تو کھجا آ
اور آئی کھجانے کو تو یوں پودنا بولا ۔ بدذات یہ تیری نہیں تقصیر میں سمجھا
شاید ترے ارنے نے تجھے ہے یہ سکھایا

کل اسکی سزا پاویگا ارنا تو اب تو ۔ جو صبح لگی ہونے تو وہ پودنا دیکھو
آیا جہاں سوتا تھا وہ ارنا پڑا خوش ہو ۔ دھر بیٹھ گیا کان میں باندھ اپنے پروں کو
پھر بیٹھ گیا اور وہ سے میں نتھوں کو گڑایا

ارنا لگا ٹکرانے کو سر شور مچا کر ۔ ارنی لگی ہی اُس پودنی کے پاؤں پہ گر کر
جب پودنے نے اسکے تئیں حال دکھا کر ۔ جلدی سے نکالا اُسے آواز سنا کر

ارنے کو سوا بھاگنے کے کچھ نہ بن آیا

بھاگا غرض ایسا کہ نہ پھر پیچھے کو دیکھا
ارنی بھی گئی بھاگ کے ساتھ ارنے کے گھبرا
اُس بھاگنے میں دونوں نے پھر گلا کو نہ پھیرا
ارنا تو نظیر اپنے اُدھر خوف سے بھاگا
یاں گھونسلے میں پودنا پھولا نہ سمایا

کوّے اور ہرن کے بچّے کے بیان میں

اک دشت میں سنا ہے کہ اک خوب تھا ہرن
بچّا ہی تھا ابھی نہ ہوا تھا بڑا ہرن
پھرتا تھا جو کھڑی کا دکھاتا مزا ہرن
دیکھا جو ایک کوّے نے وہ خوشنما ہرن
دل کو نہایت اُسکے وہ اچھا لگا ہرن

اور باتیں کر کے کوّے نے اُسکو لگا لیا
دم میں ہرن بھی کوّے کی اُلفت میں آگیا
کوّے ہرن میں ٹھہری جو گہری محبت آ
کوّا جدھر جدھر کو خوشی ہو کے جاتا تھا
پھرتا تھا اُسکے ساتھ لگا جا بجا ہرن

اک گیدڑ اُس ہرن کے کنے آکے نابکار
بولا ہزار جان سے میں تجھ پہ ہوں نثار
مجھکو بھی اپنا جان غلام اور دوستدار
اور دل میں یہ کہ کیجئے کسطور سے شکار
اُسکے دغا و مکر سے واقف نہ تھا ہرن

گیدڑ یہ کہہ کے مکر سے جس دم گیا اُدھر
[illegible] مکر یا [illegible] کر [illegible] سے تو [illegible]
کوّا ہرن سے کہنے لگا کر کے شور و شر
اللہ دل دغا سے تجھکو یہ پکڑیگا فتنہ گر
سنکر یہ بات کوّے کی چپ ہو رہا ہرن

دن دوسرے پھر اُسکے گیدڑ پھر آگیا
[illegible]
کوّے کو روتا دیکھ یہ بولا وہ پُر دغا
[illegible] تو اُسکو چھل سکے تو ہو شاد دل مرا

سنتے ہی اُسکے ساتھ اُچھلتا چلا ہرن

جب کھیت پر یہ لے گیا اُسکو بکال
وان پہلے دیکھ آیا تھا اک وہ ہرن کا جال
لے پہونچا جب ہرن کے تئین کھیت پر شغال
جاتے ہی وان ہرن نے دیا منہ کو اُسمین ڈال
منہ ڈالتے ہی جال مین وان پھنس گیا ہرن

وان پھر پھڑا کے کوا ابھی بس آیا ناگہان
گیدڑ کو دیکے گالی ہرن سے کہا کہ ہان
ہٹیے مت اسمین ورنہ تو ہو ویگا ناتوان
کوے کی بات سنتے ہی ہمت کو باندہ وان
جیسے کہ گر پڑا تھا وہین پھر اُٹھا ہرن

گیدڑ لگا جب آنے ہرن کی طرف جھپٹ
کوا پکارا مار تو سینگ اک جو جاوے ہٹ
پایا اک گھڑی تو ایسی لگا پائون کی جھپٹ
جاوے جو اُسکے لگتے ہی گیدڑ کا پیٹ پھٹ
سنتے ہی پھر تو سینگ ہلانے لگا ہرن

گیدڑ نے خوب کوے کو دین چلکے گالیان
صیاد وان ہوا تھا کسی کام کو روان
اسمین شکاری آکے ہوا دور سے عیان
کوا پکارا لیٹ جا دم بند کرکے ہان
دم بند کرکے اپنا وہین گر پڑا ہرن

گیدڑ نے اسکو دیکھ کے اِک جا کی جھاڑی لی
صیاد اُس ہرن کو پڑا دیکھ اُس گھڑی
افسوس کرکے دام کی رسی وہ کھولدی
کوا پکارا بھاگ ارے وقت ہے یہی
سنتے ہی وان سے چوکڑی بھر کر اُڑا ہرن

صیاد نے جو دیکھا ہرن اُٹھ چلا چھپاک
جلدی سے دوڑ پیچھے ہرن کے وہ سینہ چاک
سونٹے کو پھینک مارا جو پھرتی سے اُسنے تاک
بھاگا ہرن وہین لگا گیدڑ کے سر آ کھٹاک
سر اسکا پھوٹا اور وہ سلامت رہا ہرن

گیدڑ نے اُس ہرن کا جو چیتا تھا واں بُرا — پائی اُسی نے اپنی بدی کی وہیں سزا
تھا لیک تو نثر میں سے نظم میں کیا — پہونچا نظیرؔ جب وہ خوشی ہو کے اپنی جا
کوے کے ساتھ پھر وہ بہت خوش ہوا ہرن

ایضاً

کی وصل میں دلبر نے عنایات تو پھر کیا — یا ظلم سے وہی ہجر کی آفات تو پھر کیا
غصہ رہا یا پیار ستی بات تو پھر کیا — گر عیش سے عشرت میں کٹی رات تو پھر کیا
اور غم میں بسر ہو گئی اوقات تو پھر کیا

مجنوں کی طرح دل کو اگر بہنے لگایا — بہلیں کیا روح کو اور تن کو سکھایا
دلبر نے بھی لیلیٰ کی طرح گود کر بٹھایا — جب آئی اجل پھر کوئی ڈھونڈھا تو نہ پایا
قصوں میں رہے حرف و حکایات تو پھر کیا

جس شوخ پری زاد کی دل سے ہوئی چاہ — ہر روز ملے اُس سے رہے عیش کے ہمراہ
ہنسنا بھی ہوا باتیں بھی اچھی ہوئیں دلخواہ — ہر بوس و کنار اور رہا اُسکے سوا آہ
گر وہ بھی میسر ہوا ہیہات تو پھر کیا

تھے وہ جو در و لعل سے بہتر لب و دنداں — آخر کو جو دیکھا تو ملے خاک میں یکساں
جب آنکھوں کو ملنا ہو بھلا خاک کے درمیاں — دو دن اگر ان آنکھوں نے دنیا میں ہر جاں
کی ناز و اداؤں کی اشارات تو پھر کیا

دنیا میں اگر ہمکو ملا تخت سلیماں — تابع رہے سب جن و پری دام و دد و خلق
جب بخت ہوا ہد گئی وہ پدنی سی جان — پھر اُڑ گئی اک آن میں سب حشمت و شان
لے شرق سے تا غرب لگا ہات تو پھر کیا

دولت مین اگر ہم ہوے دارا و سکندر
اور سات ولایت پہ کیا حکم سراسر
جب آئی اجل پھر نہ رہا تخت نہ افسر
اسپ و شتر و فیل و خر و نوبت و لشکر
گر قبر تلک اپنے چلا ساتھ تو پھر کیا

مے پی کے اگر ہو گئے ہم مست شرابی
ہونٹون سے جدا کی نہ کبھی مے کی گلابی
کی لاکھ طرح عیش کی مستی و خرابی
جب آئی اجل پھر وہین اٹھ بھاگے شتابی
رندو ہمین ہوے اہل خرابات تو پھر کیا

عامل ہوے ہم ملکہ اگر نقش ازل سے
لوگونکو بچا لیتے بھی تو تکے خلل سے
جب آئی اجل پھر نہ چلا زور اجل سے
دیوان کو جو تعویذ و فتیلا و عمل سے
تسخیر کیا عالم جنات تو پھر کیا

پڑھ علم ریاضی جو منجم ہوے دھومی
پیشانی مہ و زہرہ و مہ جبین کی چومی
آخر کو اجل سر کے اوپر آن کے گھومی
اس عمر دو روزہ مین اگر ہو گئے نجومی
سب جان لئے ارض و سموات تو پھر کیا

گر ہم نے اطبا ہو طبابت کی قسم کی
چنبیر اور سو اطب کے سرانجام کی کم کی
جب تن کے اوپر گئے آ ڈال دمی کلی
اک دم مین ہوا ہو گئے سب نظری و عملی
تھے یاد جو اسباب و علامات تو پھر کیا

گر اک پہ ہوا منصب و جاگیر کا نقشا
اور ایک کو مر مر کے ملا بھیک کا ٹکڑا
کیا فرق ہوا دونون مین جب مرنا ہی ٹھہرا
اسنے کوئی دن بیٹھ کے آرام سے کھایا
وہ مانگتا در در پھرا خیرات تو پھر کیا

دنیا مین لگا مفلس و درویش سے تا شاہ
سب بار سکے طلب کا رہین ماہی تا ماہ

مرتا ہے کوئی مال پہ ڈھونڈے ہے کوئی جاہ
دولت ہی کا ملتا ہے بڑی چیز نظیر آہ
بالفرض ہوئی اُس سے ملاقات تو پھر کیا

آدمی نامہ

دنیا مین پادشہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی
اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار بے نوا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے چبا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ابدال قطب غوث ولی آدمی ہوئے
منکر بھی آدمی ہوئے اور کفر کے بھرے
کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے لیے
اتنی کہ اپنے زور ریاضت کے زور سے
خالق سے جا ملا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

فرعون نے کیا تھا جو دعوی خدائی کا
شداد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا
نمرود بھی خدا ہی کہاتا تھا برملا
یہ بات ہے سمجھنے کی آگے کہوں مین کیا
یان تک جو ہو چکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی ہی نار ہے اور آدمی ہی نور
یان آدمی ہی پاس ہے اور آدمی ہی دور
کل آدمی کا حسن و قبح مین ہے یان ظہور
شیطان بھی آدمی ہے جو کرتا ہے مکر و زور
اور ہادی رہنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یان میان
بنتے ہین آدمی ہی امام اور خطبہ خوان
پڑھتے ہین آدمی ہی قرآن اور نمازیان
اور آدمی ہی انکی چراتے ہین جوتیان
جو انکو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی
اور آدمی پہ تیغ کو مارے ہے آدمی

پگڑی بھی آدمی کی اتارے ہے آدمی
چلّا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور سن کے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہو لے کے مال
اور آدمی ہی مارے ہے پھانسی گلے میں ڈال
یاں آدمی ہی صید ہے اور آدمی ہی جال
سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹ کا بھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی شادی ہے اور آدمی بیاہ
قاضی وکیل آدمی اور آدمی گواہ
تاشے بجاتے آدمی چلتے ہیں خواہ مخواہ
دوڑے ہیں آدمی ہی تو مشعل جلا کے راہ
اور بیاہنے چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی نقیب ہو بولے ہے بار بار
اور آدمی ہی پیادے ہیں اور آدمی سوار
حقہ صراحی جوتیاں دوڑیں بغل میں مار
کاندھے پہ رکھ کے پالکی ہیں دوڑتے کہار
اور اس میں جو چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

بیٹھے ہیں آدمی ہی دکانیں لگا لگا
اور آدمی ہی پھرتے ہیں رکھ سر پہ خوانچا
کہتا ہے کوئی لو کوئی کہتا ہے لا رے لا
کس کس طرح کی بیچیں ہیں چیزیں بنا بنا
اور مول لے رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی قہر سے لڑتے ہیں گھور گھور
اور آدمی ہی دیکھ انھیں بھاگتے ہیں دور
چاکر غلام آدمی اور آدمی مزور
یاں تک کہ آدمی ہی اٹھاتے ہیں جا ضرور
اور جس نے وہ پھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

طبلے مجیرے دائرے سارنگیاں بجا
گاتے ہیں آدمی ہی ہر اک طرح جا بجا
رنڈی بھی آدمی ہی نچاتے ہیں گت لگا
اور آدمی ہی ناچتے ہیں اور دیکھ پھر مزا

جو ناچ دیکھتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی لعل و جواہر ہیں بے بہا
اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہے ہو گیا
کالا بھی آدمی ہے کہ اُلٹا ہے جون توا
گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا ہے چاند کا
بدشکل بدنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک آدمی ہین جنکے یہ کچھ زرق برق ہین
روپے کے اُنکے پانوَن ہین سونیکے فرق ہین
جھمکے تمام غرب سے لے تا بہ شرق ہین
کمخواب تاش شال دوشالون مین غرق ہین
اور چیتھڑون لگا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک ایسے ہین کہ جنکے بچھے ہین نئے پلنگ
پھولونکی سیج اُنپہ چھپکتی ہے تازہ رنگ
سوتے ہین لیٹے چھاتی سے معشوق شوخ و شنگ
سو سو طرح سے عیش کے کرتے ہین رنگ ڈھنگ
اور خاک مین پڑا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مرتے ہین آدمی ہی کفن کرتے ہین تیار
نہلا دھلا اُٹھاتے ہین کاندھے پہ کر سوار
کلمہ بھی پڑھتے جاتے ہین روتے ہین زار زار
سب آدمی ہی کرتے ہین مردیکے کاروبار
اور وہ جو مر گیا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر
یہ آدمی ہی کرتے ہین سب کار دلپذیر
یان آدمی مرید ہے اور آدمی ہی پیر
اچھا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر
اور سب مین جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ایضاً

دیکھ ٹک اے غافل چمن کو گلفشانی پھر کہان
یہ بہار عیش یہ شور جوانی پھر کہان
ساقی و مطرب شراب ارغوانی پھر کہان
عیش کر خوبان مین اے دل شادمانی پھر کہان

شادمانی گر ہوئی تو زندگانی پھر کہاں

یہ جو بانکے گلبدن ملتے ہیں سو سو گھات سے
ایکدم پھر گر جدا مت ہو تو انکے سات سے
کچھ مزے کچھ لوٹ حظ ان گلرخوں کی ذات سے
جسقدر پینا ہو پی لے پانی انکے ہات سے
آب جنت تو بہت ہوگا یہ پانی پھر کہاں

یہ جو کڑوے ہو سکے ہمکو ابھی جھڑکے ہیں یہاں
اُٹھ سکے جبتک اُٹھا اے دل تو انکی سختیاں
انکی تلخی میں ہزاروں ہیں بھری شیرینیاں
لذتیں جنت کے میوے کی بہت ہونگی وہاں
پر یہ میٹھی گالیاں خوبان کی کھانا پھر کہاں

یہ وہیں اے دل سدا محبوب پر چنچل یہاں
جو تجھے دیویں سو لے اور غنیمت اسکو جان
کر لے انکی خدمتیں ہر دم دل و جان سے میاں
وان تو ہاں حوروں کے گہنے کے بہت ہونگے نشان
ان پریزادوں کے چھلوں کی نشانی پھر کہاں

ہو سکے جسطور سیجے دوستوں کی واردات
جس گھڑی آئی قضا کوئی نہ پوچھیگا بات
اور یہاں گر آگئے انکے ہوں جو کچھ مشکلات
الفت و مہر و محبت سب ہیں جیتے جی کے سات
مہرباں جب اُٹھ گئے یہ مہربانی پھر کہاں

اب جو آغاز جوانی کی بہاریں ہیں میاں
نشہ پیکر کوئی دم کر لے تو سیر بوستان
عیش و عشرت میں اُڑا لے زندگی کی خوبیاں
واعظ و ناصح بکیں تو انکے کہنے کو ندان
دم غنیمت ہے میاں یہ نوجوانی پھر کہاں

ہو سکے ہر دم خوبرویوں کی صحبت میں اسیر
وصف اب انکا جو کرنا ہے تو کر لے دلپذیر
کھا نگاہ سرمہ سا کی ناوکوں کے دل میں تیر
چاہیے جب ہو سکے یہ شعر خوشخوان میں نظیر
یہ غزل یہ قطعہ یہ شعر خوانی پھر کہاں

روٹیون کی تعریف مین

جب آدمی کے پیٹ مین آتی ہین روٹیان
پھولی نہیں بدن مین سماتی ہین روٹیان
آنکھیں پری رخون سے لڑاتی ہین روٹیان
سینے اوپر بھی ہاتھ چلاتی ہین روٹیان
جتنے مزے ہین سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی سے جس کا ناک تلک پیٹ ہے بھرا
کرتا پھرے ہے کیا وہ اُچھل کود جا بجا
دیوار پھاند کر کوئی کوٹھا اُچھل گیا
ٹھٹھا ہنسی شراب صنم ساقی اس سوا
سو سو طرح کی دھوم مچاتی ہین روٹیان

جس جا پہ ہانڈی چولھا توا اور تنور ہے
خالق کی قدرتون کا اُسی جا ظہور ہے
چولھے کے آگے آنچ جو جلتی حضور ہے
جتنے ہین نور سب مین یہی خاص نور ہے
اس نور کے سبب نظر آتی ہین روٹیان

آوے توے تنور کا جس جا زبان پہ نام
یا چکی چولھے کا جہان گلزار ہو تمام
وان سر جھکا کے کیجیے ڈنڈوت اور سلام
اس واسطے کہ خاص یہ روٹی کے ہین مقام
پہلے انھین مکانون مین آتی ہین روٹیان

ان روٹیون کے نور سے سب دل ہین پور پور
آٹا نہین ہے چھلنی سے چھن چھن گرے ہے نور
پیڑا ہر ایک اُسکا ہے برفی و موتی چور
ہرگز کسی طرح نہ بجھے پیٹ کا تنور
اس آگ کو مگر یہ بجھاتی ہین روٹیان

پوچھا کسی نے یہ کسی کامل فقیر سے
یہ مہر و ماہ حق نے بنائے ہین کاہے کے
وہ سن کے بولا بابا خدا تجھکو خیر دے
ہم تو نہ چاند سمجھین نہ سورج ہین جانتے
بابا ہمین تو یہ نظر آتی ہین روٹیان

پھر پوچھا اُسنے کہیے یہ ہے دل کا نور کیا — اسکے مشاہدہ میں ہے کھلتا ظہور کیا
وہ بولا سنکے تیرا گیا ہے شعور کیا — کشف القلوب اور یہ کشف القبور کیا
جتنے ہیں کشف سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں

روٹی جب آئی پیٹ میں سو قند گھل گئے — گلزار پھولے آنکھوں میں اور عیش تل گئے
دو تر نوالے پیٹ میں جب آکے ڈھل گئے — چودہ طبق کے جتنے تھے سب بھید کھل گئے
یہ کشف یہ کمال دکھاتی ہیں روٹیاں

روٹی نہ پیٹ میں ہو تو پھر کچھ جتن نہ ہو — میلے کی سیر خواہش باغ و چمن نہ ہو
بھوکے غریب دل کی خدا سے لگن نہ ہو — سچ ہے کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہ ہو
اللہ کی بھی یاد دلاتی ہیں روٹیاں

اب آگے جسکے مال پوے بھر کے تھال ہیں — پورے بھگت اُنھیں کہو صاحب کے لال ہیں
اور جنکے آگے روغنی اور شیرمال ہیں — عارف وہی ہیں اور وہی صاحب کمال ہیں
پکی پکائی اب جنھیں آتی ہیں روٹیاں

کپڑے کسی کے لال ہیں روٹی کے واسطے — لمبے کسی کے بال ہیں روٹی کے واسطے
باندھے کوئی رومال ہیں روٹی کے واسطے — سب کشف اور کمال ہیں روٹی کے واسطے
جتنے ہیں روپ سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں

روٹی سے ناچے پیادہ قواعد دکھا دکھا — اسوار ناچے گھوڑے کو کاوہ لگا لگا
گھنگرو کو باندھے پیک بھی پھرتا ہے ناچتا — اور اس سوا جو غور سے دیکھا تو جا بجا
سو سو طرح کے ناچ دکھاتی ہیں روٹیاں

روٹی کے ناچ تو ہیں سبھی خلق میں پڑے — کچھ بھانڈ بھیلئے یہ نہیں پھرتے ہیں ناچتے

یہ رنڈیاں جو ناچے ہیں گھونگھٹ کو منہ پہ لے   گھونگھٹ نہ جانو دوستو تم زینہار اُسے
اس پردے میں یہ اپنے کماتی ہیں روٹیاں

دنیا میں اب بدی نہ کہیں اور نکوئی ہے   یا دشمنی و دوستی یا تند خوئی ہے
کوئی کسی کا اور کسی کا نہ کوئی ہے   سب کوئی ہے اُسی کا کہ جس ہاتھ ڈوئی ہے
نوکر نفر غلام بناتی ہیں روٹیاں

روٹی کا اب ازل سے ہمارا تو ہے خمیر   روکھی ہی روٹی حق میں ہمارے ہے شہد و شیر
یا پتلی ہووے موٹی خمیری ہو یا فطیر   گیہوں جوار باجرے کی جیسی ہو نظیر
ہمکو تو سب طرح کی خوش آتی ہیں روٹیاں

تربوز کی تعریف میں

کیوں نہو سبز زمرد کے برابر تربوز   کرتا ہے خشک کلیجہ کے تئیں تر تربوز
دل کی گرمی کو نکالے ہے یہ اکثر تربوز   جسطرف دیکھیے بہتر سے ہے بہتر تربوز
اب تو بازار میں بکتے ہیں سراسر تربوز

کتنے ہیں کھاتے نزاکت سے تراش اسمیں مصر   تاکہ سینہ ہو خنک سردی میں ٹھنڈا ہو جگر
کتنے شربت ہی کے پیتے ہیں کٹورے بھر بھر   کتنے بیجوں کو بھی چکھتے ہیں خوشی ہو ہو کر
کتنے کھاتے ہیں کفایت سے منگا کر تربوز

میٹھے اور سرد ہیں اتنے کہ ذرا نام لیے   ہو نظر جیسے ہیں صدا دانت ہیں گر کر بجے
شب کو دو چار منگا کر جو تراشے میں نے   کیا کہوں میں کہ مٹھائی میں ڈلے کیسے نکلے
کوئی اولا کوئی مصری کوئی شکر تربوز

ایک جو کل یار نے منگوایا جو دے کر پیسا   اُسکے ٹانکے جو لگائے تو وہ کچا نکلا

دیکھ تیوری کو چڑھا ہو کے غضب طیش میں آ
کچھ نہ بن آیا تو پھر گھور کے یہ کہنے لگا
کیوں بے لایا ہے اُٹھا کر یہ مرا سر تربوز

جب کہا میں نے میاں یہ تو نہیں ہے کچا
اور کچا ہے تو میں پیٹ میں بیٹھا تو تھا
اسکے سنتے ہی غضب ہو کے وہ لالا انگارا
لاٹھی پاٹی جو نہ پائی تو پھر آخر جھنجھلا
کھینچ مارا مرے سینہ پہ اُٹھا کر تربوز

کیوں میاں ہمکو جو تم کرتے ہو ککڑی کھیرا
کوسنا ہر گھڑی ہر آن کا ہوتا ہے بُرا
تم کو تو پڑ گیا بٹنے کا رقیبوں سے مزا
جھوٹی قسمیں یہ مگر سر کی جو کھاتے ہو بھلا
کیا مرے سر کو کیا تم نے مقرر تربوز

پیار سے جب ہے وہ تربوز کبھی منگواتا
چھلکا اُسکا مجھے ٹوپی کی طرح دے ہے پنھا
اور یہ کہتا ہے کہ پھینکا تو چکھاؤں گا مزا
کیا کہوں یارو میں اُس شوخ کے ڈر کا مارا
دو دو دن رکھے ہوئے پھرتا ہوں سر پر تربوز

ایک بیدرد ستمگر ہے وہ کافر خونخوار
قتل کرتا ہے عزیزوں کے تئیں لیل و نہار
کل مرا اُس کی گلی میں جو ہوا آ کے گذار
اسطرح عشق کے شہیدوں کا پڑا تھا انبار
جیسے بازار میں ہوں ڈھیر کے اوپر تربوز

تھی جنھیں آ گئے ترے قند سے ہونٹوں کی نگاہ
آرزو ہی میں وہ سب مر کے ہوئے خاک سیاہ
اُن شہیدوں کی بھی کچھ تجھکو خبر ہے واللہ
بوسے لینے کی تمنا میں تہ خاک سیاہ
وہی حسرت زدہ اب نکلے ہیں بنکر تربوز

رات اُس شوخ سے میں نے یہ پہیلی میں کہا
بھیگی بکری سی کسے کہتے ہیں بتاؤ تو بھلا
اس پہیلی کے تئیں سنکے بڑے پیچ میں آ
جب نہ سمجھا تو کہا ہار کے اب تو ہی بتا

سُنکے جب مین نے کہا اے مرے دلبر تربوز

اب تو اُس شوخ کا تربوز ہی لوٹے ہے مزا
وہ تو ٹھنڈا ہووے میرا جگر ہے ٹھنڈا
رونا کسطور نظیر اب نہ مجھے آوے بھلا
پیا تک بھون کی بھری لے ہو وہ جب جھلا سے لگا
تب لپٹ جاتا ہے کیا پیار سے ہنسکر تربوز

خمسہ بر غزل اصغر

وہ رنگ کہین لعل بدخشان مین آیا
تسلیم مین کہین وہ زرِ غلطان مین آیا
یاقوت مین الماس مین مرجان مین آیا
جب حسن ازل پردۂ امکان مین آیا
بے رنگ بہر رنگ ہر اک شان مین آیا

بو ہو کے ہر اک پھول کی پتی مین بسا ہے
سو قی مین ہوا آب ستارون مین ضیا ہے
تنہا نہ ہمارے ہی وہ شہ رگ سے ملا ہے
نزدیک ہے وہ سب جہان اُس سے بھرا ہے
جب چشم کھلی دل کی تو پہچان مین آیا

کیا قمری دل سوختہ کیا بلبل نالان
کیا باغ چمن غنچہ کیا سیر خیابان
سب کی یہی بات پکارین ہین ہر اک آن
گل بھی ہے وہی سنبل وہی نرگس وہی ریحان
اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا

کیا ارض و سما حور و ملک دیو پری جن
کیا وحشی و طائر ہین الگ دم کوئی اُس بن
ہر رات یہی بات یہی ذکر ہے ہر چین
اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
مذکور یہی آیت قرآن مین آیا

ماٹی سے کہین خاک کا پتلا وہ ہوا تھا
یا روح مین اُس خاک کے پتلے مین سما ہے
آپ ہی تو بنایا ہے اور آپ ہی وہ بنا ہے
حرمت سے ملائک نے اُسے سجدہ کیا ہے

جس وقت کہ وہ صورت انسان میں آیا

اگر کہیں وہ یا سے وہ سینے میں لگا آگ ۔ اور حال کہیں کرتا ہے لا نوشکے بیچ باگ

جو اُسکے شناسا ہیں یہی کہتے ہیں بےلاگ ۔ مطرب وہی آواز وہی ساز وہی راگ

ہر راگ میں بولا وہ ہر اک تان میں آیا

کیا چھپی کیا پستی کیا اخضر و احمر ۔ کیا سوسنی کیا کشمشی کیا ابیض و اصفر

اب شکل نظیر اس چمن دہر کے اندر ۔ ہے رنگ کے رنگوں کو ذرا دیکھ تو اصغر

سو طرح کے عالم کے خیابان میں آیا

ولہ

دربیان شب برات

کیونکر کرے نہ اپنی نمودار ی شب برات ۔ چلپک چپاتی حلوے سے ہے بھاری شب برات

زندوں کی ہے زبان کی مزیداری شب برات ۔ مردوں کی روح کی ہے مددگاری شب برات

لگتی ہے سب کے دلکو غرض پیاری شب برات

شکر کا جنکے حلوا ہوا وہ تو پورے ہیں ۔ گڑ کا ہوا ہے جنکے وہ آدھے ادھورے ہیں

شکر نہ گڑ کا جنکے وہ بیکس تو ادھورے ہیں ۔ اور جنکے حلوے چپاتی کو لالے ہیں

انکی نہ آدھی پاؤ نہ کچھ ساری شب برات

دنیا کی دولتوں میں جو زردار ہیں پڑے ۔ قند وشکر کے حلوے روغنی نان کے گڑے

سو سو چپاتی خوان ہیں کہ کہیں بیچ ۔ زردار سے بھی راہ تکتے ہیں مردے بھی ہو کر کھڑے

ان کے ہی گھر میں رکھتی ہے طیاری شب برات

حلوا ہیں چپاتی حلوے کی تو سب میں پال ہے ۔ ادنا غریب کے گھروں میں ہے کچھ بھی نہ حال ہے

کالے سے گڑ کی لپٹی کڑھی کی مثال ہے
پانی کا سا، ہانڈی گیہوں کی روٹی بھی لال ہے
کرتی ہے ایسی دکھیا سنواری شب برات

ادبٹھ سوکی سے یہ پیتا کی فاتحہ
بٹھیارے کی تنور پہ نانا کی فاتحہ
دریا پہ جا کے دیتے ہیں بابا کی فاتحہ
حلوائی کی دکان پہ دادا کی فاتحہ
یاں تک تو آ نبہ لاتی ہے ناچاری شب برات

دولت شہ ہیں جنکے جیتے وہ مُردے کبھی آن کر
پینا کو کوئی نہیں ہے وہ پھرتے ہیں در بدر
حلوے چپاتی خوب ہی چکھتے ہیں پیٹ بھر
اور ونکے لگتے پھرتے ہیں کو لوگ گھر گھر
آنکی ہے ہو کھاری آن سے بھی کھاری شب برات

ملّا جو دیتے فاتحہ گھر گھر میں جاتے ہیں
مفلس کہیں کوئی پلاؤ تو شہد کو چھپاتے ہیں
حلوا کہیں کہیں وہ چپاتی اُڑاتے ہیں
شکر کا حلوا شتہ ہی بس دوڑے جاتے ہیں
کہتے ہوئے یہ دل میں اہا ہاری شب برات

جوڑ سے ہے لٹو تیرے پڑے ہر دم سنا کے جو
پھر سے یہ بن بچا سکے جو چاہو سو چھوڑ دو
حاکم کا پیادہ کہتا ہے یوں آن کے تلخ ہو
چھپ جاؤ گے تو دولا وے گی صبح کو
تم سے جو تیرے میں گنہگار رہی شب برات

پکارتے ہیں عشق باز جو لڑکے کی گھات میں
دیتا ہی آنکھ چھوڑے ہیں لڑکے جو رات میں
تو شتا ہی لے کے دیتے ہیں لڑکے کے ہاتھ میں
کیا زرکیا ان سے ہی چھوڑے ہیں تسوئی کے ہاتھ میں
کرتی ہے کام آنکے سے یوں بچاری شب برات

اور جو بہار حسن کے ہیں پاکیزہ یار
کہتے ہیں انکو دیکھ کے آنکھوں میں گھر کیا
گلکاری چھوڑے ہیں جہاں بھبھوکا گلعذار
کیا چاہیے میاں تمہیں ہت پھول اور انار

تم پر تو آپ ہوتی ہے اب واری شب برات

گھنچکر اپنے دم میں کہیں چرخ کھاتے ہیں
ٹوٹے ہوائی سنگ کہیں اڑ اڑ کے آتے سنسنا
زنبیٹ زنبیٹ پٹاخے کہیں غل مچاتے ہیں
لٹکو نکلے یا دو چغول کہیں لڑتے جاتے ہیں
کرتے ہیں پھر تو ایسی دھوان دھار شب برات

آ کر کسی کے سر پہ چھچھوندر لگی کڑی
اوپر سے اور ہوائی کی آ کر پڑی چھڑی
ہوگی گلے کا ہار پٹاخے کی ہر لڑی
پاؤں سے لپٹے شور مچا کر قلم تڑی
کرتی ہے پھر تو ایسی ستمگاری شب برات

چہرہ کسی کا جل گیا آنکھیں جھلس گئیں
چھاتی کسی کی جل گئی باہیں جھلس گئیں
ٹانگیں بھویں کسی کی تو رانیں جھلس گئیں
مونچھیں کسیکی پھک گئیں پلکیں جھلس گئیں
رکھے کسی کی داڑھی پہ چنگاری شب برات

کوئی دوستوں کو دل میں سمجھتا ہے اپنے غیر
کوئی دشمنوں سے دل کا نکالے ہے اپنے بیر
کہتا ہے وان نظیر بھی آتش کی دیکھ سیر
یارب تو سب کی کیجیو برسا برس کی خیر
سب طرح کر رہی ہے نموداری شب برات

بیان خواب دیکھنے میں

یارو ذرا سنو یہ عجب سیر ہے بڑی
صحن چمن میں ابر کی آ کر لگی جھڑی
پیکر شراب عیش کی ہر دم کٹی گھڑی
کل بے خبر جو رات کو سویا میں جس گھڑی
اس خواب میں مجھے اک عمارت نظر پڑی

آئی نظر جو مجھکو وہ نادر محل سرا
دل میں یہ میرے شوق کا مجھکو یقین ہوا
جب اس مکان کے پاس میں ڈرتا ہوا گیا
دیکھوں تو اسکا صحن و در دولت سرا کھلا

آیا جو دل میں دیکھیے چل کر کوئی گھڑی

پہونچا میں جبکہ اُس چمن زرفشان میں
عالم ہر ایک پہ وہ تھیں اور سائبان میں
جھمکے مکان جو اُسکے ہر ایک آن آن میں
کیا دیکھتا ہوں جاتے ہی ہر اک مکان میں

سونے کی کان سے کہ یہی پھرتی سے پڑی

گلشن کہیں ہے شیشہ صراحی کہیں ہے جام
تھی نقرئی زمین تو سونے سے تمام بام
فرشِ طلا کہیں کہیں یکسر جڑت کا کام
طاق و رواق اُسکے جھمکتے تھے یوں مدام

گویا کہ اینٹ اینٹ جواہر کی سے جڑی

دیکھی وہیں سے ہائے پری کافری مہ لقا
صورت وہ قہر چاند سا ٹکڑا وہ بے بہا
اوپر نظر گئی جو مری سر سے تا بپا
اور حسن کا بیان تو ہوتا نہیں ذرا

نقشہ وہ جسکے پاؤں پہ لوٹے پری پڑی

وہ تیر ابرو جان کی قاتل ہر اک نگاہ
مہندی سے جو انگلیوں نے کیے خون بے گناہ
مژگان وہ برچھیوں کو سیے تل ہے سیاہ
آنکھوں میں کھینچ رہا تھا وہ کاجل غضب سیاہ

پڑ جائے جس سے دل میں فرشتوں کے ہر گھڑی

زلفیں وہ مشک ناب سی چہرہ وہ چاند سا
گہنے کا وہ ٹھاٹ یا کہ بدن کی کہوں صفا
جگنو رہا گلے میں ستارہ سا جگمگا
جاتا تھا سرخ جوڑے میں تن یوں جھلک دکھا

گویا شفق میں آن کے بجلی چمک پڑی

رنگت تھی اُسکی دیکھی تو یہ عالم وہ جبیں
بے ساختہ نگاہ پڑی آنکھوں نے وان جو بیں
شاید کہ اسطرح کی نہ ہوگی پری کہیں
دیکھی جو اُس بہار کی کافر وہ نازنیں

واں لوٹ پوٹ ہو گیا جان غش میں جا پڑی

کیا کیا کہوں میں شوخ کے عالم بناؤ کا
تصویر بن رہی تھی لگا سر سے تا بپا
اُس دم نمود ہی تھی اُسکی غضب آن کر بھلا
کافر کھڑی ہوئی تھی عجب ڈھب سے بن بنا
اک ہاتھ میں تھا آئینہ اک ہاتھ میں چھڑی

دیکھی جو میں نے واں یہ طلسمات کی ہوا
عالم جواہرات کا ہر جا جھمک رہا
اُسکے چمک جھمک کی بہاریں کہوں میں کیا
چمکا جو وہ مکان مری آنکھوں میں نور سا
حیرت سے عقل آن کے چکر میں جا پڑی

ایسا مکان تو میں نے نہ دیکھا تھا نے سُنا
دیوانہ ہو میں چار و طرف دیکھنے لگا
چاہا کہ دیکھوں کوٹھے کے اوپر نظر اُٹھا
اتنے میں اک طرف سے جو پردہ سا اُٹھ گیا
بجلی سی کچھ چمک گئی آنکھوں میں اُس گھڑی

آ کر کھڑی ہوئی تھی جو واں ناگہاں وہ شوخ
لیتی تھی ہر نگاہ میں عاشق کی جاں وہ شوخ
کچھ چلبلی نگاہیں تھی کچھ انکھڑیاں وہ شوخ
کرتی تھی سیر چاروں طرف کی جو واں وہ شوخ
اتنے میں پھرتی اُسکی نظر مجھ پہ آ پڑی

اُسکی نگہ کے آنے کا میں کیا کروں بیاں
بجلی تھی یا کہ تیر تھی گولی تھی یا سناں
میری طرف کو دوڑ کے آتے ہی ناگہاں
میری نظر بھی دوڑ کے اُسکی نظر سے ولن
ایسی لڑی کہ خوب لڑی خوب ہی لڑی

پارے نظر کے لڑتے ہی کچھ کم ہوا حجاب
اُلفت کی آ کے دونوں طرف سے کھنچی طناب
اتنے میں دیکھ دیکھ کے وہ رشک ماہتاب
اک بار کھلکھلا کے ہنسی اور آ کر شتاب
کافر وہ میرے پاس ہی آ کر ہوئی کھڑی

کہنے لگی کہ تو نے بلایا ہے کیوں مجھے
دے خواب کو دعا کہ نہ پاتا تو یوں مجھے

چاہت میں اپنی ڈوبا ہوا دیکھا جون مجھے — ہنسکر لپٹ گلے سے لگی کہنے یون مجھے

آ اس محل مین چل کے کرین عیش دو گھڑی

اُس گلبدن سے جبکہ ملی مجھکو آ کے داد — مارے خوشی کے کچھ نہ رہی تن بدن کی یاد

کیونکر بھلا نہ عیش و طرب دل کو ہو زیاد — میری تو اُس پری سے یہی عین تھی مُراد

سُنتے ہی دل کی کھل گئی ہر ایک پنکھڑی

پیالا پلا جو مجھکو اُس آبِ حیات سے — جان آ گئی بدن مین مرے اُسکی بات سے

آخر کو لے چُہل مجھے کوٹھے پہ گھات سے — دو چار جام مجھکو پلا اپنے ہات سے

سو ناز سے پلنگ پہ مرے پاس آ پڑی

آئینے اُسکے کھلگیا دل کا مرے چمن — عیش و طرب کے ابکی پڑنے لگی پھبن

نازک کمر وہ صاف شکم اور وہ نرم تن — گل سا ملا وہ مجھکو نیا گدگدا بدن

رگ رگ مین میری چھُٹ گئی عشرت کی پھلجھڑی

لے کر بغل مین اُسکو لگایا جو مین گلے — سو عشرتون کے دل پہ مرے کھل گئے در کے

حاضر ہوے جب آن کے سب عیش اور مزے — سینہ سے سینہ ملگیا اور لب سے لب ملے

لوٹنے لگی بہار مزہ کی دھڑی دھڑی

ادھر تو جوش حسن ادھر حسن اور جنون — ناز و ادا کی ہونے لگی آ کے دھوپ و چھاؤن

اُن عشرتون مین آہ نصیبونکو کیا کہون — چاہا مین اُس پری سے جو کچھ اور کھیل کھون

اتنے مین ہاے یار مری آنکھ کھل پڑی

یہ حادثہ جو مجھپہ پڑا آ کے یک بیک — آنکھون سے میری اشک کی آنسو ٹپک ٹپک

نیند اُڑ گئی قرار گیا جل گئی پلک — جاگا کیا نظیر مین پھر آہ صبح تک

کیا لگتی آنکھ وہ کہ جو اُس شوخ سے لڑی

در بیان انعام ہائے خدائے زمین و آسمان عز اسمہٗ

ولہ

اے دل کہیں تو جا کے نہ اپنی زبان ہلائے — اور درد اپنے دل کا کسیکو تو مت سنائے
مانگ اُس سے جسکے ہاتھ سے تو پیٹ بھر کے کھائے — مشہور یہ مثل ہے کہون کیا مین تجھسے ہائے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

قادر قدیر خالق و حاکم حکیم ہے — مالک علیک حیّ و توانا قدیم ہے
دونون جہان مین ذات اُسی کی کریم ہے — یعنے اُسی کا نام غفور رحیم ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

ستار ذوالجلال خداوند کردگار — رزاق کارساز مددگار دوستدار
انسان دیو جن و پری فیل و مور و مار — جاری اُسی کے ہاتھ سے ہین سبکے کاروبار

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

کہنے کے تئین اگرچہ وہ اب بے نیاز ہے — پر سب نیازمندون کا اسپر ہی ناز ہے
جتنے ہین بندے سب کا وہ بندہ نواز ہے — جتنی ہے خلق سب کا وہی کارساز ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اہل جہان مین جتنے ہین ان سب کا چھوڑ ہاتھ — نے پانون پڑ کسی کے تو اے دل نہ جوڑ ہاتھ

دو ہاتھ والے چلتے ہیں ان سب سے موڑ ہاتھ — اُس سے ہی مانگ جسکے ہیں اب سو کروڑ ہاتھ

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اُسکے سوا کسی کے کنے گر تو جائے گا — اِس آبرو کو اپنی تو ناحق گنوائے گا
شرمندہ ہو کے یونہیں تو خالی پھر آئیگا — بن حکم اُسکے یار تو اِک جو نہ پائے گا

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زر سیم و لعل دُر کو تو پیارے اُسی سے مانگ — صندوق مال و دولت بسیار اُسی سے مانگ
بیٹا بھی مانگتا ہے تو پیارے اُسی سے مانگ — کوڑی بھی مانگنی ہے تو پیارے اُسی سے مانگ

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

گر وہ دلایا چاہے تو دشمن بھی لا دلائے — اور جو نہ دے تو دوست بھی پھیر اپنا منھ جائے
بن حکم اُسکے روٹی کا ٹکڑا نہ ہاتھ آئے — گر چاہو پانی مانگو تو ہرگز نہ کوئی پلائے

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زردار جسکو سمجھا ہے تو سیٹھ ساہوکار — یہ سب اسی سے مانگیں ہیں دن رات بار بار
ہرگز کسی کے سامنے مت ہاتھ کو پسار — پوری ہی تیری آس کی دینے سے پڑیگی بار

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زردار مالدار کے مت پھیر تو آس پاس
ماں باپ یار دوست جگر سب ہو ہراس
محتاج ہو کے آپ وہ بیٹھا ہے جی اداس
ہر دم اسی کریم کی رکھ اپنے دل میں آس
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

عمدہ ہیں جتنے خلق میں کیا شاہ کیا وزیر
کیا گنج و ملک و مال و مکان تاج کیا سریر
اللہ ہی سے غنی میاں ہیں اور سب فقیر
جو مانگتا ہے اُس سے ہی مانگو میاں نظیر
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

در بیان مکائد اہل دنیا

کیا کیا فریب کہیے دنیا کی فطرتوں کا
جب دوست ملکے لوٹیں اسباب مشفقوں کا
مکر و دغا و دزدی ہے کام اکثروں کا
پھر کس زبان سے شکوہ اب کیجئے دشمنوں کا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

گردن کو ہے اُچکا تو چور رات میں ہے
اُسکی بغل میں گپتی تیغ اُسکے ہاتھ میں ہے
ٹھگ گھات کی کچھ پیچھو ہر بات بات میں ہے
وہ اسکی فکر میں ہے یہ اسکی گھات میں ہے
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

عیار اور اُچکے پھرتے [illegible] میں ہیں
قزاق ہیں مکان پر ٹھگ بازار میں ہیں
دستے ہیں خنجر یا کٹی اپنی میان میں ہیں
پیادہ و مسافر اب جا پھر کس [illegible] میں ہیں

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

اس راہ مین جو آیا سوار لیکے گھوڑا
سو یا سرا مین جا کے تو چور نے جھوڑا
ٹھگ سے بچا تو آگے قزاق نے نہ چھوڑا
تیغا رہا نہ بھالا گھوڑا رہا نہ کوڑا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگونکا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

نادان کو پلا کر اک بھنگ کا پیالہ
دانا ملا تو اسمین گھولا دھتورہ کالا
کپڑے بغل مین مارے اور لے لیا دوشالہ
ہوتے ہی غافل اسکو پھانسی مین کھینچ ڈالا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

جتنے روپے اشرفی یا سیم و زر کا پترا
سیانہ بچے چوک کا سے یہ فن ہے وہ دونترا
پھر جیب کترے مین لاوے ہیں کون ایسا چترا
کترے ہے جیب چڑھکر ہاتھی پہ جیب کترا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

ہو بیٹھا یا سے دیکھ غافل کپڑا اٹھا گھسیٹا
چیلون نے مار چیچے کوٹنے کا سر گھسیٹا
کوٹنے نے وقت پاکر جیٹا پا کا پر گھسیٹا
جو جسکے ہاتھ آیا اُسنے ہی دھر گھسیٹا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

سیانا و چپا ہوتا ہے جو جیب کا کترا ایرا
اور جیب جا ہے واشکا کر کے کنارا

تھا جو چڑھا تو اس کا دانہ وہ کھا سدھارا
اور کچھ بھی چال چوکا تو وہیں چپال مارا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

نکلا ہے شیر گھر سے گیدڑ کا گوشت کھانے
کیا کیا کرے ہیں باہم مکر و دغا بہانے
گیدڑ کی گھن لگا دے خود شیر کو کھلانے
یاں وہ بچا نظیر اک جسکو رکھا خدا نے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

خمسہ بر غزل قدرت

آہ یہ کس شعلہ رو سے طبع اب مانوس ہے
اور جب غم کی طپش جیسے او محسوس ہے
جو سپند آسا جگر اس آگ کا مانوس ہے
کسکی نیرنگی یہ برق شعلۂ فانوس ہے
جو شرر اس سے اٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے

بزم میں تیری صنم جب ہم ستم تر ہو گئے
دیکھ تیرے عشق میں کیا کیا ہوا سے گھر گئے
مر گئے پھر جی اٹھے تڑپا کئے رو کر پھر گئے
صبر اور تسکین یاں سے کوچ کب کا کر گئے
اب وداع تنگ ہے اور رخصت ناموس ہے

ہمنشیں احوال اپنا کوئی کیا تجھ سے کہے
خود بخود یہ دل میں بیخود اب خیال اٹھنے لگے
آدمیت سے گئے سودا ہوا رسوا ہوئے
کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم ہے اور سرزمین روس ہے

چاہئے جب یاں تو کس عشرت سے کیجے زندگی
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
مثل گل کے نزہت و فرحت سے کیجے زندگی
سب طرح سے راحت و حشمت سے کیجے زندگی

اس طرف آوازِ طبل اودھر صدائے کوس ہے

یہ خیال خام اپنے دل میں باندھے تھے پڑے — کھل رہے تھے عیش و عشرت کے طبیعت پر درکے
جب سنا یاں وو دل سے باہم یہ سخن ہونے لگے — سنتے ہی عبرت پکاری اک تماشا میں تجھے
چل دکھاؤں تو جو حرص و آز کا محبوس ہے

پھر مجھے جانا ہے جلدی گلستانوں کی طرف — یا کنارِ آب یا خرم بیابان کی طرف
سن وہ صحرا لے گئی نے باغ و بستانوں کی طرف — لے گئی اکبارگی گورِ غریبانوں کی طرف
جس جگہ جان تمنا ہر طرح مایوس ہے

میں جو واں پہنچا تو اس جا ڈھیر دیکھے خاک کے — کوئی بے سایہ کہیں سایہ کسی پہ کیا کرے
اتنے میں عبرت پکڑ کر ہاتھ میرا خوف سے — مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے تجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت اقلیم دیتی تھی خراج — یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت افلاک سے آتا تھا تاج
یہ وہ ہے جسکا فرشتوں کو نہ ملتا تھا مزاج — پوچھو تو انسے کہ حال حشمت دنیا سے آج
کچھ نہیں انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

کر دیا ہے عشق سے کم نے تو بے طاقت تجھے — اس مرض کی بے طرح لپٹی ہے اب آفت تجھے
بس یہ کہتا ہے نظیر اب کیا کہ حکمت سے تجھے — گر نہ بخشے شافع محشر شفا قدرت سے تجھے
عارضے سے تیرے تو حیران جالینوس ہے

ولہ

شہر آشوب

ہے اب تو کچھ سخن کا مرے کاروبار بند — رہتی ہے طبع سوچ میں لیل و نہار بند

دریائے سخن کی فکر کا ہے موجدار بند
ہو کسطرح نہ منہ مین زبان بار بار بند
جب آگرے کی خلق کا ہو روزگار بند

بے روزگاری نے یہ دکھائی ہے مفلسی
کوٹھے کی چھت نہین ہے یہ چھائی ہے مفلسی
دیوار و در کے بیچ سمائی ہے مفلسی
ہر گھر مین اسطرح سے بھر آئی ہے مفلسی
پانی کا ٹوٹ جاوے ہے جون ایکبار بند

کتنے یہان جو سال کی کھینچین ہین ٹوا کے سال
ناچار قرض دام سے چھپر لیے ہین ڈال
پھونس اور ٹھٹھیرے اسکے ہین ان سر کے بکھرے بال
اُسکے بھرے پھونس سے ہے یہ اُن چھپرون کی کھال
گویا کہ اُنکے بھول گئے ہین چمار بند

دنیا مین اب قدیم سے ہے زر کا بندوبست
اور بے زری مین گھر کا نہ باہر کا بندوبست
آقا کا انتظام نہ نوکر کا بندوبست
مفلس جو مفلسی مین کرے گھر کا بندوبست
مکڑی کے تار کا ہے وہ نااُستوار بند

کتنا ہی گھر مین بیچ نہ تھیلی مین زر رہا
خطرہ نہ چور کا نہ اُچکّے کا ڈر رہا
رہنے کو بن کواڑ کا پھوٹا کھنڈر رہا
کھنکھار جاگنے کا نہ مطلق اثر رہا
آنے سے بھی جو ہو گئے چور و چکار بند

اب آگرے مین جتنے ہین سب لوگ ہین تباہ
آتا نظر کسی کا نہین ایکدم نباہ
مانگو عزیزو ایسے بُرے وقت سے پناہ
وہ لوگ ایک کوڑی کے محتاج اب ہین آہ
کسب و ہنر کے یاد ہین جنکو ہزار بند

صراف بنیے جوہری اور سیٹھ ساہوکار
دیتے تھے سبکو نقد سو کھاتے ہین اب اُدھار
بازار مین اُڑے ہے پڑی خاک بے شمار
بیٹھے ہین یون دوکانون مین اپنی دوکاندار

جیسے کہ چور بیٹھے ہوں قیدی قطار بند

سوداگروں کو سود نہ بیوپاری کو فلاح — بزاز کو ہے نفع نہ پنساری کو فلاح
دلال کو ہے یافت نہ بازاری کو فلاح — دکھیا کو فائدہ نہ پنہاری کو فلاح
یاں تک ہوا ہے آن کے لوگوں کا کاربند

مارے ہیں ہاتھ ہاتھ پہ سب یاں کے دستکار — اور جتنے پیشہ ور ہیں سو روتے ہیں زار زار
کوٹے ہے تن لوہار تو پیٹے ہے سر سنار — کچھ ایک دو کے کام کا رونا نہیں ہے یار
چھتیس پیشے والوں کے ہیں کاروبار بند

زر کے بھی جتنے کام تھے وہ سب کے سب گئے — اور ریشمی قوام بھی یکسر چٹک گئے
زردار اٹھ گئے ہیں تو بٹیے سرک گئے — چلنے سے کام تارکشوں کے بھی تھک گئے
کیا حال تیلے کھینچے جو ہو جاوے تار بند

بیٹھے بساطی راہ میں تنگی سے پچتے ہیں — جلتے ہیں نان بائی تو بھڑبھونجے بھنتے ہیں
دھنیے بھی ہاتھ ملتے ہیں اور سر کو دھنتے ہیں — روتے ہیں وہ جو مشروع دورائی بنتے ہیں
اور وہ تو مر گئے جو بنے تھے ازاربند

گر کاغذی کے حال کے کاغذ کو دیکھیے — مطلق اسے خبر نہیں کاغذ کے بھاؤ سے
ردی قلم دوکان میں گٹھے ہیں پاٹ کے — یاں تک کہ اپنی چٹھی کے لکھنے کے واسطے
کاغذ کا مانگتا ہے ہر اک سے ادھار بند

لوٹے ہیں گرد پیش جو قزاق راہ مار — بیوپاری آتے جاتے نہیں ڈر سے زینہار
کوتوال رو رہیں خاک اڑاتے ہیں [illegible] — ملاحوں کا بھی کام نہیں چلتا میرے یار
ناویں ہیں گھاٹ گھاٹ کی سب وار پار بند

ہر دم کمان گروں کے اوپر پیچ و تاب ہیں
مرتے شبیہ ساز مصور کباب ہیں
صحاف اپنے حال میں غم کی کتاب ہیں
نقاش ان سبھوں سے زیادہ خراب ہیں
رنگ و قلم کے ہو گئے نقش و نگار بند

حجام پر بھی یاں تئیں ہے مفلسی کا زور
کانپے ہے سر بھگوتے ہوئے اسکی پور پور
پیسا کہاں جو سان پہ ہو استروں کا شور
کیا بات ایک بال کٹے یا ترا شے کور
یاں تک ہے استرے و نہرنی کی دھار بند

لذت ہے جنکو حسن کے نقش و نگار سے
آویں اگر وہ لاکھ طرح کی بہار سے
محبوب ہیں جو غنچہ دہن گلعذار سے
کوئی نہ دیکھے انکو نظر بھر کے پیار سے
ایسے دلوں کے ہو گئے آپس میں کار بند

کوئی پکارتا ہے پڑا بھیج یا خدا
کوئی کہے ہے ہاتھ اٹھا بھیج یا خدا
اب تو ہمارا کام تھکا بھیج یا خدا
لے جان اب ہماری تو یا بھیج یا خدا
کیوں روزی ہم پہ کی ہے پروردگار بند

محنت سے ہاتھ پاؤں کے کوڑی نہ ہاتھ آئے
بیکار کب تلک کوئی قرض و ادھار کھائے
دیکھوں جسے وہ کرتا ہے رو رو کے ہائے ہائے
آتا ہے ایسے حال پہ رونا ہمیں تو ہائے
دشمن کا بھی خدا نہ کرے کاروبار بند

آمد نہ خادموں کے تئیں مقبروں کے بیچ
سائیں بیٹھے پڑھنے والے بھی مدرسوں کے بیچ
ناقص ہی سر کھپے ہیں سب نذر و نکلے بیچ
حیران ہیں پیرزادے بھی اپنے گھروں کے بیچ
نذر و نیاز ہو گئی سب ایکبار بند

اس شہر کے فقیر بھکاری جو ہیں تباہ
جس گھر پہ جا سوال وہ کرتے ہیں خواہ مخواہ

بھوکے ہیں کچھ بھجا شیو یا با خدا کی راہ — واں سے صدا یہ آتی ہے پھر مانگیو جب آہ

کرتے ہیں ہونٹ اپنے وہ ہو شرمسار بند

کیا چھوٹے کام والے وہ کیا پیشہ ور غریب — روزی سے آج ہاتھ سے عاجز ہیں یا غریب

ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے جب آ شام عنقریب — اُٹھتے ہیں سب دوکان سے کہکر کہ یا نصیب

قسمت ہماری ہو گئی بے اختیار بند

قسمت سے چار پیسے جنہیں ہاتھ آتے ہیں — البتہ روکھی سوکھی وہ روٹی پکاتے ہیں

جو خالی آتے ہیں وہ قرض لیتے جاتے ہیں — یوں بھی نہ پایا کچھ تو فقط غم کو کھاتے ہیں

سوتے ہیں کر کواڑ کو اک آہ مار بند

کیونکر بھلا نہ مانگیے اسوقت سے پناہ — محتاج ہو جو پھرنے لگی دربدر سپاہ

یاں تک امیر زادے سپاہی ہوئے تباہ — جنکی جلو میں چلتے تھے ہاتھی گھوڑے آہ

وہ دوڑتے ہیں اور کی پکڑے شکار بند

ہے جن سپاہیوں کنے بندوق و سنان — کر دیگا اسکے نام پہ چلہ کا نشان

بندوق کے بند تار تو پیتل کے ہیں کمان — ناچار اپنی روزی کا باعث سمجھکے ہاں

رسّی سے آگے ٹٹیوں باندھے ہیں پیادے سوار بند

جو گھوڑا اپنا بیچ کے زین کو گرو رکھیں — یا تیغ اور سپر کو لیے چوک میں پھریں

پٹکا جو بکتا آوے تو کیا فاقے سے کریں — وہ پیش قبض تک کی [illegible]

پھر اسکا کون مول لے وہ کھینچے وار بند

جتنے سپاہی یاں تھے نہ جانے کدھر گئے — دکھن کے تئیں نکل گئے یا پیشتر گئے

ہتھیار بیچ بیچ کے [illegible] گھر گئے — جب گھر رہے [illegible]

پھر کون پوچھے اُنکو جواب ہے کٹار بند

پھرتے ہین نوکری کو جو تنکر رسالدار — گھوڑے نکی ہے لگام نہ اونٹونکی ہے مُہار
کپڑا نہ لتا مال نہ پرتل نہ بوجھ بھار — یون ہر مکانمین آکے اُترتے ہین سوگوار
جنگل مین جیسے دیتے ہین لا کر اُتار بند

ایسا سپاہ مرد کا دشمن زمانہ ہے — روٹی سوار کو ہے نہ گھوڑے کو دانہ ہے
تنخواہ نے طلب ہے نہ پینا نہ کھانا ہے — پیادے دوالی بند کا پھر کیا ٹھکانا ہے
در در خراب پھرنے لگے جب نقار بند

جتنے ہین آج آگرے مین کارخانجات — سب پر پڑی ہے آن کے روزی کی مشکلات
کس کس کے دُکھ کی روئیے اور کسکی کہیے بات — روزی کے اب درخت کا ملتا نہین ہے پات
ایسی ہوا کچھ آکے ہوئی ایک بار بند

ہے کونسا وہ دل جسے فرسودگی نہین — وہ گھر نہین کہ روزی کی نابودگی نہین
ہرگز کسی کے حال مین بہبودگی نہین — اب آگرے مین نام کو آسودگی نہین
کوڑی کی آکے ایسی ہوئی رہ گذار بند

ہین باغ جتنے یان کے سو ایسے پڑے ہین خوار — کانٹے کا نام اُنمین نہین پھول درکنار
سوکھے ہوئے کھڑے ہین درختان میوہ دار — کیاری مین خاک دھول روش پر اُڑی غبار
ایسی خزان کے ہاتھون ہوئی ہے بہار بند

دیکھے کوئی چمن تو پڑا ہے اُجاڑ سا — غنچہ نہ پھل نہ پھول نہ سبزہ ہرا بھرا
آواز قمریون کی نہ بلبل کی ہے صدا — نے حوض مین ہے آب نہ پانی ہے نہر کا
چادر پڑی ہے خشک تو ہے آبشار بند

بے وارثی سے آگرہ ایسا ہوا تباہ
ٹوٹی حویلیاں ہیں تو ٹوٹی شہر پناہ
ہوتا ہے باغباں سے ہر اک باغ کا نباہ
وہ باغ کسطرح نہ لٹے اور اُجڑے آہ
جسکا نہ باغباں ہو نہ مالک نہ خار بند

کیوں یارو اس مکان میں یہ کیسی چلی ہوا
مفلسی سے ہوش کسی کا نہیں بجا
جو ہے سو اس ہوا میں ہے دیوانہ ہو رہا
سو وا ہوا مزاج زمانہ کو یا خدا
تو ہے حکیم کھولدے اب اسکے چار بند

ہو میری حق سے اب یہ دعا شام اور سحر
کر آگرے کی خلق پہ اب مہر کی نظر
سب کھاویں پیویں یاد رکھیں اپنے اپنے گھر
اس ٹوٹے شہر پر بھی الٰہی تو فضل کر
کھلجاویں ایک بار تو سب کاروبار بند

عاشق کہو اسیر کہو آگرے کا ہے
ملا کہو دبیر کہو آگرے کا ہے
مفلس کہو فقیر کہو آگرے کا ہے
شاعر کہو نظیر کہو آگرے کا ہے
اسواسطے یہ اُسنے لکھے پانچ چار بند

شہر اکبرآباد کی تعریف میں

شہر مکاں میں اب جو ملا ہے ہمیں مکاں
کیونکر نہ اپنے شہر کی خوبی کروں بیاں
دیکھی ہیں آگرے میں بہت ہمنے خوبیاں
ہر وقت اسمیں شاد رہے ہیں جہاں تہاں
رکھیو الٰہی اُسکو تو آباد جاوداں

ہر صبح اسکی رکھتی ہے وہ نور گستری
شرمندہ جسکو دیکھ کے ہو عارض پری
ہر شام بھی وہ مشک ملاحت سے ہے بھری
لیلی کی جعد کرنہ سکے جسکی ہمسری
دل روئے مہر طلعت و شب زلف مہوشاں

باغات پر بہار عمارات پرنگار
بازار وہ کہ جسپہ چمن دل سے ہو نثار
محبوب دلفریب گل اندام و گلعذار
گلبن کہیں ہیں آپ کو گلزار پر بہار
کوچے کہیں ہیں اپنے تئیں صحن گلستان

آب و ہوا کے لطف کوئی کیا کیا اب کہے
دیکھو جدھر اُدھر گل عشرت ہیں کھل رہے
ایدھر کو جھکتے ہیں تو اُدھر کو جھکے
اشجار باغ و شہر وہ سر سبز لہلہے
سبزوں کو جنکے دیکھکے حیران ہو آسمان

ہر فصل میں وہ ہوتے ہیں پاکیزہ میوہ جات
دیکھے تو پھر نبات سے کچھ بن نہ آوے بات
شہد اُنپہ آٹھ پہر لگائے رہے ہے گھات
قند و شکر بھی دل سے فدا ہوں دن اور رات
رہتے ہیں آپ اُنکے وصف میں ہر دم شکر فشان

بحر چمن کو دیکھو تو جیسے چمن کی نہر
لاکھوں بہاریں رکھتی ہے ایک ایک جسکی لہر
کوئی نہاوے اور کوئی منہ دھوکے شاد بہر
اُس پر ہجوم رکھتے ہیں یوں ساکنان شہر
شمشاد و سرو ہوتے ہیں جوں نہر پہ عیان

گریاں کے پیرنے کا کروں وصف میں رقم
تو بحر صفحہ بیچ لگے پیرنے قلم
پیرے ہیں اس روش کی بہاروں سے ہو بہم
سو سو چمن بھرے ہوئے شبنم سے دمبدم
جاتے ہیں پیر نظر وہیں دریا کے درمیان

اہل شنا جو کرتے ہیں سو سو طرح شنا
لہریں نشاط و عیش کی اُٹھتی ہیں لہلہا
ملتا نہیں کنارہ کچھ عشرت کے بحر کا
ساحل پہ جوش خلق سے ملتی نہیں ہے جا
ہوتا ہے وہ ہجوم کبھی اک بحر بیکران

یارو عجب طرح کا یہ دلچسپ ہے مقام
ہوتے ہیں ایسے کتنے ہی خوبی کے ازدحام

ہر طور دل رہے ہے خوش و طبع شاد کام — میری نظیر دل سے یہی ہے دعا مدام
ہنستا رہے یہ شہر بصد امن اور امان

کنکوّے اور پتنگ کی تعریف میں

یاں جن دنوں میں ہوتا ہے آنا پتنگ کا — ٹھہرے ہے ہر مکان میں بنانا پتنگ کا
ہوتا ہے کثرتوں سے منگانا پتنگ کا — کرتا ہے شاد دل کو اُڑانا پتنگ کا
کیا کیا گھروں میں شور مچانا پتنگ کا

اُڑنا دو باز کا ہے وہ شوخی کی دستگاہ — دیکھے تو باز جرّے کو ہو اسکی دل سے چاہ
شکرے کی باز آوے نہ اسجا کبھی نگاہ — بحری کرے بھی دیکھ یہ کہتے ہیں واہ واہ
ایسا ہے ناز و حسن دکھانا پتنگ کا

ہر لحظہ اس بہار سے اُڑتا ہے للرا — بلبل سمجھ کے گل جسے ہو جاوے مبتلا
گھائل کے اُڑنیکی بھی صفت اب نہیں کہا — گھائل جو عشق کے ہیں یہ کہتے ہیں برملا
ہے دل میں خوب شوق بڑھانا پتنگ کا

اُڑنا لنگوٹیے کا ہے ایسا کچھ ارجمند — گوشے سے جسکو دیکھتے آوے لنگوٹ بند
اور چاند تارے کی بھی چمک چاند سے دو چند — اُڑنا پہاڑیے کا بھی ہے اسقدر بلند
اُکھڑے تو پھر فلک پہ ہو جانا پتنگ کا

تکلے کے اُڑنے میں بھی وہ خوبی ہے آشکار — مچھلی نگہ کی دیکھ کے ہو جسکو بیقرار
ٹپّے کے مول کا بھی دینا ہے خوش نگار — دیکھے بھی ابلقے کو چڑھاتا ہے بار بار
چنچل بن اسقدر ہے جتانا پتنگ کا

اُڑنا گھرییے کا بھی میں کیا کروں بیان — دیکھیں درخت پہ جسے چڑھ کر گلہریاں

اور ہے وہ دھاریے کی بھی کچھ اور آن بان ۔۔۔ حیران ہو جس سے تیغ نگاہ پری رخان
پھر کس طرح نہ دل ہو دوانا پتنگ کا

اُڑتا ہے اس طریق سے وہ جو ہے مانگ دار ۔۔۔ ہوتا ہے جس پہ گوہر دل دیکھکر نثار
نیم بوزیے کی کانپ کا جھکنا یہ لال دار ۔۔۔ اور پیندی پان کی بھی کچھ اس طور کی بہار
گویا ہوا میں گل ہے کھلانا پتنگ کا

بمنا بھی اپنی دیتا ہے جس وقت خوبی کھول ۔۔۔ نکلے ہیں واہ واہ کے ہر اک زباں سے بول
اور ہے دو کونیے کی بھی اک اک ادا امول ۔۔۔ اڑتا ہے کل سرے میں بھی شیرازیوں کا غول
جدھر ہے نوک جھوک نکلنا پتنگ کا

جسکے بھی وصف کرنے میں جیکا رہوں کیا ۔۔۔ شرمندہ ہو کبوتر چپ جس سے دائما
غالب ہے گلہری اُڑنے پہ ٹکری کا مرتبا ۔۔۔ چوکتے جھلیں ہوں اُڑتے جبکہ چوکھڑا
اس زور سے ہوا پہ ہے جانا پتنگ کا

اُڑتے ہیں اس ہجوم سے کنکوے چپے ۔۔۔ کوا کپڑ نیسے گویا کوے ہیں اُڑ رہے
چھوٹی بھی تکل ایسی کہ رنج سے فقط اُڑے ۔۔۔ چھجا وہی سنڈھاؤں میں کچھ اسقدر بڑھے
لازم ہے گر کہیں اُنھیں نانا پتنگ کا

پتلی کمر کو موڑے ہیں جس وقت کج کلاہ ۔۔۔ باہیں دراز کرتے ہیں سب جن سے خواہ مخواہ
یہ شکل دیکھکر کوئی کہتا ہے واہ واہ ۔۔۔ اپنا سطرف لڑے گی بھلا کا ہے کو نگاہ
دل میں تو کھپ رہا ہے لڑانا پتنگ کا

لاتا ہے پھیر پھیار سے کل جو اپنی ڈاں ۔۔۔ کہتا ہے کوئی اُن سے خبردار ہو میاں
اپنے پیچ پڑنے کو ہیں نسے اتنی کھلیاں ۔۔۔ گھبرا کے کٹتے اسکے نہ چھپتے وہ میرجان

اچھا نہیں ہے مفت کٹانا پتنگ کا

گر پیچ پڑ گئے تو یہ کہتے ہیں دیکھیو — رہ رہ اسی طرح سے نہ اب پیچ ڈھیل کو
ہیلے تو ان قدم کے تئیں اور میاں رکھو — پھر ایک رگڑا دیکے ابھی اسکو کاٹ دو
ہیگا اسی میں فتح کا پانا پتنگ کا

کٹتا ہے جو پتنگ تو پھر لوٹنے اسے — دو دو ہزار دوڑتے ہیں چھوٹے اور بڑے
کاغذ ذرا سا ملتا ہے یا ٹکڑے کانپ کے — جب اسطرح کی سیر بھلا آنکر پڑے
پھر سوچئے تو کیا ہے ٹھکانا پتنگ کا

اس آگرے میں یہ بھی تماشا ہے دلپذیر — ہوتے ہیں دیکھ شاد جیسے خرد اور کبیر
کیونکر نہ دل پتنگ کی ہو ڈور میں اسیر — خوباں کے دیکھنے کے لیے کیا میاں **نظیر**
ہے یہ بھی ایک طرفہ بہانا پتنگ کا

کبوتر بازی

ہیں عالم بازی میں جو ممتاز کبوتر — اور شوق کے طائر سے ہیں انباز کبوتر
بھاتے ہیں بہت ہمکو یہ طناز کبوتر — مدت سے جو سمجھیں ہیں ہمیں ہمراز کبوتر
پھر ہم سے بھلا کیونکہ رہیں باز کبوتر

حیوان ہیں گو پر عجب انداز کے پر ہیں — صورت میں ہیں پر یار تو سیرت میں بشر ہیں
آواز سے واقف ہیں اشاروں سے خبر ہیں — پرواز میں ہمشہپر عنقا سے نظر ہیں
کیا گولے ہوں اور کیا ہوں گرہ باز کبوتر

کیا بلبل و قمری و چہے پدڑی و بٹیرے — چنڈول گن لال بئے ابلقے طوطے
کیا طوطی و مینا و بئے تیتر و شکرے — طائر ہیں غرض بازی اشغال کے جتنے

کی غور تو ہیں سب سے سرافراز کبوتر

ہیں بصری اور کابلی شیرازی نادر چویا چندن و سبز ملکھی ششتر واکر
طاؤسی کل پوٹے نیلے گلی چپتر تارونکی وہ انداز نہیں بام فلک پر
جو کرتے ہیں چھتری کے اوپر ناز کبوتر

لقے ہیں ادھر اپنی کساوٹ کو دکھاتے جتنے ہیں اُدھر سیری اپنی جتاتے
ہیں جوگیے بھی رنگ کئی جوگ کے لاتے پریون کے پرے دیکھکے ہیں چرخ مین آتے
جب حلقہ زنان کرتے ہیں پرواز کبوتر

گلپری و بیٹ و چپ و تفئی و نکھرے زرچے وہ گل آنکھ اور لال آنکھ اودے و زردے
کچھ کابرے پیرے مسی و توسی و پلکے پھرتے ہیں ٹھمک چال سُناتے ہیں خوشی سے
کیا کیا وہ غٹرغون سے خوش آواز کبوتر

سیمائی اور گجا گھری تنبولی پان لال کچھ اگری اور سرمئی اور عنبری و خال
بھورے ملکسی تانبڑے پیر بھی خوش احوال کچھ سبزے اور کاسنی لوٹن بھی سبکبال
کھولے ہیں گرہ دل کی گرہ باز کبوتر

کوکرے جدھر کے تئیں چھپی کو بلاوین کچھ ہووے غرض پھر وہ اُسی سمت کو جاوین
ٹٹی کو نہ چھڑکاوین تو پھر گھر کو نہ آوین چھوڑا انکو نظیر اپنا دل اب کس سے لگاوین
اپنے تو لڑکپن سے ہیں دمساز کبوتر

ہولی کی بہارین

جب پھاگن رنگ جھمکتے ہوں تب دیکھ بہارین ہولی کی اور دف کے شور کھڑکتے ہوں تب دیکھ بہارین ہولی کی
پریون کے رنگ دمکتے ہوں تب دیکھ بہارین ہولی کی ساغر مے کے چھلکتے ہوں تب دیکھ بہارین ہولی کی

محبوب نشے میں چھکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

ہو ناچ رنگیلی پریوں کا بیٹھے ہوں گلرو رنگ بھرے
کچھ بھیگی تانیں ہولی کی کچھ ناز و ادا کے ڈھنگ بھرے
دل بھولے دیکھ بہاروں کو اور کانوں میں آہنگ بھرے
کچھ طبلے کھڑکیں رنگ بھرے کچھ عیش کے دم منھ چنگ بھرے
کچھ گھنگرو تال چھنکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

سامان جہاں تک ہوتا ہے اس عشرت کے مطلوبوں کا
وہ سب سامان مہیا ہو اور باغ کھلا ہو خوبوں کا
ہر آن شرابیں ڈھلتی ہوں اور ٹھٹھ ہو رنگ کے ڈوبوں کا
اس عیش مزے کے عالم میں اک غول کھڑا محبوبوں کا
کپڑوں پر رنگ چھڑکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

اور ایک طرف دل لینے کو محبوب بھویوں کے لڑکے
ہر آن گھڑی گت بھرتے ہوں کچھ گھٹ گھٹ کے کچھ بڑھ بڑھ کے
کچھ ناز جتاویں لڑ لڑ کے کچھ ہولی گاویں اڑ اڑ کے
کچھ لچکیں شوخ کمر پتلی کچھ ہاتھ چلے کچھ تن پھڑکے
کچھ کافر نینیں مٹکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

یہ دھوم مچی ہو ہولی کی اور عیش مزے کا جھکڑ ہو
اس کھینچا کھینچ گھسیٹی پر بھڑوے رنڈی کا پھکڑ ہو
معجون شرابیں ناچ مزا اور ٹکیا سلفا ککڑ ہو
لڑ بھڑ کے نظیر پھر نکلا ہو کیچڑ میں لتھڑ پتھڑ ہو
جب ایسے عیش مہکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

در مذمت دنیائے دوں

کچھ عجب ہے دنیا کی اور کیا کیا جنس اکٹھی ہے
یاں مال کسی کا میٹھا ہے اور چیز کسی کی کھٹی ہے
کچھ پکتا ہے کچھ بھنتا ہے پکوان مٹھائی بٹتی ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ چولہا ہانڈی نہ بھٹی ہے
غل شور مچا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی تاج جواہر سے پہنے کوئی تخت زر پر ابھرا ہے
کوئی کپڑے رنگے پہنے ہے کوئی گدڑی سی اوڑھے جاتا ہے

کوئی بھائی باپ چچا نانا کوئی دادا پوتا کہتا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نے رشتہ ہے نے ناتا ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی پھول کے بیٹھے مسند پر کوئی رگڑے اپنی ایڑی کو
کوئی بولے اپنا مجھ سے لو اور سیر ہو سوکھی کو دو
کوئی لڑتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی جھگڑے حق ناحق کو
جب دیکھا خوب تو آخر کو کچھ لینا ایک نہ دینا دو

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

رمال نجومی عامل ہے اور فاضل ملا سیانا ہے
کوئی عاقل کامل ہے دانا کوئی مست پڑا دیوانا ہے
تعویذ فلیتا فال فسوں اور جادو منتر لاتا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو سب حیلہ مکر بہانا ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی لوٹے کو نیچے گلیوں میں تیار کسی کا ڈیرا ہے
کوئی باغ گلستاں ہوتا ہے اور گھیر کسی کا گھیرا ہے
نت قضیے جھگڑے رہتے ہیں یہ میرا ہے یہ تیرا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نے تیرا ہے نے میرا ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی ٹوپی ٹوپ بناتا ہے کوئی باندھ رہا پھر عمامہ ہے
کوئی صاف برہنہ پھرتا ہے نے کپڑا نہ پاجامہ ہے
کمخواب اگرنی اور گاڑھے کا نت قصہ ہے ہنگامہ ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نا پگڑی ہے نا جامہ ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

اب کس کا رنگ بیاں کیجے اور کس کا روپ بھلا کہیے — اگر ہم کی پیٹھ لگی ہے پیا اب ہو وہ مزا جیسا کہیے
یہ سیر تماشے دیکھ نظیر اب جا کہیے بجا کہیے — کچھ بات نہیں بن آتی ہے چپ چاپ پہیلی کیا کہیے

غل شور ہوا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

خوشامد کے بیان میں

دل خوشامد سے ہر اک شخص کا کیا راضی ہے — آدمی جن و پری بھوت بلا راضی ہے
بھائی فرزند بھی خوش باپ چچا راضی ہے — شاد مسرور غنی شاہ و گدا راضی ہے

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

اپنا مطلب ہو تو مطلب کی خوشامد کیجے — اور نہ ہو کام تو اس ڈھب کی خوشامد کیجے
اولیا انبیا اور رب کی خوشامد کیجے — اپنے مقدور غرض سب کی خوشامد کیجے

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

چار دن جس کو خوشامد سے کیا جھک کے سلام — وہ بھی خوش ہو گیا اپنا بھی ہوا کام میں کام
بڑے عاقل بڑے دانا نے نکالا ہے یہ دام — خوب دیکھا تو خوشامد ہی کی آمد ہے تمام

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

پیار سے جوڑ دئے جس کی طرف ہاتھ جو آہ — وہیں خوش ہو گیا کرتے ہی وہ ہاتھ نگاہ
غور سے ہم نے جو اس بات کو دیکھا واللہ — کچھ خوشامد ہی بڑی چیز ہے اللہ اللہ

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

عیش کرتے ہیں وہی جنکا خوشامد کا مزاج
ہاتھ آتا ہے خوشامد سے مکان ملک و تاج
جو نہیں کرتے وہ رہتے ہیں ہمیشہ محتاج
کیا ہی تاثیر کی اس نسخہ نے پائی ہے رواج

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

خوب دیکھا تو خوشامد کی بڑی کھیتی ہے
مان خوشامد کے سبب چھاتی لگا لیتی ہے
غیر کیا اپنے ہی گھر بیچ یہ سکھ دیتی ہے
نانی دادی بھی خوشامد سے دعا دیتی ہے

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

بی بی کہتی ہے میاں آ ترے صدقے جاؤں
خالہ کہتی ہے کہ کچھ کھا ترے صدقے جاؤں
ساس بولی کہیں مت جا ترے صدقے جاؤں
سالی کہتی ہے کہ بھیا ترے صدقے جاؤں

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

آ پڑا ہے جو خوشامد سے سروکار اسے
آشنا ملتے ہیں اور چاہے ہیں سب یار اسے
ڈھونڈتے پھرتے ہیں الفت کے خریدار اسے
اپنے بیگانے غرض کرتے ہیں سب پیار اسے

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

روکھی اور بے روغنی آپ کی خوشامد کیجے
نان بائی دکیا بی کی خوشامد کیجے

ساقی و جام شرابی کی خوشامد کیجیے
پارسا رند خرابی کی خوشامد کیجیے
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

مرد و زن طفل و جوان خرد و کلان پیر و فقیر
جتنے عالم میں ہیں محتاج و گدا شاہ و وزیر
سب کے دل ہوتے ہیں پھندے میں خوشامد کے اسیر
تو بھی واللہ بڑی بات یہ کہتا ہے نظیر
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

تاج گنج کے روضے کی تعریف میں

یارو جو تاج گنج یہاں آشکار ہے
مشہور اسکا نام بہ شہر و دیار ہے
خوبی میں سب طرح کا اُسے اعتبار ہے
روضہ جو اُس مکان میں دریا کنار ہے
نقشے میں اُسکے یہ بھی عجب خوش نگار ہے

روضے میں یوں تو ہیں مکان خوب [illegible]
پر اس مکان کی خوبیاں کیا کیا کروں بیان
[illegible] سب ہے قمر نشان
ایسا چمک رہا ہے تجلّی سے یہ مکان
جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے

[illegible]
گرد اُسکے گرد یاں جو جھکتی ہوئی ہیں چند
[illegible]
ایسا ہلال اُس میں [illegible] پسند
[illegible]

[illegible]
وہ [illegible] ہیں خوش اساس
[illegible]
آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی باس

ہوتا ہے شاد اُس مین جو کرتا گذار ہے

ہین جسمین مکان کے وہ دو مقدین جو یان
گرد اُن کے ایک جالی مجر ہے درفشان
سنگین گل جو اُسمین بنائے ہین نشان
پتی کلی سہاگ رگ و رنگ ہے عیان
جو نقش اُسمین ہے وہ جواہر نگار ہے

دیوار و پسیر ہین سنگ مین نازک نگار
آئینے بھی لگے ہین تجلی ہو تابدار
دروازے پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار
ہر گوشے پر کھڑے ہین جو مینار اُسکے چار
چارون سے طرفہ اوج کی خوبی دوچار ہے

پہلو مین ایک برج ہے کہتے ہین اُسے
آتے نظر ہین اُس سے مکان دور دور کے
مسجد ہے ایسی جسکی صفت کس سے ہو سکے
پھر اور بھی مکان ہین ادھر اور اُدھر کھڑے
دروازۂ کلان بھی بلند استوار ہے

جو صحن باغ کا ہے وہ ہے دلکشا سوا
آتی ہے جسمین گلشن فردوس کی ہوا
ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف ہوا
ہلتی ہین ڈالیان سبھی ہر گل ہے جھولتا
کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے

سروسہی کھڑے ہین قرینے سے قسترن
کوکو کرے ہین قمریان ہو کر شکر شکن
رابیل سیوتی سے سبز ہے ہین چمن چمن
گلنار لالہ و گل و نسرین نسترن
فوارے چھوٹ رہے ہین روان جوئبار ہے

وہ تاجدار شاہ جہان صاحب سریر
بنوایا ہے اُنھون نے لگا سیم و زر کثیر
جو دیکھتا ہے اُسکو یہ ہوتا ہے دلپذیر
تعریف اس مکان کی مین کیا کیا کرون نظیر
اسکی صفت تو شہرۂ روزگار ہے

در حمد الٰہی

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم — الٰہی تو غفار ہے اور رحیم
مقدس معلّی منزہ عظیم — نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم
تری ذات والا ہے یکتا قدیم

ترے حسن قدرت نے یا کردگار — کیے ہیں جہاں میں دو نقش و نگار
پہونچتی نہیں عقل انھیں ذرہ وار — تحیر میں ہیں دیکھکر بار بار
ہیں جتنے جہاں میں ذہین و فہیم

زمیں پر سماوات گرداں کیے — نجوم انمیں کیا کیا درخشاں کیے
نباتات بیحد نمایاں کیے — عیاں تجھسے دُر و مرجاں کیے
تجھی سے جواہر کیے اور زر و سیم

شگفتہ کیے گل سر فصل بہار — عنادل کبھی اور قمری و کبک سار
بر و برگ و نخل و شجر شاخسار — طراوت سے خوشبو سے ہنگام کار
رواں کی صبا ہر طرف اور نسیم

بیاں کب ہو خلقت کی انواع کا — جو کچھ حصر ہووے تو جا دے کہا
خصوصاً بنی آدم خوش لقا — شرف ان سبھوں میں انھیں کو دیا
یہ اسلام و ایمان و دین قدیم

عطا کی انھیں دولت معرفت — عبادت اطاعت نکو منزلت
حیا حسن و الفت ادب مصلحت — تمیز و سخن خلق خوش مکرمت
فراواں دیے اور ناز و نعیم

ترا شکر احسان ہو کس سے ادا ہمیں مہر سے تو نے پیدا کیا
کیے اور الطاف بے انتہا نظیر اس سوا کیا کہے سر جھکا
یہ سب تیرے اکرام ہیں یا کریم

منقبت جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تم شہِ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفٰے سرگروہِ مسلمیں ہو یا محمد مصطفٰے
حاکمِ دینِ متیں ہو یا محمد مصطفٰے قبلۂ اہلِ یقیں ہو یا محمد مصطفٰے
رحمۃ للعالمین ہو یا محمد مصطفٰے

آسماں تم نے شبِ معراج کو روشن کیا عرش و کرسی کو قدم اپنے سے دی تم نے ضیا
رنگ و بو جنت کے گلشن کی بڑھائی برملا جس جگہ وہم ملائک کو نہیں ملتی ہے جا
واں کے تم مسند نشیں ہو یا محمد مصطفٰے

ہے تمہاری پشت پر مہرِ نبوت کا نشاں اور تمہارا وصف طٰہٰ و یٰسیں ہیں عیاں
معجزے جو ہیں تمہارے اُن کا کب ہووے بیاں کشورِ اعجاز جو ہے اُس کے تم با عز و شاں
صاحبِ تاج و نگیں ہو یا محمد مصطفٰے

تم کو ختم الانبیا حق نے بھی جب پیدا کیا اور سدا روح الامیں آ کے ادب سے وحی لے
کس نبی کو یہ رہا ہے جو ہیں تمہارے مرتبے ہے نبوت کا جو اقدس بحر ہیں اُس بحر کے
گوہرِ یکتا تمہیں ہو یا محمد مصطفٰے

ہیں جو یہ دونوں جہاں کی آفرینش کے چمن تم میں کیا کیا کچھ عیاں ہیں صنعِ خالق کے حسن
باعثِ خلق اُن کے ہو تم یا حبیبِ ذوالمنن اور اک مطلع پڑھو نظیر اب جس سے کہ سخن
ہم سدا وصف کے قریں ہو یا محمد مصطفٰے

تم ظہور اولین ہو یا محمد مصطفےٰ — تم ہی خیر الآخرین ہو یا محمد مصطفےٰ
ہمدم جان آفریں ہو یا محمد مصطفےٰ — وجہ قرآن مبین ہو یا محمد مصطفےٰ
نزہت بستان دین ہو یا محمد مصطفےٰ

احمدِ مختار ہو تم یا شہِ ہر دوسرا — ہے تمہارے حکم کے تابع قدر بھی اور قضا
خلق میں خواہش ہے تم جیسا اگر کچھ ہو بنا — دیا اک پل درمیاں آئے نہیں ممکن ذرا
جس گھڑی چاہو وہیں ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کے نقش قدم سے جو مشرف ہو زمیں — دیکھتا ہے اُسکی رفعت رات دن عرش بریں
راز تو خلقت کے تمکو ہی کھلے ہیں شاہ دیں — اور جو جو کچھ کہ ہیں اسرار رب العالمیں
سب کے تم برحق امیں ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کا فضل و کرم کونین میں مشہور ہے — اور تمھیں ہر طور سے لطف و کرم منظور ہے
حشر میں گرچہ سزا ملنے کا بھی دستور ہے — کیا ہوا لیکن دل اس اُمید سے مسرور ہے
تم شفیع المذنبین ہو یا محمد مصطفےٰ

مخبر صادق ہو تم اور حضرت خیر الوریٰ — سرورِ ہر دوسرا اور شافع روز جزا
ہے تمھاری ذات والا منبع لطف و عطا — کیا نظیر اک اور بھی سب کی مدد کا آسرا
یاں بھی تم واں بھی تمہیں ہو یا محمد مصطفےٰ

مخمس بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

نمیدانم کہ این مردم کیا شد — چو یاران رفتہ ز خود بگذرانند
ولا بیش آن کہ این عالم برا شد — بیفگن خیمہ تا محمل برا شد
کہ ہمراہان آن عالم روا شد

میاں اس جا تجبر ذات شاہ و شد — نہ بھائی ہے کوئی اپنا نہ فرزند

نہ ہو دنیا کے رشتوں میں تو پابند ۔ زن و فرزند و یار و خویش و پیوند

برادر خواندگان کاروانند

جہاں تک یہ تماشے ہیں مقابل ۔ ارے ناداں یہ سب ہیں نقش باطل
اگر دانا ہے تو اے مرد عاقل ۔ نباید بستن اندر رستے دل

کہ بے ایشان بسے تا بمانند

تکبر میں نکمہ عمر اپنی برباد ۔ مچا مت اپنے ہاتھوں واویداد
تجھے کیا آہ یہ نکتہ نہیں یاد ۔ نہ اول خاک بود است آدمی زاد

بہ آخر چون ببندیشی ہمانند

تونگر کیا غنی کیا شاہ درویش ۔ امیر وقت کیا محتاج دلریش
سبھوں کو ایک دن چلنا ہے درپیش ۔ پس آن بہتر کہ اول آخر خویش

ببندیشند و قدر خود بدانند

سراسر کام ہیں دنیا کے گندے ۔ غرور و کبر میں مت اپنا تن دے
ذرا تو دیکھ اے خالق کے بندے ۔ زمین [illegible] خلق و چندے

ہنوز از کبر سر بر آسمانند

گیا اکڑ نہیں گورستاں میں دل سرد ۔ پڑی ہی اکڑی تھی واں ہر قبر پر گرد
جو دیکھا ہے با چشم و رخ زرد ۔ لگے برتر سے فریاد سے کرد

کہ اینہا پادشاہان جہانند

یہ وہ ہیں جنکے تن تھے گورے گورے ۔ مرصع جام و زرینا آبخورے
[illegible] ۔ [illegible]

ببین تا پادشہ یا پاسبانند

کہاں ہے انکی وہ شانِ جلالت — کہاں وہ تاج و تخت و ملک و دولت
یہ سنکر مجھ سے وہ صاحب کرامت — بگفتا تختہ بر کندن چہ حاجت
کہ میدانم کہ مشت استخوانند

گھڑی کی عمر ہو یا لاکھ کا سن — نظیر اس بزم سے چلنا ہے اک دن
جو ہوں بیمار ظاہر یا کہ باطن — نصیحت دار و ستے تخست ولیکن
نہ دار و خانۂ سعدی ستانند

خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

کہاں وہ کیقبادی کارخانہ — کہاں وہ مے وہ جام خسروانہ
کہوں کیا تجھ سے اے یار یگانہ — سحر گاہانہ مخمور شبانہ
گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ

پڑا جب گوش میں وہ نالۂ نے — تو سوجھی اور ہی عالم کی اک شے
ہوئی مستی وہ مدہوشی جو درپے — نہادم عقل را رہ توشہ از مے
بہ ملک عاقبت کردم روانہ

کیا پہلے ہی ساغر نے یہ دل شاد — کہ سر اپنا رہا مجھکو نہ پایاد
تو مجھکو کر کے اور اک جام امداد — نگار مے فروشم عشوہ داد
کہ ایمن گشتم از مکر زمانہ

ہوا جب میں نہایت شاد و خرم — تو رکھکر سر قدم پر اسکے ہر دم
کہا میں نے اسے اے ساقی جم — بدہ کشتی مے تا خوش برانم

درین دریاے ناپیدا کرانہ

کیا ہے گر تجھے منزل سے محرم　　تو رستے مین نچھوڑا سے خضر عالم
کہا جب مین نے یہ نکتہ تو اُستادم　　زساقیِ کمان ابرو شنیدم

کہ اے تیر ملامت را نشانہ

یہ رہ باریک ہے اور تو ہی فربہ　　گمان اس عزم کے ہرگز نکریہ
گمان و وہم کی جاگہ نہین یہ　　برو این دام بر مرغ دگر نہ

کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

اگر ہے تجھکو اس رہ سے سروکار　　تو ہو سب ماسوا سے تارک آیار
نہ رکھیو بوخودی کی کچھ خبردار　　نہ بندی زان میان طوق کمر دار

اگر خود را ببینی در میانہ

وہی عاشق وہی معشوق دلجوست　　وہی تو اور وہی مغز اور وہی پوست
وہی حامی وہی دشمن وہی دوست　　شراب و ساقی و شاہد ہمہ اوست

خیال آب گل در رہ بہانہ

نظیر اب چو تو شیدائیست حافظ　　تن خاکی عجب جائیست حافظ
نہ دریا کو نہ صحرائیست حافظ　　وجودِ ما معمائیست حافظ

کہ تحقیق فسون ست و فسانہ

مخمسہ ثانی

تھا جو ازبسکہ مین عصیانمین خراب آلودہ　　طاعت مکر سے رہتا تھا حجاب آلودہ
اہل تقوی کا سمجھ داتہ و آب آلودہ　　دوش رفتم بدر میکدہ خواب آلودہ

خرقہ تر دامن و سجادہ شراب آلودہ

لیکیا شوق جو ان سبکو اٹھا دوش بدوش
جاتے ہی در پہ گرا پیر مغاں کے مدہوش
دیکھکر مجھکو پڑا خواب میں غفلت کے خموش
آہ افسوس کناں مغبچۂ بادہ فروش

گفت بیدار شو اے رہرو خواب آلودہ

جب میں جاگا تو کہا اس نے یہ شیریں سخنی
یعنی ہے جان تری عشق مجازی کی بنی
دور کر دل سے یہ غفلت جو ہے خوباں کی بنی
در ہوا اب شیریں دہناں چند کنے

جوہر روح بہ یاقوت مذاب آلودہ

اے ہوسناک یہ ہے میکدۂ قدس مقام
پیتے مستان ازل کرتے ہیں یاں شرب مدام
تو بھی وہ مے جو پیا چاہے تو اے نیک انجام
شست و شوئے کن و آنگہ بخرابات خرام

تا نگردد ز تو این دیر خراب آلودہ

گر تجھے عشق حقیقی سے ہے کچھ دی توفیق
تو تو سیکھ ان کے یہاں اہل طریقت کا طریق
ایک ادنیٰ سا یہ اس عشق کا نکتہ ہے دقیق
آشنایان رہ عشق دریں بحر عمیق

غرقہ گشتند و نگشتند بآب آلودہ

یہ وہ دریا نہیں تو جس میں کرے آ کے شنا
یہ تو ہے معدن انوار یقیں صدق و صفا
گر تو چاہے کہ ہو یاں آ کے تو اے غرق فنا
پاک و صافی شو و از چاہ طبیعت بدر آ

کہ صفائی ندہد آب تراب آلودہ

ہے تو بہتر ہے اسے عشق میں یا خانہ بدوش
کل عجب طرح کا اک نکتہ ہوا گوہر گوش
کچھ جو حافظ سے کہا یاں تو ہوا دوش بدوش
گفت حافظ برو این نکتہ بیاران مفروش

آہ ازیں لطف بانواع عتاب آلودہ

خمسہ بر غزل خود

تھا وصل کا جب طور تو تھا دل میں دوبالا
کیونکر نہ بہے اشک سے اب اشک کا نالا
ویسا ہی فلک نے یہ خلل ہجر کا ڈالا
پھر ہو کے خفا روٹھ گیا ہم سے وہ لالا
اے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا

قصے کو مرے سامنے ہرگز نہ بکھانو
یہ جھوٹ نہیں تم اسے مانو کہ نہ مانو
اثبات جو کرنا ہے تو اسبات کو جانو
شیریں کے در و دیوار پہ جوے شیر جانو
فرہاد کے لوہو کا چھلکتا ہے پیالا

بچھڑا تھا کبھی ہم سے ہوا تھا نہ جدا وہ
جیتا ہے خدا جانے وہ یا مر گیا رو رو
کل اس کے تئیں لے گیا اک شوخ جفا جو
کیا جانیے کس حال میں ہوویگا عزیزو
دل آج مرا اسلمہ اللہ تعالے

ہے گرچہ لڑکپن ہی میں بھی شوخ وہ مشہور
کیا کیا میں کروں اسکی اب عیاری کا مذکور
پر دم میں کسیکے نہیں آتا ہے یہ مقدور
بوسے کی طلب کی تو کہا ناز سے چل دور
اور دل کو کہا لے تو وہیں ہنس کے کہا لا

دل ہم سے اٹھا جان تجھے میں نے جو چاہا
اب نزع میں ہوں تیرے تغافل سے اہاہا
جو ظلم و ستم تو نے کیا میں نے اٹھایا
رک رک کے ترے ہجر میں اے رشک مسیحا
مرتا ہوں مری اب کوئی جینے کی دوا لا

اس شوخ کو یارو کوئی یہ جا کے سناؤ
کچھ باقی نہیں مجھ سے تم اب ہاتھ اٹھاؤ
یعنی مجھے اس ہجر کے زندان سے چھڑاؤ
کچھ ضعف کے مارے کو نہ زنجیر پنہاؤ
کافی ہے مرے قید کو اک مکڑی کا جالا

کل ہو جو گیا اس صفتِ مژگاں سے مقابل — بسمل سا تڑپتا تھا سرِ شام سے گھائل
چپ ہونے سے اب مجھکو یقیں ہو گیا کامل — شاید کہ مژہ رات کو سینے میں مرا دل
سنتے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا

سنتے زر سے ہو مرے پاس جو اُس شوخ کو کھینچوں — سنتے زور کہ دھمکا کے اُسے پاس بلاؤں
کچھ بن نہیں آتا ہے کہے جا کے سناؤں — گر بس ہو مرا تو میں کسی چور سے کہدوں
جا آج پلنگ اُسکے تو سونے کا اُٹھا لا

دنیا میں جو کرتا ہے کسی کو کوئی اب چاہ — سب ناز اُٹھاتا ہے وہ اُس شوخ کے دلخواہ
خوباں کے مزاجوں سے ابھی تو نہیں آگاہ — وہ آپ سے روٹھا نہیں ملنے کا نظیر آہ
کیا دیکھیے ہے چل پاؤں پڑا اور اُسکو منا لا

در بیان فنا

پڑھ علم گئے اس دنیا میں گر کامل فہمی دراک ہوئے — اور لاد کتابیں اونٹوں پر پھرتے بھی کئے دراک ہوئے
معقول پڑھے منقول پڑھے منطق میں بہت چالاک ہوئے — یاں جتنے علم کے دریا ہیں ان دریا کے پیراک ہوئے
سب جتنے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے پاک ہوئے

مشہور حکیم اور بید ہوئے یاں پڑھ کر علم طبابت کا — ڈالاں کتابوں کا اور نسخوں سے صندوق بھرا
جب موت مرض نے آن لیا سب بھولگئے تدبیر دوا — گو نسخے لاکھ تجربے کے پر کام نہ آیا ایک نسخہ
سب جتنے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے پاک ہوئے

یا مست شرابی رند ہوئے یا زاہد با مقدور ہوئے — یا پی کے بیکر دلشاد ہوئے یا جلوہ میں مسرور ہوئے

جب عمر کے پیالے دونوں کے آ ساعت پر معمور ہوئے
یاں جیسے تسبیح کے دور رواں ٹوٹے یاں شیشہ چور ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

اس دنیا کی دھن دھن میں گر شاہ سلیمان جاہ چلے
یا ٹھہرے میر وزیر اعظم یا راجہ بنکر آہ چلے
شہ دیکھ اجل کے لشکر کا تب لیکر گدڑی کی راہ چلے
نے ہاتھی گھوڑے سنگ گئے نے تخت چھپر سہرہ چلے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

یا حاکم یا محکوم ہوئے یا قائل یا معقول ہوئے
یا خادم یا مخدوم ہو یا جاہل یا مجہول ہوئے
زر دار ہو یا سردار ہو مردود ہو یا مقبول ہوئے
کچھ اور نہ دیکھا آخر کو سب لاشے ہی میں دھول ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

گر بخیلی زہر ہوئے یا بخشش میں تریاک ہوئے
یا نخل ہرے ہو یا پیوند کے یا خالی یا تو ڈھاک ہوئے
یا عمر گذاری عشرت میں یا سو غم سے غمناک ہوئے
پھل پھول بھی کھائے گلشن کے یا گلیو کے خاشاک ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

در بیان موت

دنیا کے بیچ یارو سب بیت کا مزا ہے
جیتوں کے واسطے ہی یہ ٹھاٹھ سب ٹھٹھا ہے
جب مر گئے تو آخر پھر کچھ رہا کیا ہے
نے باپ ہے نہ بیٹا نہ یار آشنا ہے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

جیتوں نکے دل کو ہر دم کیا عیش پے بہ پے ہے
جب مر گئے تو پھر گزری ہے نہ کوئی شے ہے
گلزار ناچ سیریں ساقی صراحی مے ہے
اس مرگ کے ستم کو کیا کیا کہوں میں ہے ہے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے

ہر دم کی بات جو تھے مالک بیے اپنے گھر کے
یوں مٹ گئے کہ گویا تھے نقش رہ گزر کے
جب مر گئے تو پھر گھر کے رہے نہ در کے
پوچھا نہ پھر کسی نے یہ تھے میاں کدھر کے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے

مرنیکے بعد کوئی الفت نہ پھر جتاوے
جو دیکھے انکی صورت دہشت سے بھاگ جاوے
نے بیٹا پاس آوے نے بھائی منہ لگاوے
اس مرگ کی جفائیں کیا کیا تمہیں بتاوے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے

پیتے تھے دودھ شربت اور چابتے تھے میوہ
بچے یتیم ہو گئے بی بی کہائی بیوہ
مرتے ہی پھر کچھ ان کا سکھ رہا نہ جیوا
اس مرگ نے انکا مارا کس کس نے ان کا لیوا

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے

جب [illegible] نکلی آتا نہیں یہاں پھر
ہاتھی [illegible] پیدل [illegible]
کیا ہے کو دیکھتے ہو یہ باغ و بوستاں پھر
جب [illegible] لوگو [illegible] کہاں پھر

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے

گھر ہو بہشت جسکا اور پھر رہی ہو دولت
پھر مرتے وقت اُنکو کیونکر نہووے حسرت
اسباب عشرتوں کے محبوب خوبصورت
کیا سخت بے بسی ہے کیا سخت ہے مصیبت

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

کھانے کو اُسکے نعمت سو سو طرح کی آتی
کوڑیکی جھونپڑی بھی چھوڑی نہیں ہے جاتی
اور رو دنیا دین ٹڈّے دیکھو ٹک اُنکی چھاتی
لیکن نظیر سب کچھ یہ موت سے چھڑاتی

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

در رازداری محبوب

سُن لے اے شوخ گلبدن نادان
اِس طرح بھر کے مُنھ چبا کر پان
تجھے کہہ کہہ کے ہم ہوے حیران
غیر سے تو ہنسا نہ کر ہر آن

اِس میں ہوگا ہمارے جی کا زیان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

گلبدن تالیاں بجا دینگے
کتنے آنکھوں میں مسکرا دینگے
غنچہ لب مُنھ بنا چڑھا دینگے
کتنے آئینہ لا دکھا دینگے

کیسا چھیڑینگے ہر گھڑی ایجان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو جو خوباں میں خوار ہووے گا
ہاتھ پھر سر پہ رکھ کے رووے گا
اپنی سب دلبری ڈبووے گا
بات سب مُفت اپنی کھووے گا

کچھ نہ پھر بن سکیگا اے نادان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کل تو وان ایک گورا سا لڑکا   اپنے یار و نہین کچھ وہ کہتا تھا
ہم تو جانین وہ صاف تھا جھوٹا   یا خدا جانے تھا وہی سچا

تو تو اسطور کا نہین انسان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پوچھا کہ کیا لیا بوسا   وہ تو کچھ اور اور ہی چرکا
مین کہا ہاتھ سینے پر پھیرا   اُسے سودا سے ہار لا ڈالا

جانے اب اُس کا دین اور ایمان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے اُس سے کہا تو جھوٹا ہے   کیا وہ ایسا خراب و رسوا ہے
بولا صاحب تمھین تو سودا ہے   وان تو جھگڑا ہی سارا پرچا ہے

کیا تمھارے ہین بند ابتک کان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پھر بات کھود کر پوچھی   کیا کسی سنے لگا لیا چھاتی
بولا وہ تم تو سنتے ہو کم جی   اجی ترکی ہی وان تمام ہوئی

جب تو کچھ ہم بھی ہو گئے حیران
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

اور بھی اُسکے چرچے ہوتے تھے   کتنے موتی کھرے پروتے تھے

کتنے حسن حسن کے ہوش کھوتے تھے | ہم اسی دن کو یار روتے تھے

آخر اُٹھے تو یہ نئے طوفان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کہ بھلا وہ جو کچھ کہے تھا جب | کچھ ہے سچ یا کہ جھوٹ ہے یہ سب
آہ اب ہمکو اس سے کیا مطلب | سچ بھی ہوگا تو تو کہے گا کب

شرم کا ہے کو کھلنے دے گی زبان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو جو راتوں کو اُسمین جاتا ہے | جیمین پھولا نہین سماتا ہے
قہقہے مار کھلکھلاتا ہے | ہمکو اب پھر یہ ہول آتا ہے

کہین ویسے ہی پھر نہو بہتان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

آج جانا کہین جو ہے ٹھانا | دیکھیو ان کے ساتھ مت جانا
آفت اس حسن پر تو مت لانا | انکے زنہار دم مین مت آنا

اُن سے ڈرتا ہے ہر گھڑی شیطان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو بھلا گو کہ ہوشیار رہا | پھر دیا جب نشا وغا سے پلا
تجھے غافل نشے مین جب پایا | پھر اچھوتا کسی نے کب چھوڑا

رحم کر اپنے حال پر اے جان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

آگے وہ بات یاد ہے پیارے
یہ وہ طوفان تو گھٹے اُن کے
گرچہ سچ کچھ نہ تھی خدا نہ کرے
ہم تو اب تک ہیں اُس سے شرمندے
بلکہ تجھکو بھی خوب ہوں گے دھیان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کیوں ستمگر یہ کیسی بات ہوئی
نوبت اب یاں تلک تو آپہونچی
اُسنے جو کچھ کہی سو تو نے سہی
اب نقارے ہی بجتے ہیں باقی
دیکھ عاشق نظیر کو پہچان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

در تعریف پنجتن پاک

ہے دل میں میرے یاد جو بارہ امام کی
یہ بیت مجکو ورد ہے ہر صبح و شام کی
اور آرزو ہے ساقی کوثر کے جام کی
تسبیح ہزار دانہ ہے اور انکے نام کی
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اول تو دل ہو صاف دوم جسم تابناک
چوتھے عدو کا غیب سے ہو جاوے سینہ چاک
سوم کہاؤں میں تو جہاں تک ہیں تم سے پاک
اور پانچویں میں ڈالوں مخالف کے سر پہ خاک
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

تن ہے سو پاک صاف معطر ہو مثل پھول
دونوں جہاں میں خوش ہوں از خدمت رسول
ہو روح شاد دل نہ ہو میرا کبھو ملول
روزہ نماز ورد وظائف ہوں سب قبول
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

بھاگے چڑیل کانپ اُٹھے بھوت اور پلید
ٹل جاویں دیو [illegible] لگیں سنکر شدید

جن و پری ہوں دل سے مرے آنکر مرید
جیتا رہوں تو شاہ جو مر جاؤں تو شہید
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

نعرہ کروں جو حیدری ہل جاویں سب پہاڑ
تھراویں چشمہ سار ہلیں ڈر سے بوٹے جھاڑ
گر خارجی ہو آوے مرے آگے مثل تاڑ
پکڑ کے اسکی پھینک کے داڑھی کو دوں اکھاڑ
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اے دوستو عجب ہے بنا پنجتن کا نام
جسکے طفیل سے بر آتے ہیں سب کے کام
جو ہیں سو ہیں یہی ختم الخیر والسلام
اور میں جو ہوں نظیر تو کہتا ہوں صبح و شام
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

در اظہار نعمت ہائے خدا

یہ نعمتیں عیاں ہیں جو عالم کے واسطے
ہونگی یہ سب میاں اسی دم کے واسطے
کچھ تن کے واسطے ہیں کچھ اشکم کے واسطے
ہیں بیش بیش کے لیے کم کم کے واسطے
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

محبوب سب گلعذار پریزاد سرخ فام
مطرب شراب ساقی و مینا صراحی جام
ناز و ادا و چہچہے دولت کی دھوم دھام
ہستی نشاط و عشرت و عیش و طرب مدام
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

اسباب عیش تو نگہ ہیں جہاں تہاں
گلدان پاندان عطردان زرفشان
حقے چھپرے چمکتے ہیں اور سنہرے پیچوان
مشک و گلاب عطر و چمن باغ و بوستان

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

جتنے جواہرات ہیں سرخ و سفید لال
فیروزہ مونگا موتی و پکھراج خوش خصال
یاقوت لعل لہسنی و نیلم فلک مثال
زر سیم فوج حشمت و املاک گنج و مال
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

میوے ہیں جتنے خشک و تر اس باغ میں لگے
خربوزے آم جامن و لیموں چکوترے
بادام پستے داکھ چھوہارے دکھو پڑے
نارنگی و انار بھی کیلے و سنگترے
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

دنیا میں جتنے لوگ ہیں کیا شاہ کیا فقیر
کیا عشرتیں بہار کی کیا عیش دلپذیر
سب سکھ میں ہیں پر ایک اک فکر میں ہے اسیر
جن جن کا تم نے نام لیا اب میاں نظیر
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

در بیان تلاش زر

دنیا میں کون ہے جو نہیں مبتلائے زر
آنکھوں میں لیں جگہ نہیں سینے میں جائے زر
جتنے ہیں سب کے دل میں بھری ہے ہوائے زر
ہم کو بھی کچھ تلاش نہیں اب سوائے زر
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

کتنے تو زر کو نقش طلسمات کہتے ہین
اور کتنے زر کو کشف و کرامات کہتے ہین
کتنے خدا کی عین عنایات کہتے ہین
کتنے اسکو قاضی الحاجات کہتے ہین
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

آبِ طلا کی بوند بھی اب جسکے ہاتھ ہے
وہ بوند کیا ہے چشمۂ آب حیات ہے
دنیا مین عیش وہین بھی عشرت کے ساتھ ہے
زر وہ ہے جس سے دونون جہان مین نجات ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

زر کھان مین گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے
شمشیر پر چڑھا ہے تو وان بھی بہار ہے
دیوار مین لگا ہے تو وان بھی بہار ہے
گر خاک مین گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

زر کے دیے سے پیر اور استاد نرم ہو
زر کے سبب سے دشمن ناشاد نرم ہو
جو شوخ سنگدل ہے پریزاد نرم ہو
زر وہ ہے جسکو دیکھکے فولاد نرم ہو
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

کپڑے پہ گر لگا ہے طلائی کلابتون
مین اسکے تار تار کی تعریف کیا لکھون
ہو دسترس تو چور اچکے کو کیا کہون
میرے بھی دلمین ہے کہ مین ہی اسکو چھین لون
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

جا لوگ روم شام مین زر کو کماتے ہین
دکھن سے زر کے واسطے سب یانکو آتے ہین
ما چین چین زر کے جہاز آتے جاتے ہین
اور یہان سے زر کے واسطے دکھن کو جاتے ہین

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر
ہر اک یہی پکار رہے ہے دن رات ہائے زر

سونیکی جدولین جو کتابون بیچ عام ہین
جنکے ورق ورق ہی سنہرے تمام ہین
وہ جدولین وہ رنگ سب سونیکے کام ہین
سب مین زیادہ اُنکی ہی قیمت ہین نام ہین

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر
ہر اک یہی پکار رہے ہے دن رات ہائے زر

اب جنکے گھر مین ڈھیر ہے سونیکے دام کے
سب انکے پانون چومتے ہین آسکے غلام کے
ہر اک امیدوار ہین اُن کے غلام کے
کیا رتبے ہین طلا سے علیہ السلام کے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر
ہر اک یہی پکار رہے ہے دن رات ہائے زر

کتنون کے دلمین دھن ہے کہ زر ہی کمائیے
کہتا ہے کوئی ہائے کہان زر کو پائیے
کچھ کھائیے کھلائیے اور کچھ بنائیے
کیا کیجیے زہر کھائیے اور مر ہی جائیے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر
ہر اک یہی پکار رہے ہے دن رات ہائے زر

سونا اگرچہ زرد ہے یا سرخ فام ہے
سب مین زیادہ حُسن کی الفت کا دام ہے
لیکن تمام خلق کو اُس سے ہی کام ہے
زر وہ ہے جسکا حُسن کہ لیلیٰ و نی غلام ہے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر
ہر اک یہی پکار رہے ہے دن رات ہائے زر

ہوتی ہیں زر کے واسطے ہر جا چڑھائیاں	کٹتے ہیں ہاتھ پاؤں گلے اور کلائیاں
بندوقیں مار رہی کہیں توپیں لگائیاں	کل زر کی ہو رہی ہیں جہاں میں لڑائیاں

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

جتنی جہاں میں خلق ہے کیا شاہ کیا وزیر	پیر و مرید مفلس و محتاج اور فقیر
سب پھنس گئے زر کے جال میں جی جان سے اسیر	کیا کیا کہوں میں خوبیاں زر کی میاں نظیر

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

در بیان شکوہ گذاری محبوب

اس شوخ کے ستم کا گلہ آہ کیا کروں	تن سوکھ کر ہوا ہے مرا کاہ کیا کروں
بہتے ہیں اشک شام و سحر گاہ کیا کروں	ملتا نہیں ہے تو بھی وہ گمراہ کیا کروں

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

جس دن سے اس پری کے چھٹا ہے مرا نصیب	دل بھر کے ایک دن نہ ہوا دیکھنا نصیب
ہوں جانکنی میں تو بھی نہیں جاگتا نصیب	کن مشکلوں میں آن پڑا اب میں یا نصیب

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

ایدھر تو مجھ کو قتل کرے ہے وہ نیک نام	اودھر گوارا ہے نہیں اجل سے مجھے پیام
اب یار کو مناؤں کہ رکھوں اجل کو تھام	اس کشمکش میں اب کہو کیا کروں نہیں کام

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

گر یار کی خوشی نہ کروں تو وہ ہو خفا
عرصہ بھی زندگی کا سو گھڑی پہ آ لگا
اور جو اجل کو رد کروں تو مانے ہی وہ بھلا
اس دو گھڑی میں آہ میں کیا کیا کروں بھلا

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

گر اپنی زندگانی کا کرتا ہوں میں حساب
کیونکر نہ پیوے شرم سے مرے آنسوؤں کا آب
پل مارنے کی دیر ہے پانی کا جوں حباب
اتنی سی زندگی میں بھی کیا کیا سہوں عذاب

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

جو جی چھپا کے اب نہ سہوں یار کی جفا
اور جی کو دیکھتا ہوں تو اک دن کی ہے ہوا
تو عاشقوں کے بیچ کہاتا ہوں بے وفا
ان مشکلوں کے بیچ کروں آہ اب میں کیا

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

گر ہاتھ دھو کے بیٹھ رہوں اب یہاں بیکار
اور یار سے کہوں تو وہ کرتا نہیں نظر
تو لوگ طعنہ دیتے ہیں ہنس ہنس کے گھر بہ گھر
اس بیکسی میں آہ نہ کیوں پٹکوں اپنا سر

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

نے آہ کا مکان ہے نہ [illegible] ہے جا
نے دیکھو میرے [illegible] دلدار منہ لگا

گر ایک غم پڑے تو اُسے جی مرا اٹھائے — اُس آسمان پیٹھ کو کہوں کس سے اب میں ہائے

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

چاہوں کہ تجھکو عشق میں اپنے کروں اسیر — تو دور بھاگتا ہے مجھے جان کر حقیر
نے مجھکو قتل کرتا ہے ظالم نہ دستگیر — کیا بے طرح کے غم میں پھنسا ہوں میں اے نظیر

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

خمسہ در منقبت حضرت علی علیہ السلام

علی کی یاد میں رہنا عبادت اسکو کہتے ہیں — علی کا وصف کچھ کہنا سعادت اسکو کہتے ہیں
علی کی مدح کا پڑھنا کرامت اسکو کہتے ہیں — علی کے نام کا لینا حلاوت اسکو کہتے ہیں

علی کی حب میں مرجانا شہادت اسکو کہتے ہیں

اُسی کو سر جھکا سجدہ کیا خورشید انور نے — اُسی کو لافتیٰ ہر دم کہا اللہ اکبر نے
اُسی کو لحمک لحمی کہا جان پیمبر نے — اُسی کو دمک دمی کہا اُس شاہ برتر نے

خدا و مصطفیٰ سے ہم قرابت اسکو کہتے ہیں

کیا مولا سے گر کسی نے اک سوال آ کر — جو مانگا اک شتر اسکو دلائے سیکڑوں اُشتر
اگر کچھ زر کی خواہش کی تو بخشے اسقدر گوہر — کہ اُسکا گھر بھرا اور اُسکے ہمسایوں کا گھر بھی بھر

کریم و اہل ہمت ہیں سخاوت اسکو کہتے ہیں

امیر المومنین گر وقت میں پڑھتے نماز آ کے — وہیں قامت کے کہنے کو لئے جبریل آ جاوے
صفیں حور و ملک غلمان و جن و انس کی لا کے — مرا مولا ہر اک [illegible] تمہاری دکھلاوے

نبوت کے جو مالک ہیں امامت اسکو کہتے ہیں

اسی نے ایک حملہ سے گرایا باب خیبر کا　کروڑوں کافروں سے جا لڑا وہ اکیلا تنہا
جیسے بیرالعلم میں کوہ کے دیوؤں کو جا مارا　ہزاروں پہلوانوں سے کبھی بیانہ منہ موڑا
بہادر بے بدل یکتا شجاعت اسکو کہتے ہیں

کہا اس شاہ نے روز قیامت میں جو آؤنگا　وہاں عرصات میں اپنے محبوں کو جو پاؤنگا
کھڑا ہو عرش کے آگے سبھوں کو بخشواؤنگا　پلا کر جام کوثر سب کو جنت پہونچاؤنگا
علی کے دوستوں سن لو شفاعت اسکو کہتے ہیں

نظیر آوے وہ دن جو شاہ کو سب دوستاں دیکھیں　تو پھر جنکے صدقے سے انکو ہم بھی واں دیکھیں
اور اب دنیا میں آنکھوں سے نجف کا آستاں دیکھیں　سروں پر اپنے وہ دامان عالی سائباں دیکھیں
قسم ایمان کی ہم عین راحت اسکو کہتے ہیں

در منقبت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

نور ظہور خالق اکبر کو کیا لکھوں　روح روان جسم پیمبر کو کیا لکھوں
دریائے معرفت کے شناور کو کیا لکھوں　دونوں جہاں کے گوہر انور کو کیا لکھوں
حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

گر نور اسکا دیکھ کہوں شمس اور قمر　وہ اسکا ذرہ نور کا وہ اسکا فیض بر
تارے کہ تو جو تارے ہیں اس نقش پا کے ہیں　اور قطب بھی تو اسکے ہی قائم ہے بے خطر
حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

گر فی المثل بہشت اسکو کہوں روضہ جنان　جھمکتی ہیں یاں نہر سے جنت کی ڈالیاں
اور جو کہوں میں خوبی رضوان دو نشان　سو وہ بھی اسکے باغ کا ادنی ہے باغبان

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

اور جو کہون کہ چشمۂ آبِ حیات ہے — یا خضر ہے تو یہ کوئی کہنے کی بات ہے
اسکے عرق سے جسم کے یہ قطرہ جات ہے — اور اُسکی اُسکے فضل سے یار و نجات ہے

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

اُس شاہ کے اگر لب و دندان کی صفا — کہوے کوئی کہ لعل و گہر ہین یہ بے بہا
سو وہ تو صدقے ہوکے رہا خاک مین گڑا — اور یہ بھی ہو نثار سدا آب مین رہا

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

شاہا تری جو مدح بنا تا ہے اب نظیر — تیرے سوا کسی کا کہا تا ہے کب نظیر
لیکن قلم کو ہاتھ لگا تا ہے جب نظیر — صلوٰۃ تیرے سبب سے ہی سُنا تا ہے تب نظیر

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

در مدح حضرت سلیم چشتی ولی خدا قدس اللہ سرہٗ

ہین دو جہانکے سلطان حضرت سلیم چشتی — عالم کے دین و ایمان حضرت سلیم چشتی
سر دفتر مسلمان حضرت سلیم چشتی — مقبول خاص یزدان حضرت سلیم چشتی

سردار ملک عرفان حضرت سلیم چشتی

برق اسد کی رونق عرش برین تارے — گلزار دین گلبن اللہ کے سنوارے
یہ بات جان و دل سے کہتے ہین سب پکارے — تم وہ ولی ہو برحق جو فیض سے تمہارے

عالم ہے باغ و بستان حضرت سلیم چشتی

شاہو نکے بادشاہ ہو یا تاج باولا ہو — اور قبلۂ صفا ہو اور کعبۂ ضیا ہو
خلقت کے رہنما ہو دُنیا کے مقتدا ہو — تم صاحب سخا ہو محبوب کبریا ہو

ہے تم سے زیب امکان حضرت سلیم چشتی

شاہ و گدا ہیں تابع سب تیری مملکت کے
لائق تمھیں ہو شاہا اِس قدر و منزلت کے
پروردہ ہیں تمھارے سب خوان مکرمت کے
شاہا شرف تو بخشے خالق کی سلطنت کے
اور تم ہو میر سامان حضرت سلیم چشتی

ہے نام پاک تیرا مشہور شہر و بن میں
کرتی ہیں یاد تجھکو سب جانیں ہیں جو تن میں
ہیں خلق کی تمھارے خوشبوئے گل چمن میں
خدمت میں ہیں تمھاری فردوس کے چمن میں
جنت کے حور و غلمان حضرت سلیم چشتی

کعبہ سمجھ کے اپنا مشتاق تیرے در کو
کرتے ہیں آ زیارت دل سے جھکا کے سر کو
وصاف تیرے ہر دم پاتے ہیں سیم و زر کو
پڑھتے ہیں مدح تیری گلشن میں ہر سحر کو
ہر بلبل خوش الحان حضرت سلیم چشتی

ہے سلطنت جہاں کی سب تیرے زیر فرمان
چاکر ہیں تیرے در کے فغفور اور خاقان
خوان کرم پہ تیرے ہے خلق ساری مہمان
ہیں حکم میں تمھارے جن و پری و انسان
ہو وقت کے سلیمان حضرت سلیم چشتی

تم سب ہو معظم اور سب ہو مکرم
خلقت ہوئی تمھاری سب نور سے مجسم
اور خوبیان جہاں کی تم پر ہیں سب مسلّم
ابر کرم سے تیرے دائم ہے سبز و خرم
عالم کا سب گلستان حضرت سلیم چشتی

پشت و پناہ ہو تم ہر ایک گدا و شہ کے
محتاج ہیں تمھارے اک لطف کی نگہ کے
منزل پہ آکے پہنچے سالک تمھاری رہ کے
خاک قدم تمھاری اور چشم مہر و مہ کے
ہو روشنی کے سامان حضرت سلیم چشتی

چشم و چراغ ہو تم اب جملہ مومنین کے ‏ — روشن ہیں تم سے پردے سب آسمان زمین کے
بیشک ضیائے دل ہو ہر صاحب یقین کے ‏ — ذرہ نہیں تفاوت تم آسمان ہو دین کے
ہو آفتاب رخشاں حضرت سلیم چشتی

عالم ہے سب معطر تیرے کرم کی بو سے ‏ — حرمت ہے دو ستون کو حضرت تمہارے رو سے
یہ چاہتا ہوں اب میں سو دل کی آرزو سے ‏ — رکھیو نظیر کو تم دو جگ میں آبرو سے
اے موجد ہر احسان حضرت سلیم چشتی

در بیان عرس حضرت سلیم چشتی

ہے یہ مجمع نکو سرشتی کا ‏ — ذکر کیا یا ان گنہ کی زشتی کا
بحر ہے عارفوں کی کشتی کا ‏ — فخر ہے حرف سرنوشتی کا
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

باغ جنت ہے آج یہ درگاہ ‏ — پھول پھولے ہیں فیض کے دلخواہ
دیکھ رضوان بہاریاں کی واہ ‏ — دل میں کہتا ہے دمبدم واللہ
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

یہ تجلی نہ سیم و زر سے ہے ‏ — ابر رحمت کا نور برسے ہے
حور و غلمان کی روح ترسے ہے ‏ — اور اشارہ یہی نظر سے ہے
رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

صحن درگاہ کا ہے باغ اور بستان
جس میں سب پھول پھول ہو شادان
اور ہیں زردار سب گل و ریحان
یہی کہتے ہیں ہر گھڑی ہر آن

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

بسکہ خلقت بھری ہے لالوں لال
حسن راگ اور مشائخوں کے حال
گھر مکان سب ہے گلوں سے مالامال
بھیڑ غل شور اور یہ قال مقال

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

کھل رہا ہے چمن جو فیض بھرا
قدسیان دیکھ وہ بہشت سرا
جھرنا گویا ہے حوض کوثر کا
سب پکارے ہیں یون اہا ہا ہا

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے درگہ میں فیض اٹھاتے ہیں
کتنے نذر و نیاز لاتے ہیں
کتنے جھرنے میں جا نہاتے ہیں
کتنے خوش ہو یہی سناتے ہیں

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

عرس درگاہ کے جو دیکھی واہ
بلبلوں کی طرح چہک کر آہ
اور ہیں گل کھلے ہیں خاطر خواہ
سب یہی کہہ رہے ہیں کر کے نگاہ

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

ہے بہم دو دو رکا عالم
سبز و سرخ و سفید و زرد بہم
سب خوشی ہو کے جوں گل شبنم
دیکھ شیرینی پہ کہتے ہیں ہر دم

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

بیٹھا انبوہ خلق کی تکثیر
بادشاہ و گدا و میر و وزیر
طفل و پیر و جوان غریب و فقیر
پر سبھو کی زبان پہ یہ تقریر

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے دامن سمن کبھی بھرتے ہیں
غنچہ لب گلبدن کبھی پھرتے ہیں
شوخ گل پیرہن کبھی پھرتے ہیں
دلربا دل شکن کبھی پھرتے ہیں

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے نظروں سے زخمی ہوتے ہیں
کتنے دل اپنا مفت کھوتے ہیں
کتنے الفت کے تخم بوتے ہیں
کتنے موتی کھڑے پروتے ہیں

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

جانشین ہیں جو صاحب مسند
وارث الحق میاں علی احمد
انکی خوبی نظیر ہے بے حد
سب انہیں کا ادب کریں خلق نیک و بد

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

در بیان کلمۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رکھو اپنے دلمیں ہے آدم کے بن کلمہ محمد کا
اور اپنی انگلیوں اوپر ہیں گن کلمہ محمد کا
پڑھے ہیں سب پری اور دیو جن کلمہ محمد کا
مسلماں ہے تو مت بھول ایک چھن کلمہ محمد کا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

اسی کلمے سے کھلتا ہے سدا جنت کا ہر اک در
یہی کلمہ لکھا ہے عرش اور کرسی کے ماتھے پر
اسی کلمے کو پڑھتے ہیں شجر پھول سب ملکر
یہ سب کلموں سے بہتر ہے یہ سب کلموں سے ہے برتر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

یہ وہ کلمہ ہے جس کا ہے رہا ارمان نبیوں کو
اسی کلمے کے پڑھنے سے گئے ہیں لوگ عارف ہو
اسے حور و ملک غلمان پڑھتے ہیں [illegible]
وہ بیشک جنتی ہیں ایک باری جو پڑھیں اسکو
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

اسی کلمے کی برکت سے تو یاں بھی سلامت ہے
اگر یاں سے تو جاویگا تو پھر واں بھی سلامت ہے
پڑھے گا جو اسے اسکا دل و جاں بھی سلامت ہے
اسی کی عاقبت بھی خیر و ایماں بھی سلامت ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

اسی کے نور سے خورشید کہلاتا ہے نورانی
اسی کلمے کے باعث چاند کی روشن ہے پیشانی
اسی کلمے کے باعث دین و دنیا میں ہے شادمانی
اسی کلمے کو پڑھتے ہیں فلک ارض و ہوا پانی
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

اسی کلمے سے اسکے دل ہیں زمین و آسماں روشن
ہیں خورشید و تارے عرش و کرسی لامکاں روشن
اسی کلمے سے ہیں جنت کے باغ اور باغباں روشن
غرض جنت تو کیا اس سے تو ہیں دونوں جہاں روشن
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

چلیگا چھوڑ کر تو جسگھڑی یہ عالم فانی
پڑیگا قبر کے جا کر اندھیرے میں بہ زندانی
نکیر و منکر آکر جب کرینگے تجھ پہ طغیانی
یہی کلمہ کریگا واں تری مشکل کی آسانی
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمے نے عزرائیل کی ہیبت کو ٹالا ہے
اسی کلمہ نے تنگی کو لحد کی کھول ڈالا ہے
پڑیگا قبر کا تجھ پر میاں وہ دن جو کالا ہے
یہی کلمہ ترا واں بھی اندھیرے کا اجالا ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

صف محشر میں جب دہشت کا تجھ پر وار اتریگا
یہی کلمہ ترا اُس جا رفیق اور یار اتریگا
گناہوں کا ترا جتنا ہے بوجھ اور بھار اتریگا
اسی کلمہ کی دولت سے میاں تو پار اتریگا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہاں جب پل صراط اوپر تو اپنا پیر جاویگا
تو وہ تلوار کی ہو دھار تیرا پانو کھاوے گا
لگیگا جب تو ڈلنے گرنے تو یہ کلمہ بچا لیگا
یہی یارو پکڑ لیگا یہی تجھکو سنبھالے گا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

سوا نیزے کے اوپر جبکہ ہوگا آفتاب آیا
ہر اک گرمی کی تابش سے پھریگا سخت گھبرایا
پڑیگا جب ترے تن پر بھی شعلہ اُسکا گرمایا
یہی کلمہ تجھے تب کریگا تجھ پہ واں سایا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

تلینگے جب وہاں سب کے عمل تیرے کے پلے پیارے
جو سہی [illegible] پڑینگے آتش میں گمراہ کے [illegible]
تجھے تولینگے جسدم اُس ترازو کے تلے پیارے
یہی کلمہ میاں واں بھی ترے ہو ویگا پلے پیارے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

جو پوچھیں گے میاں آنکر تو ہوگی گرم بازاری
کہی سے ہے جنہیں [illegible] واں ہوئی [illegible] خواری

ترا اُپا کبھی جب کرنے لگا وان حساب سکہ ساری — یہی کلمہ بناویگا ترے پلّے کو وان بھاری

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

پڑیگا العطش کا شور اُس میدان میں جب آکر — پھرینگے پانی پانی کرتے مارے پیاس کے اکثر
ترے بھی جب لگیں گے سوکھنے تالو زبان یکسر — یہی کلمہ تجھے پانی پلاویگا میاں بھر بھر

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ تجھے دیدار حق کا بھی دکھاویگا — محمدؐ کی شفاعت سے یہی تجھکو بخشواویگا
بہشتی کر کے حلّہ نور کا تجھکو پنہاویگا — بڑی عزت بڑی حرمت سے جنت میں لیجاویگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ تجھے وان جام کوثر کا پلاویگا — یہی کلمہ تجھے گلزار جنت کے دکھاویگا
یہی کلمہ ترا منہ چاند سا روشن بناویگا — یہی کلمہ ترے ہر وقت وان پر کام آویگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ نجات اور مغفرت کا ہے ترقی را — اسی کلمہ سے تیری روح ہوگی عرش کا تارا
اِسی کلمہ سے ہم تم سب گنہگاروں کا چھٹکارا — اسی کلمہ سے ہوگا دین اور دنیا میں نستارا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

میاں اب جو یہ کلمہ ہے یہ حق کی خاص رحمت ہے — یہ صدقے سے رسول اللہ کی نہایت عنایت ہے
اسی پر یاں نظیر حضرت اسی وان شفاعت سے — یہی سب پڑھ سنو نکے واسطے افضل عبادت ہے

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

راکھی

چلی آتی ہے اب تو ہر کہیں بازار کی راکھی — سنہری سبز ریشم زرد اور گلنار کی راکھی

بنی ہے گو کہ نادر خوب ہر سردار کی راکھی سلونو میں عجب رنگین ہے اُس دلدار کی راکھی
نہ پہونچے ایک گل کو یار حسن گلزار کی راکھی

عیاں ہے اب تو راکھی سے بھی چمن بوٹے گل شبنم بھی جھمکتا جاتا ہے موتی اور جھلکتا جاتا ہے ریشم بھی
تماشا ہے اہا ہا ہا غنیمت ہے یہ عالم بھی اُٹھانا ہاتھ پیارے واہ وا ٹک دیکھ لیں ہم بھی
تمہاری موتیوں کی اور زری کے تار کی راکھی

مچی ہے ہر طرف کیا کیا سلونوں کی بہار اب تو ہر اک گلرو پھرے ہے راکھی باندھے ہاتھ میں خوش ہو
ہوس جو دل میں گذرے ہے کہوں کیا آہ میں تم کو یہی آتا ہے جی میں بن کے باہمن آج تو یارو
میں اپنے ہاتھ سے پیارے کے باندھوں پیار کی راکھی

ہوئی ہے زیب و زینت اور خوباں کو تو راکھی سے ولیکن تم سے اے جاں اور کچھ راکھی کے گل بوٹے
دوانی بلبلیں ہوں دیکھ گل چننے لگیں تنکے تمہارے ہاتھ نے مہندی انگشتوں نے ناخن نے
گلستاں کی چمن کی باغ کی گلزار کی راکھی

ادا سے ہاتھ اُٹھتے ہیں گل راکھی جو ہلتے ہیں کلیجے دیکھنے والوں کے کیا کیا آہ چھلتے ہیں
کہاں نازک یہ پہونچی اور کہاں یہ رنگ ملتے ہیں چمن میں شاخ پر کب اس طرح کے پھول کھلتے ہیں
جو کچھ خوبی میں ہے اُس شوخ گل رخسار کی راکھی

پھریں ہیں راکھیاں باندھے جو ہر دم حسن کے مارے تو ان کی راکھیوں کو دیکھ اے جاں چاؤ کے مارے
پہن زنار اور قشقہ لگا ماتھے اوپر پیارے نظیر آیا ہے باہمن بن کے راکھی باندھنے پیارے
بندھا لو اُس سے تم ہنس کر اب اس تیوہار کی راکھی

مخمّس ہولی

قاتل جو میرا اوڑھے اک سرخ شال آیا کھا کھا کے پان ظالم کر ہونٹھ لال آیا

گویا نکل شفق سے بدر کمال آیا
جب منھ میں وہ پری رو ملکر گلال آیا
اک دم تو دیکھ اسکو ہولی کو حال آیا

عیش و طرب کا سامان ہے آج سب گھر اسکے
اب تو نہیں ہے کوئی دنیا میں ہمسر اسکے
از بادہ تا بماہی بندے ہیں بے زر اسکے
کل وقت شام سورج ملنے کو منھ پر اسکے
رنگلے شفق کے سر پر طشت گلال آیا

خالص کہیں سے تازی اک زعفران منگا کر
مشک و گلاب میں بھی ملکر اسے بسا کر
شیشہ میں بھر کے نکلا چپکے لگا چھپا کر
مدت سے آرزو تھی اک دم اکیلا پاکر
اک دن صنم پہ جا کر میں رنگ ڈال آیا

ارباب بزم پھر تو وہ شاہ اپنے لیکر
سب ہمنشیں جب دلخواہ اپنے لیکر
چالاک جیب کافر گمراہ اپنے لیکر
دس بیس گلرخوں کو ہمراہ اپنے لیکر
یوں ہیں بھگونے مجھکو وہ خوش جمال آیا

عشرت کا اسکے گھر میں تھا اسباب سب مہیا
بہتا تھا حسن کا بھی اچھا سے ایک دریا
ہاتھوں میں دلبروں کے ساغر کسی کے شیشا
کمروں میں جھولیوں میں سیروں گلال باندھا
اور رنگ کی بھی بھر کر مشک و پکھال آیا

عیار گی سے پہلے اپنے تئیں چھپا کر
پایا ہاتھ میں کبھی بکلون انکی چھپا کر
دوڑے سے گئے یہ کہکر جاتا ہے وہ چھپا کر
اتنے میں گھیر مجھکو اور شور و غل مچا کر
اتنے میں گھر کے تک سے رنگ و گلال آیا

یہ چہل تو کچھ اپنی قسمت سے بچ رہی تھی
یہ آبرو سکے پر حسرت سے بچ رہی تھی
کیسا سماں تھا ایسی شادی کی مچ رہی تھی
اس وقت ٹیسو مہریا اک شاہ دم بچ رہی تھی

اِس وسوسہ میں بھی مجھکو جو کچھ خیال آیا

لازم نہ تھی یہ حرکت اے خوش سفیر تجھکو
اظہر ہے سب کہے ہیں مل کر شریر تجھکو
کرتے ہیں اب ملامت خرد و کبیر تجھکو
لاحول پڑھ کے شیطان بولا نظیر تجھکو

اب ہولی کھیلنے کا پورا کمال آیا

مخمس

چمن میں آج نسیم بہار آپہونچی
نوید نکہت گل بے شمار آپہونچی
صدائے قمری و صوت ہزار آپہونچی
جنونکے فوج کی دلپر یلغار آپہونچی

ہزار شکر کہ فصل بہار آپہونچی

گئی نسیم کے ہاتھوں نکل کے باد سموم
گھٹائیں ابر بہاری کی تُل رہی ہیں ہجوم
تمام صحن چمن میں عجب مچی ہے دھوم
اِدھر گلوں کے اوپر بلبلیں کریں ہیں ہجوم

اُدھر سے مست صفت گلعذار آپہونچی

چمن کی سیر کو آئے ہیں ملکے بادہ کشان
ہوا ہے بادہ کشی کا بھی خوب سا سامان
بکا لئے ہیں نشے سے کے ولکا سب ایمان
ہوئی ہے گرم چمن بیچ غنچوں کی دکان

شراب و شیشہ و ساغر کی بار آپہونچی

کھلے ہے چاروں طرف تختۂ گلزار
چلے ہے سرو سہی اور نسیم عنبر بار
خبر سنی ہے کہ آتا ہے وہ گل رخسار
گئی مصیبت رنج فراق سب اک بار

کہ اب قریب شب وصل یار آپہونچی

کوئی ہے وحشت کرے گل کی طلبگاری کا
کسی کو ذوق ہے بلبل کی بے قراری کا
نہیں یہ وقت مری جان اب اضطراری کا
نہیں یہ وقت ہے جان آہ و زاری کا

خوشی ہو اب کہ حدِ انتظار آپہونچی

مخمسہ بر غزل خود

قمر خجل ہوا انکی جھلک نہ دیکھ سکا
سنہرے رنگ کی کندن لگن نہ دیکھ سکا
گہر بھی لب کے سجن کی ڈھلک نہ دیکھ سکا
ترے جمال کی سورج جھلک نہ دیکھ سکا
کھلی نقاب رہی جب تلک نہ دیکھ سکا

ترے الم میں تو خجل سو صورت کو
نہ ہمسری ہو کبھی صاف سے کدورت کو
ملاپ تجھ سے کہاں آتش گل کی صورت کو
تو وہ ہے نور سراپا کہ تیری صورت کو
بشر تو کیا ہے مری جان ملک نہ دیکھ سکا

غم فراق میں جیتے سے ہم جو اکتا گئے
تو ان یار کے کوچے میں جا کے کام آئے
تو واں بھی ذرّے ہمارے ہوا نے اڑوا لئے
گلی کی خاک بھی ہو کر نہ ٹھہرنے پائے
یہاں تو آہ فلک یار تلک نہ دیکھ سکا

ہوا ہوں شوق سے کانٹا میں ہجر میں پڑ کر
نہ بال اور نہ کمر اب مرے مقابل ہو
کمال ضعف کا اپنے کہوں میں کیا یارو
یہ ناتواں ہوں کہ آیا جو یار ملنے کو
تو صورت اسکی اٹھا کر پلک نہ دیکھ سکا

پڑا ہے آہ عجب شوخ سے پالا
نہ جی کو چین ہوا اور نہ دل سنبھلنے پایا
لگا لگا کے نگہ چوٹ کا تیر اور بھالا
گھڑی تو دیکھو ہوا گھڑی میں جگر چھیدا
ابھی خوشی سے وہ اک پلک نہ دیکھ سکا

ابھی تو آہ تمنا میں شراب ہے باقی
ابھی تو عیش کی باتیں بھی ہیں باقی
ہمارے پاس کے نالہ میں سب ہیں مشتاق
لگا لگا کے جواب سے کو وہ باقی

ہمارے جام کی شاید جھلک نہ دیکھ سکا

کبھی ادھر کو جو قاصد ترا گذر ہووے
دیا کہ راہ میں جاتے کہیں وہ تجھ سے ملے
تو آہ بھر کے یہ کہیو تو اس پیر وے
نظیر تجھ سے نہ ہوتا کبھی جدا پیارے
مگر یہ عشق حسد سے فلک نہ دیکھ سکا

ولہ در بیان بے ثباتی مراتب دنیا

گر بادشہ ہو کر عمل ملکوں پہ ہوا تو کیا ہوا
دو دن کا سنگھاسن بچھا [illegible] ہوا تو کیا ہوا
غل شور ملک و مال کا کوسوں ہوا تو کیا ہوا
یا ہو فقیر آزاد کے رنگوں ہوا تو کیا ہوا
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

دو دن تو یہ چرچا ہوا ہاتھی ملا ہاتھی ملا
بیٹھا اگر ہودے اوپر یا پالکی میں جا چڑھا
آگے نقارہ اور نشان پیچھے کو فوجوں کا پرا
دیکھا تو پھر اک آن میں ہاتھی نہ گھوڑا نے گدھا
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا عشرتوں کے ٹھاٹھ تھے اور عیش کے اسباب تھے
ساقی صراحی گلبدن جام شراب ناب تھے
یا بیکسی کے درد سے بے حال تھے بیتاب تھے
یا اضطراب حال سے وہ صورت سیماب تھے
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا ایک دن وہ دھوم تھی نکلے تھا جب اسوار ہو
ہر دم پکارے تھا نقیب آگے سے [illegible]
یا ایک دن دیکھا اسے تنہا پھرا پھرتا ہے وہ
بس کیا خوشی کیا ناخوشی [illegible]
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا نعمتیں کھاتا رہا دولت کے دستر خوان پر
پیڑے مٹھائی بالشیں حلوا [illegible]
یا پاندان [illegible] نظیر
ہو گر گدا [illegible] دولت کی خاطر دیکھ
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

گر اک مصیبت میں رہا اور دوسرا دلشاد ہے
وان عیش عشرت کے مزے یان نالۂ فریاد ہے
یا لذتیں یا راحتیں یا ظلم یا بیداد ہے
کچھ رہ نہیں جاتا میاں آخر کو سب برباد ہے
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

جو عشرتیں آکر ملیں تو بھی وہ گزر جانا میاں
جو درد دکھ آکر پڑیں تو بھی وہ پھر جانا میاں
یان سکھ میں یا دکھ میں غرض یاں سے گزر جانا میاں
یان چار دن کی زندگی آخر کو مر جانا میاں
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

اب دیکھ کسکو شاد ہوا اور کس پہ آنکھیں نم کرے
یہ دل بچارا ایک ہے کس کس کا اب ماتم کرے
یا دلکو روکے بیٹھکر یا درد دکھ میں کم کرے
یا انکا ہی طوفان ہے اب کسکی جوتی غم کرے
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

گر تو نظیر اب مرد ہے ہر حال میں بھی شاد ہو
دستار میں بھی ہو خوشی رومال میں بھی شاد ہو
آزادگی بھی دیکھ کے جنجال میں بھی شاد ہو
اس حال میں بھی شاد ہو اس حال میں بھی شاد ہو
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

در بیان ہولی

جدا نشے ہوا سے خوش جمال ہولی میں
کہ یار پھرتے ہیں یاروں کی ڈال ہولی میں
ہر ایک عیش سے ہے گا بحال ہولی میں
بہار اور کچھ ایک ہی سے سال ہولی میں
مزا ہے سیر ہے ہر سو کمال ہولی میں

سہونکے عیش کو سہاگن کا سہرا بنا ہے
سفید و زرد میں لیکن کمال کینہ ہے
طلا کا زرد کئے سر پر بشر خشند ہے
سفید پاس فقط سیم کا دفینہ ہے
ہر ایک دل میں ہے ستم و زوال ہولی میں

کہا سفید سے آخر کو زرد نے یہ پیام
کہ اے سفید تو اب چھوڑ دے جہاں کا مقام
میں آیا اب تو مرا بند و بست ہوگا تمام
تو مجھ سے آ کے مل چھوڑ اپنی ضد کا کلام
وگرنہ کھینچے گا تو انفعال ہولی میں

ملے گا مجھ سے تو میں تجھ کو سر چڑھاؤں گا
بنا کے آپ سا پاس اپنے بٹھاؤں گا
کہا سفید نے میں مطلقاً نہ آؤں گا
تجھی کو بلکہ کئی دن سے میں بھگاؤں گا
تو اپنا دیکھیو کیا ہوگا حال ہولی میں

یہ سنکے طیش میں آ زرد کا سپہ سالار
چڑھ آیا فوج کو لیکر سفید پر یک بار
ادھر سفید بھی لڑنے کو ہو کے آیا سوار
صفیں مقابلہ دونوں کی جب ہوئیں تیار
ہوا کرخت جواب و سوال ہولی میں

پلا ادھر سے سفید اور ادھر سے زرد رسالہ
گھٹائیں رنگ برنگ فوج کی چمکیں شتابار
لگائیں شکلیں چھٹیں رنگ کی پڑی بوچھار
اور چار طرف سے پچکاریوں کی مار امار
اڑا زمیں سے زماں تک گلال ہولی میں

یہاں تو دونوں میں آپس میں ہو رہی تھی جنگ
ادھر سے آیا جو اک شوخ باغ گل رنگ
ہزاروں نازنیں معشوق اور اس کے سنگ
نشے میں مست کھلی زلف جوڑے رنگ برنگ
کہا کہ پوچھو تو کیا ہے یہ حال ہولی میں

کہا کسی نے کہ اے بادشاہ مہرباں
سفید و زرد یہ آپس میں لڑ رہے ہیں یہاں
یہ سن کے آپ وہ دونوں کے آ گیا درمیاں
ادھر سے تھاما اسے اور ادھر سے اسکو وہاں
تم اسقدر نہ کرو اشتعال ہولی میں

کہا تمہاری خصومت کا ماجرا ہے کیا
کہا سفید نے ناحق یہ زرد ہے لڑتا

یہ شخص کے اُنسے وہیں پنہا اِک منگا جوڑا | پھر اپنے ہاتھ سے جوڑے کو چڑھ کو وان رنگا
کہا کہ دونوں رہو شامل حال ہولی میں

پھر اپنے تن میں جو پہنا وہ خلعت رنگین | سبھوں کو حکم ہوا تم بھی پہنو اب یونہیں
ہزاروں لڑکوں نے پہنے وہ جوڑے پھولوں | پکارے خلق کہ انصاف چاہیے یونہیں
ہوا پھر اور ہی حسن و جمال ہولی میں

میاں میں کیا کہوں پھر اس مزے کی ٹھہری بہار | جدھر کو آنکھ اٹھا کر نظر کرو اکبار
ہزاروں باغ رواں ہیں گروروں میں گلزار | چمن چمن پڑے پھرتے ہیں سرو گل رخسار
عجب بہار سے ہیں نونہال ہولی میں

جو لہر حسن کی ہے موج مار چلتی ہے | علم لیے ہوئے آگے بہار چلتی ہے
اگاڑی مست صف کا غدار چلتی ہے | پچھاڑی عاشقوں کی سب قطار چلتی ہے
سبھوں کے دل میں خوشی کا خیال ہولی میں

گلال عبیر سے کتنے بھرے ہیں جو باسکے | تمام ہاتھوں میں گڑوے بھی رنگ کے لائے
کوئی کہے ہے کسی سے کہ ہم بھی لو آئے | تو اس سے کہتا وہ ہنسکر کہ آمری جائے
ہنسی خوشی کا ہے قال و مقال ہولی میں

اسی بہار سے گوکل پورے میں جا پہونچے | اور منڈی نائی کی اور سیتا کی منڈی سے
سب عام گنج میں شاگنج و تاج گنج پھرے | ہیں شہر میں نہیں اور گرد شہر کے رستے
ہوا ہجوم کا بس کمال ہولی میں

سبھوں کو لیکے کنارے ہی تیرا ریں آگئے | پھر موتی کٹرے کھٹلے کے لوگ سب بلائے
کہ میل منڈی و بینی گلی سے بھی آئے | جہاں تھا نہ سے پیگمبر کے لوگ سب آئے

کہ بنو اونکے دیکھین جمال ہولی مین

ہوئی جو سب مین شریف و ذلیل مین ہلچل — تو پہلے رنگ کی پچکاریونکی مار ہوئی
کسی کا بھر گیا جامہ کسیکی پگڑی بھری — کسی کے منہ پہ لگائی گلال کی مٹھی

تو رفتہ رفتہ ہوئی پھر یہ چال ہولی مین

گھٹائین مشک کے چھالونکی جھوم کر آئین — سنہری بجلیان پچکاریون کی چمکائین
صبا نے رنگ کی بوچھارین آکے برسائین — ہوا نے آنکے ساون کی جھڑیان لگائین

لگے برسنے کو مشک و گلال ہولی مین

ادھر گلال کا بادل بھی چھا گیا گھنگھور — صدا ہے رعد ہوئی ہر کسی کا غل اور شور
یہ لڑکے نازنین ہوتے ہین کوکلا جون مور — تمام رنگ کی بوچھار سے ہے شور ابور

عجب ہے رنگ کی برشکال ہولی مین

لگا کے چوک سے اور چار سو تلک دیکھا — کہا کہ ایک بھی تل دھرنے کی نہین ہے ذرا
تمام بھیڑ سے ہر طرف بند ہے رستا — تس اوپر رنگ کا بادل ہے اسقدر برسا

کہ ہر گلی مین بہا دھول گلال ہولی مین

نظیر ہولی تو ہے ہر نگر مین اچھی خوب — ولیک ختم ہوا آگرے پہ یہ اسلوب
کہاں ہین ایسے صنم اور کہاں ہین یہ محبوب — جنھونکے دیکھتے عاشق کا ہوو تازہ قلوب

تھی یہ نرالی یہان چال ڈھال ہولی مین

در بیان عشرت ایام طفلی

کیا وقت تھا وہ ہم تھے جب دو دھ کٹورے — پھر آن انکھون کے معمور تھے کٹورے
پائون مین کالے ٹیکے ہاتھون مین پہلے ڈورے — یا چاند سی ہو صورت یا سانورے و گورے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خور سے

گل کی طرح سے ہر دم سینے پہ پھول لیتے تھے
پی پی کے دودھ ماں کا خوش ہو کے پھولتے تھے
ماں باپ انکی خدمت سر پر پہ لیتے تھے
ہاتھوں میں کھیلتے تھے جھولوں میں جھولتے تھے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خور سے

نے دوستی کسی سے نے دل میں اُنکے کینا
جانیں نہ بے قرینا نے جانیں کچھ قرینا
نے گھر سوت واقف نے جانتے پسینا
چھاتی سے ماں کی لپٹے خوش اُن کو دودھ پینا

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خور سے

جو دیکھے اُنکی صورت سے پیار سے کھلاوے
ہاتھوں اوپر اُچھالے اور چھیڑ کر ہنساوے
چومے کبھی دہن کو چھاتی کبھی لگاوے
کوئی چوسنی منھ میں دیوے کوئی جھنجھنا لگاوے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خور سے

چھوٹا سا کوئی اُنکا کرتا نکالتا ہے
یا چھوٹی چھوٹی ٹوپی سر پر سنبھالتا ہے
ماں دودھ ہے پلاتی اور باپ پالتا ہے
نانا گلے لگاوے دادا اُچھالتا ہے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خور سے

کیا عمر ہے عزیزو اور کیا یہ وقت ہوگا
جب گھٹنیوں پہ آئے پھر اور کچھ تماشا
پاؤں چلے تو واں سے پھر اور سیر ٹھہرا
سب زندگی کا حظ ہے اُنکو نظیر اہا ہا

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خور سے

مخمس بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

آمد نگار دلبر شیریں کلام ما
رشک ارم ز نزہت او شد مشام ما
زد روزگار سکہ دولت بنام ما
ساقی بنور بادہ بر افروز جام ما

مطرب بگو کہ کارِ جہان شد بکامِ ما

زاہد تو کم خوری سے کریں تن کو اپنے کاست
جسدم کہ آگے ہوویگا دیوانِ حشر راست
ہم رند پی شراب کریں عیش لکے راست
ترسم کہ صرفۂ نبرد روزِ بازخواست

نانِ حلال شیخ ز آبِ حرامِ ما

جامے ز دستِ ساقیِ رنگیں کشیدہ ایم
زاہد خبر ندارد ازاں گل کہ چیدہ ایم
غم را بپشتِ پا زدہ عشرت خریدہ ایم
ما در پیالہ عکسِ رخِ یار دیدہ ایم

اے بے خبر ز لذتِ شربِ مدامِ ما

چرخ و فلک جہاں میں خرامندہ شد بہ عشق
قائم وہی رہیگا جو پائندہ شد بہ عشق
شمس و قمر بھی نور میں تابندہ شد بہ عشق
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

کیا کیا کرے ہیں ناز و ادا سیمتن بتاں
دیکھا جو خوب سب ہیں یہ دھوکے کی ٹٹیاں
آوے ابھی وہ شوخ تو ہو جاویں سب نہاں
چنداں بود کرشمہ و نازِ سہی قداں

کاید بجلوہ سرو صنوبر خرامِ ما

زاہد ہمیں خدا سے کیا ہے جو مے پرست
دیکھیں کس طرح کی تری ہے نگاہ مست
مستِ الست ہم ہیں نہیں آجکل کے مست
مستی بچشمِ شاہدِ دلبندِ ما خوش است

زاں رو سپردہ اند بہ مستی قیامِ ما

جیسے جدا ہوا انکا حسن کا وہ چاند
شکلِ قمر [illegible] سے ہو سکے ماند
روتے ہی روتے ہمکو یہ گذرا تمام چاند
حافظ ز دیدہ دانۂ اشکے ہمی فشاں

باشد کہ مرغِ وصل کند قصدِ دامِ ما

خمسہ دیگر بر غزل حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

کیست تا آن ساقیِ گلفام را — از من بیدل دہد پیغام را
تشنہ لب نگذار این ناکام را — ساقیا برخیز و در دہ جام را
خاک بر سر کن غم ایام را

گو کہ پینے سے ہیں بدنامیاں — عزت و حرمت کا جاتا ہے نشان
ہم تو سمجھے ہیں بلا ساقی میاں — گرچہ بدنامیست نزد عاقلان
ما نمی خواہیم ننگ و نام را

دیکھکر نالے ہمارے شعلہ زن — عابد و زاہد کے بھولے مکر و فن
کیوں نہ اب جل جائے ہوں شیخ کے تن — دود آہ سینۂ سوزان من
سوخت این افسردگان خام را

یہ جو میں پہنا ہے جبہ سر بسر — ہے بھرا اس میں سراپا مکر و شر
دے بخدا کے واسطے اے مغ پسر — ساغری بر کفم نہ تا ز سر
برکشم این دلق ازرق فام را

تنگ دارم منزل و ماوائے خود — کردہ ام کوئے مغان را جائے خود
عاشقم بر طرز بے پروائے خود — محرم راز دل شیدائے خود
کس نمی بینم ز خاص و عام را

یہ جو یاں خوباں بنے ہیں بند و بست — دل کو لیتے ہیں بصد افسون و دست
انکا میں عاشق نہیں اے خود پرست — با دلارامی مرا خاطر خوش است
کز دلم یکبارہ برد آرام را

عشق میں آرام دل ہوتا ہے کب　　یاں تو ہر دم غم ہے اور رنج و تعب
کوئی دن مثل نظیر اس غم میں اب　　صبر کن حافظ بہ سختی روز و شب
عاقبت روزے بیابی کام را

خمسہ دیگر

تا کے بذلق و سبحہ کنی فکر دام را　　آری بحلقہ در کف خود خلق عام را
بگذار یک نفس تو چنیں ہر خام را　　صوفی بیا کہ آئینہ صافست جام را
تا بنگری صفائے مے لالہ فام را

یہ صید گاہ عشق ہے دیر و حرم نہیں　　یاں لاکھوں جال اڑ گئے اور سیکڑوں کہیں
باز آ تو اس خیال سے سنتا ہے ہمنشیں　　عنقا شکار کس نہ شود دام باز چیں
کانجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

کیفیت شراب زہر مے پرست پرس　　یا آنکہ در ازل شدہ جا مے بدست پرس
سیر جہان شراب دل از عقل پست پرس　　راز درون پردہ ز رندان مست پرس
کین حال نیست صوفی عالی مقام را

گر زیر آسمان تجھے فرصت ہے ایک جو　　گر اپنے دل سے عیش تو پایا ہے ایک دم [illegible]
گر چہ شراب ناب کی اچھا لگی ہے لو　　در بزم دور یک دو قدح درکش و برو
یعنی طمع مدار وصال دوام را

[illegible] جوانی کو جو ملا پایا ہے فرصت عیش　　پیری کا اب تو آن پڑا ہے سر [illegible]
[illegible]　　اے دل شباب رفت و نچیدی گلے ز عیش
پیرانہ سر مکن ہنرے ننگ و نام را

پیرمغان نے جب سے دیے جام نو بنو / جب سے کلاہ و دلق و مصلا ہوا گرو
مثل نظیر اب تو لگی دل کو مے کی لو / حافظ مرید جام مے ستا اے صبا برو
وز بندہ بندگی برسان شیخ جام را

در بیان اُمس

کیا ابر کی گرمی میں گھڑی پہر ہے اُمس / گرمی کے بڑھ جانے کی عجب لہر ہے اُمس
پانی سے پسینوں کی بڑی نہر ہے اُمس / ہر باغ میں ہر دشت میں ہر شہر ہے اُمس
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

کتنے تو اس اُمس کے تئیں کہتے ہیں گرماؤ / بیٹھی کہ گھر ابر ہوا اور آ کے رکی باؤ
اُس وقت تو پڑتا ہے غضب جان میں گھبراؤ / دل سینے میں بیکل ہو یہی کہتا ہے کھا تاؤ
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز کو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

بدلی کے جو گھر آنے سے ہوتی ہے ہوا بند / پھر بند سے گرمی و غضب سا پڑتی ہے کچھ چند
تنکے کو کوئی پاٹرے کوئی کھولے ہے گھبرا / دم رک کے گھلا جاتا ہے کرکے نینے پھر اک بند
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

یہ ہر تو پسینوں کے پڑی بھیگی ہیں کھاٹیں / گرمی او دھپیل کی کچھ چھوٹیاں کاٹیں
پیڑا جو سیٹیے تو لپیٹے اسے پاٹیں / ننگا جو بدن رکھیے تو پھر کھیاں چاٹیں
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس / سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

رکنے سے ہوا کے جو بُرا ہوتا ہے احوال پنکھا کوئی آنچل کوئی دامن کوئی رومال
دم گھٹنے لگتا ہے لہاروں کی گویا کھال کچھ روح کو بیتابیاں کچھ جان کو جنجال
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

گھبرا کے کبھی آتا ہے دم جاتا ہے پھولا آرام جو دل کا ہے سبھی جاتا ہے بھولا
آتا ہے کبھی ہوش کبھی جاتا ہے بھولا کپڑے بھی برے لگتے ہیں جی جاتا ہے جھولا
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

ہوتی ہے اُمس جو کبھی اک رات کو آکر گر ڈالتی ہے پھر تو قیامت ہی مقرر
ادھر تو ہوا بند اُدھر پسو مچھر پانی کوئی پیوے تو وہ اوس سے بھی وہ تیز
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

جس وقت ہوا بند ہو اور آ کے گھٹا چھائے پھر کیسے دل اُس گرمی میں کس طرح نہ گھبرائے
اوڑھو تو پسینا جو نہ اوڑھو تو غضب آئے پسّو کبھی مچھر کبھی کھٹمل ہی لپٹ جائے
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

گر اس میں ہوا کھل گئی اور پانی بھی لائی تو جسم میں جی اور جان میں کچھ جان سی آئی
اور اس میں جو پھر ہو گئی اُمس کی چڑھائی تو پھر وہی رونا وہی غل شور دہائی
برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اُس مین تو لازم ہے کہ سنکھیا نہ ہوا ہو — اک کوٹھری ہو جس مین دھوان آ کے بھرا ہو
اور مکھیون کے واسطے گر تن سے ملا ہو — اُس وقت ذرا دیکھیے اُمس کا کہ کیا ہو

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اِس رت مین تو واللہ عجب عیش ہو دلخواہ — مینہ برسے ہے اور سرد ہوا آتی ہے ہر گاہ
جنگل بھی ہرے گل بھی کھلے سبز چراگاہ — اُمس ہی مگر دل کو ستاتی ہے نظیر آہ

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

خمسہ بر غزل خود

خوشی سے دل کی منگا عطر و پان کوٹھے پر — بچھا کے فرش لگا سائبان کوٹھے پر
ہمارے ملنے کا رکھ دل مین دھیان کوٹھے پر — کبھی تو آؤ ہماری بھی جان کوٹھے پر

کیا ہے ہم نے اکیلا مکان کوٹھے پر

ادائے تیغ بھون کی کمان کوٹھے پر — مژہ کا تیر نگہ کا سنان کوٹھے پر
بنا کے ناز و کرشمے کی شان کوٹھے پر — کھڑے جو ہوتے ہو تم آن آن کوٹھے پر

کرو گے حسن کی کیا تم دکان کوٹھے پر

تمھاری یاد مین ٹکڑے کیا جگر مین نے — تمھارے ہجر مین چھانا ہے دربدر مین نے
کھڑا ہو دور سے ٹھہرا کے یک نظر مین نے — تمھین جو شام کو دیکھا تھا بام پر مین نے

تمام رات رہا میرا دھیان کوٹھے پر

اگرچہ ہم کو ستاتے ہو تم بہت سا جی — [illegible]

تمہاری مجھ سے تو اُلفت نہ چھوٹے جیتے جی | یقین ہے بلکہ مری جان جب کہ نکلے گی
تو آرہے گی تمہارے ہی جان کوٹھے پر

تمہیں خبر نہیں پیارے ابھی ہو تم لڑکے | گلاب و عطر ملا ہے جو تمنے کپڑوں سے
یہ وقت شام ہے اور دونوں وقت ملتے ہیں | مجھے یہ ڈر ہے کسی کی نظر نہ لگ جاوے
پھرو نہ تم کھلے بالوں سے جان کوٹھے پر

ادھر سے زلف بھی اگر ہوا سے لہراوے | اُدھر سے پان و مسی بھی جو رنگ دکھلاوے
اُدھر سے چاند سا مکھڑا جھلک جھمکاوے | بشر تو کیا ہے فرشتہ کا جی نکلجاوے
تمہارے حسن کی دیکھ آن بان کوٹھے پر

جہاں دلوں کی محبت کا کارخانہ ہے | وہاں تو لاکھ طرح دیکھنا دکھانا ہے
یہ بار بار کے آنے سے ہمنے جانا ہے | جھمک دکھا کے ہمیں اور کہیں پھنسانا ہے
جبھی تو چڑھتے ہو تم جانجان کوٹھے پر

میاں یہ ہے سر بازار کچھ تو خوف کرو | گلابی پیتے ہوئے کی لوٹک کنارے بیٹھو
نشے میں پیارے سنبھل کے سمجھ کے مت اٹھو | تمہیں تو کیا ہے و لیکن مری خرابی ہو
کسی کا آن پڑے اب جو دھیان کوٹھے پر

پڑی ہیں اُس پہ جھلکیں کئی جو شنگرفی | نہیں تمہاری سر بام رنگ کی سرخی
ہزاروں دیکھی ہیں ہمنے منڈیر چونے کی | کہ چونے کاری میں سرخی ہوئی ہے اور کسی
کسی کے خون کا یہ ہے نشان کوٹھے پر

تمہارے چھٹنے سے جہان میں کیا ہے گرد | جو اس بات تمنا کہ چشم تر سے زرد
بہا کے اشکوں آنسو جگر سے پھر دم سرد | یہ آرزو ہے کسی دن تو اپنے دل کا درد

کریں ہم آن کے تمسے بیان کوٹھے پر

ہوے ہیں ہم تو تمھاری محبتوں میں تباہ
وسے تمھاری وہی ہے دغا و مکر کی راہ
سنو جی خوب سمجھتے ہیں ہم تمھاری چاہ
لڑاؤ غیر سے آنکھیں کہو ہو ہمسے آہ
اگر تھا ہمیں تو تمھارا ہی دھیان کوٹھے پر

یہ دم کی بات جو کہنا ہوا تو اُسسے کہو
نہ جانتا ہو تمھاری جو کوئی باتوں کو
ہمیں تو دہر سے معلوم آپکی خو بو
خدا کے واسطے اتنا تو جھوٹ مت بولو
کہیں نہ ٹوٹ پڑے آسمان کوٹھے پر

یہ سنکے باتیں مری ہنس پڑا وہ ماہ منیر
لگا یہ کہنے کہ تو بھی کوئی بڑا ہے شریر
پھر اپنے ناز و ادا میں سمجھ کے مجھکو اسیر
کمند زلف کی لٹکا کے اُس صنم نے نظیر
چڑھا لیا مجھے اپنے مکان کوٹھے پر

خمسہ بر غزل خود

کیا دوڑ دوڑ پھرتے ہو اس گھر کے آس پاس
تم بھی تو آ کے دیکھیو کبھی در کے آس پاس
دیکھا ہے ہمنے خوب نظر کر کے آس پاس
زلفیں ہیں یہ دو نہیں رخ دلبر کے آس پاس
ابر سیہ ہے ماہ منور کے آس پاس

عنبر کی بو کا آہ یہ کب فیض ہے عمیم
جس سے شگفتہ ہو لب زخم دل دو نیم
جاں بخش عاشقوں کی ہے اتنی شمیم
تجھ میں تو یہ شمیم نہ تھی سچ کہ اے نسیم
کس کے پھری تو زلف معنبر کے آس پاس

تیرے سوا تو کوئی نہیں ایسا نامہ بر
جو میرے حال زار کی دیوے اُسے خبر
کہیو صبا تو غنچہ دہن سے کہ ہر سحر
گلشن میں جا کے پھرتا ہوں اُس گل کو یاد کر

دو دو پہر میں سرو صنوبر کے آس پاس

نکلے گی آہ سینے سے جس وقت جوں شرار
اک آن میں جلا دیگی غیروں کے گھر ہزار
تنہا پڑیگا شور طپش کا نہ بے شمار
رو دینگے ہم جو دیکھیو کوچہ میں اپنے یار
پانی ہی پانی ہوگا ہر اک گھر کے آس پاس

خلوت میں گاہ گاہ وہ ہے دسترس مجھے
جو ہاتھ جوڑ پانوں پہ دلبر کے جا پڑے
کثرت میں دیکھتا نہیں ہر چند دل مجھے
اُس شوخ کی طرف میں رقیبوں کے خوف سے
دیکھوں بھی ہوں تو آہ نظر بھر کے آس پاس

مقدور غیر کا نہیں جو ساتھ پھر سکے
کیا غیر اپنے ساتھ نہ سایہ کو لگنے دے
پھرتی ہے گرد گل کے صبا جس طرح سے
ہم تو کمر بندھا نیکے حیلے سے پھر لیے
پٹکے کے ساتھ ساتھ ستمگر کے آس پاس

بلبل کی طرح کب تئیں نالہ کیا کروں
اب جی میں ہے پتنگ کی مانند جل اُٹھوں
گو شعلہ رو کے گرد سر او پانو سے چلوں
مثل بنٹی آہ کا چکر سا باندھ دوں
پھرنے دے گرد اپنے مجھے سر کے آس پاس

دو چار روز بیٹھ سکوں کب میں دلفگار
اُس بن تو ایکدم نہیں دل کو مرے قرار
تم مانو یا نہ مانو یہ باتیں ہیں بے شمار
باراں ہو گرچہ یاد ہو تجھ کو سرا ایکبار
پھر آنا اُس صنم سے مجھے گھر کے آس پاس

سنے سر کی سدھ تجھے ہے نہ بالوں کی ہے پڑی
شاید کسی سے آج تری آنکھ ہے لڑی
کس کی لگن میں جلتی ہے کیا جانے تو گھڑی
اے شمع ٹک تو دیکھ کہ پروانہ اُٹھ کھڑی
کس کس طرح پھرا ہے ترے سر کے آس پاس

جز سوختن کے آہ نہیں کچھ اسے طلب
سمجھے تو جان دے ہے یہ اس وصل کے سبب
جہاں تک بنی دم کا یہ جلتا ہے تشنہ لب
اس حال پر تو تجھ کو بھی لازم ہے یہ کہ اب

اُٹھ کر بھرے تو آ کے ہر اک سر کے آس پاس

جنت میں جبکہ جائینگے سب خرد اور کبیر
کہہ دینگے اپنے دل کا جو کچھ ہو دیگا ضمیر
پینے کو جام مانگیں گے ہر اک جوان و پیر
کیا کیا ہجوم ہونگے مچونکے اے نظیر

محشر کے روز ساقیٔ کوثر کے آس پاس

در بیان ہولی

پھر آنکلے عشرت کا مچا ڈھنگ زمیں پر
اور عیش نے عرصہ ہے کیا تنگ زمیں پر
ہر دل کو خوشی کا ہوا آہنگ زمیں پر
ہوتا ہے کہیں راگ کہیں رنگ زمیں پر

بجتے ہیں کہیں تال کہیں چنگ زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

گھنگھرو کی پڑی آن کے پھر کانوں میں جھنکار
سارنگی بھی ہوتی ہیں طنبوروں کی مددگار
طبلوں کی کھٹک طبل پہ سازونکے بجے تار
راگوں کی کہیں تان کہیں [illegible] تار

بجتے ہیں ڈھولک کہیں جھنکار سے ہر [illegible] زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

اس [illegible] عجب رنگ [illegible]
اور [illegible] رنگ [illegible]
[illegible]
[illegible] رنگ [illegible]

[illegible] زمیں پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمیں پر

مارا ہے نپٹ ہولی کے رنگوں نے عجب جوش جو رنگ میں اک خلق نئی پھرتی ہے گل پوش
ہیں ناچ کہیں راگ کہیں رنگ کہیں نوش پیتے ہیں نشے عیش میں سب لوٹیں ہیں بیہوش
معجون کہیں پیتے ہیں کہیں بنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

میخانے میں دیکھو تو عجب سیر ہے یارو واں مست پڑے لوٹے ہیں اور کرتے ہیں ہو ہو
مستی سے سوا عیش نہیں ہوش کسی کو شیشوں میں پیالوں میں صراحی میں خوشی ہو
اچھلے ہے پڑی بادۂ گلرنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

گاگا کے پچکاریں کہیں رنگوں کی چھڑک ہے مینائی بھبک اور کہیں ساغر کی جھلک ہے
طبلوں کی صدائیں کہیں تالوں کی جھنک ہے تالی کی بہاریں کہیں ٹھلیا کی کھٹک ہے
بجتا ہے کہیں دف کہیں مرچنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

مستی میں اٹھا آنکھ جدھر دیکھو ہا ہا ناچے ہے طوائف کہیں جھلکے ہے بھوتیا
چلتے ہیں کہیں جام کہیں سوانگ کا چرچا اور رنگ گلیوں میں جو دیکھا تو ہر اک جا
بہتی ہیں امنڈ کر جمن و گنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

معمور ہیں خوباں سے گلی کوچہ و بازار اڑتا ہے عبیر اور کہیں پچکاری کی ہے مار
چھایا ہے گلالوں کا ہر اک جا پہ دھواں دھار پڑتی ہے جدھر دیکھو ادھر رنگ کی بوچھار
ہے رنگ چھڑکنے سے ہر اک تنگ زمین پر ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

بھاگے ہے کہیں رنگ کسی پر جو کوئی ڈال
وہ پوٹلی مارے ہے اُسے دوڑ کے فی الحال
بیٹھا نگ گھسیٹے تو وہ کھینچے ہے پکڑ بال
وہ ہاتھ مروڑے تو یہ توڑے ہے کھڑا گال
اس ڈھب کے ہر اک جا پہ رہے ہے ڈھنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

بیٹھے ہیں سب آپس میں نہیں ایک بھی کڑوا
پچکاری کی تھما کر کوئی جھمکاوے ہے کٹڑوا
پھرتے ہیں کہیں مشک کہیں رنگ کا گڑوا
کیا شاد وہ ہوتا ہے جسے کہتے ہیں بھڑوا
سنتے ہیں یہانتک نہیں اب تنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

ہولی کی نظیر اب جو بہاریں ہیں اہا ہا
محبوب رنگیلوں کی قطاریں ہیں اہا ہا
کپڑوں پہ چھپی رنگ کی دھاریں ہیں اہا ہا
سب ہولی ہی ہولی ہی پکاریں ہیں اہا ہا
کیا عیش ہے کیا رنگ ہے کیا ڈھنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

در بیان موت

دنیا میں اپنا جی کوئی بہلا کے مر گیا
دل تنگیوں سے اور کوئی اکتا کے مر گیا
عاقل تھا وہ تو آپکو سمجھا کے مر گیا
بیعقل چھاتی پیٹ کے گھبرا کے مر گیا
دکھ پا کے مر گیا کوئی سکھ پا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

دن رات رن مچے ہیں یہاں اور پڑے ہے جنگ
چلتی ہے نت اجل کی سناں گولی اور تفنگ
جسکا قدم بڑھا وہ موا وہیں بے درنگ
جو جی چھپا کے بھاگا تو اسکا ہوا یہ رنگ

وہ بھاگتے ہیں تیغ و تبر کھا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

پیدا ہوئے ہیں خلق میں اب جتنے جزو کل
جب آن کر فنا نے کھلایا اجل کا گُل
یا جب گزاری عمر و یا دھوم کر چہل
کام آئی کچھ کسی کو خموشی نہ شور و غل
چپکے کوئی موا کوئی چلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

گر لاکھ عشرتوں سے ہے دلمیں یہ دھوم دھام
آخر کو جب اجل نے کیا آن کر سلام
یا مصیبتوں سے ہوا غم کا اژدہام
غم میں کسی حسین کے کوئی ہو گیا تمام
کوئی حور پریاں چھاتی سے لپٹا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

پڑھ کر نماز کوئی رہا پاک باوضو
ناپاکی پاکی موت کی ٹھہری نہ روبرو
کوئی شراب پی کے رہا مست کو بکو
کوئی عبادتوں سے موا ہو کے سرخرو
ناپاک روسیاہ بھی پچتا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

کر دل کے آئینہ کے تئیں صاف یکبار
جب پیک نے اجل کے کیا آنکر گذار
کشف قلوب دل پہ کیا اپنے آشکار
کام آئی روشنی نہ کرامات کی بہار
کامل فقیر خلق میں کہلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

بالفرض گر کسی کو ہوئی یا و کیمیا
یا مفلسی میں ایک نے خون جگر پیا

کوئی زیادہ عمر سے اک دم نہیں جیا
سوکھی کسی نے روٹی چبا غم میں جی دیا
قلیا پلاؤ زردہ کوئی کھا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

پہنا لباس خوب اگر عطر کا بھرا
یا چیتھڑوں کی گدڑی کوئی اوڑھ کر مرا
آخر کو جب اجل کی چلی آن کر ہوا
پوسے کے چھوتڑے کو کوئی چھوڑ کر چلا
باغ و مکان محل کوئی بنوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

گیسو بڑھا کے کوئی مشائخ ہوا یہاں
یا بینوا ہو کوئی ہوا خود منڈا یہاں
جب مرشد اجل کا قدم آیا درمیاں
کوئی تو لمبی داڑھی لیے ہو گیا رواں
سو مچھیں بھویں تلک کوئی منڈوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

گر ایک بیوقار رہا ایک قدر دار
سر پر لگا جب آنکے تیغ اجل کا وار
بے قدری کام آئی کسی کا نہ کچھ وقار
تھا جیا سو وہ تو موا اٹھ کے ننگ و عار
اور جسکو شرم تھی سو وہ شرما کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

کوئی جھونپڑی میں جا بیٹھا تھا کوئی مٹھ اور شہر
جب دم قضا نے ہاتھ میں لی تیغ اور سپر
کام آئی کچھ فقیری نہ کچھ تخت اور چتر
یہ خاک پر موا وہ موا تخت کے اوپر
تھی جسکی جیسی قدر وہ بتلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

عاشق ہو کر کسی نے کسی گل کی چاہ کی
معشوق کی کام آئی کسی کی نہ عاشقی
اور جب اجل کی دونوں سے آکر لگن لگی
عاشق نے اپنے عشق کے بڑھانے میں جان دی
دلبر بھی اپنے حسن کو چمکا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

کتنوں میں بڑھ کے ایسی بڑھی الفتوں کی چاہ
جو جسم و جان ایک ہوئے انکے واہ واہ
عاشق ہوا تو مر گیا معشوق خواہ مخواہ
معشوق مر گیا تو وہ عاشق بھی کر گئے آہ
اس گلبدن کی قبر اوپر جا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

کیا کالے پیلے شکل کے کیا گورے گلعذار
عاشق کوئی ہے اور کوئی معشوق طرحدار
عاقل حلیم و عالم و فاضل رسالدار
پنڈت نجومی بید جو نادان جو ہوشیار
دونوں کی شان ہر کوئی دکھلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

کیا اونچی ذات پاک کے اشراف کیا نجیب
قسمت سے چھوٹی کوڑی کسی کو نہ ہو نصیب
جسدم قضا کے ہاتھ سے نیند آگئی عجیب
کیا ہوشیار و عاقل و دانا و کیا طبیب
کوئی خزانہ خاک میں گڑوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

مرنے سے پہلے مر گئے جو عاشقان زار
وہ زندۂ ابد ہوئے تا حشر برقرار
کیا کاتبان اہل قلم خوشنویس کار
جتنی کتابیں دیکھئے ہو لاکھ یا ہزار
کوئی لکھ کے مر گیا کوئی لکھوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

پیر و مرید و شاہ و گدا امیر اور وزیر
مفلس غریب صاحب تاج و علم سریر
سب آن کر اجل کے ہوئے دام میں اسیر
کون اس جہاں میں زندہ رہا اے میاں نظیر
کوئی ہزاروں عیش کی ٹھہرا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

در صفت چپاتی

جب ملی روٹی ہمیں سب نور حق روشن ہوئے
زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہوئے
رات دن شمس و قمر شام و شفق روشن ہوئے
اپنے بیگانونکے لازم تھے جو حق روشن ہوئے
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ جو کھاتے ہیں باقر خانی کلچہ شیرمال
یہ جو روٹی دال کا رکھتے ہیں ہم گردن جمال
ہیں وہ خاص الخاص درگاہ کریم ذو الجلال
جب ملی روٹی ہمیں ہم ہو گئے صاحب کمال
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ تو اب مرد خدا ہیں قوت جنکا نور ہے
دل ہمارا تو فقط روٹی کا اب رنجور ہے
وہ ملائک ہیں وہاں روٹی کا کیا مذکور ہے
ہم شکم بندوں کا یارو بس یہی دستور ہے
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

پیٹ میں روٹی پڑی جب تک تو یارو خیر ہے
کھاتے ہی دو تر نوالے آسمان پر سیر ہے
گر نہ ہو پھر غیر کا اپنے ہی جیسے بیر ہے
آسمان کیا پھر تو خاصے لامکانی سیر ہے

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

جب تلک روٹی کا ٹکڑا ہو نہ دستر خوان پر
نے نمازون مین لگے دل اور نہ کچھ قرآن پر
رات دن روٹی چڑھی رہتی ہے سب کے دھیان پر
کیا خدا کا نور برسے ہے پڑا ہر نان پر

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

گر نہون دو روٹیان اور اک پیالہ دال کا
کھیل سب بگڑا پھرے یا حال کا اور قال کا
گر نہو روٹی تو کس کا پیر کس کا بالکا
وصف کس منھ سے کرون مین نان کے احوال کا

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

پیٹ مین روٹی نہ تھی جب تک وہ عالم تھا سیاہ
جب پڑی روٹی تو پہونچی عرش کے اوپر نگاہ
کھل گئے پردے تھے جتنے ماہی سے تا ماہ
کیا کرامت ہے فقط روٹی مین یارو واہ واہ

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

یون چمکتا ہے پڑا ہر آن گردہ نان کا
جان آتی ہے لیے سے نام دستر خوان کا
چاند کا ٹکڑا اکھون مین یا کہ ٹکڑا نان کا
روح ناچے ہے بدن مین نام سنکر خوان کا

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

حسن جتنے ہین جہان مین سب بھرے ہین خوان مین
خوبیان جتنی ہین لاکر سب بھری ہین نان مین

عاشق و معشوق بھی ٹکیا کے ہین درمیانین ۔ پھنس رہے ہین سبکے دل روٹی کے دسترخوانین

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

جو مرید اپنا کسی درویش کو کرتا ہے پیر ۔ یعنی کچھ دیکھے تجلی کی کرامت دلپذیر
کھاتے ہی دو روٹیان دل ہوگیا بدر منیر ۔ کوئی روٹی سا نہین اب پیر و مرشد اے نظیر

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

برسات کا تماشا

اہل سخن کو ہے گا اک بات کا تماشا ۔ اور عارفون کی خاطر ہے ذات کا تماشا
دنیا کے صاحبون کو دن رات کا تماشا ۔ ہم عاشقون کو ہے گا سب گھات کا تماشا

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

خورشید گرم ہوکر نکلا ہے اپنے گھر سے ۔ لیتا ہے مول بادل کر کر تلاش زر سے
آئی ہوا بھی لیکر بادل کو ہر نگر سے ۔ آوے اساڑھ مدتواب دشمن کے گھر سے پرسے

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

قاصد صبا کے دوڑے ہر طرف منہ اٹھا کر ۔ ہر کوہ و دشت کو بھی کہتے ہین یون سنا کر
ہان سبز جوڑے پہنو ہر دم نہا نہا کر ۔ کوئی دم کو میگھ راجا دیکھے گا سبکو آکر

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

جب یہ نوید پہونچی صحرا مین ایکباری ۔ ہونے لگی وہان پھر برسات کی تیاری
چشمون نین کوہ کے بھی ہوئی اسکی انتظاری ۔ موسم کے جانور بھی آتے ہین باری باری

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ساون نے بادلوں سے پھر آ گھٹا ہے چھائی
ہر سمت رعد گرجا کوئل کی کوک آئی
بجلی نے اپنی صورت پھر آن کر دکھائی
بدلی نے کیا مزے کی رم جھم جھڑی لگائی

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

جن صاحبوں کے دل کو کچھ عیش سے ہے بہرا
ہر طرف آب سبزہ اور گلبدن سنہرا
وہ اس ہوا میں جا کر دیکھے ہیں کچھ وہ چہرا
جنگل میں آج منگل کس کس طرح کا ٹھہرا

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

کوئی اپنے دلربا سے کہتا ہے دیکھیں جنگلا
اور ساغر و صراحی سے کی تو اپنے سنگ لا
چہرے کو تو گلابی یا گل انار رنگ لا
پی پی کے تو شوخی میں سیر دیکھیں بنا کے جنگلا

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہر گلبدن سے کہتے ہیں پوشاک ہے اکہری
صحن چمن میں ہے جو بارہ دری سنہری
پگڑی گلابی ہلکی یا گل انار گہری
اس میں سجیلوں کی آ کر ہے جو بزم عیش ٹھہری

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

معشوق عاشقوں میں کیا بزم با نمک ہے
جھنکار تال کی ہے اور طبلہ کی کھڑک ہے
شیشہ گلابی ساقی اور جام اور گزک ہے
ہوری ملار کیسا آواز کی کمک ہے

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

اک کو گھٹیں مزے کی ننھی پھوار برسے
اک طرف اودی کی باہم قطار برسے
چہرے کا رنگ چھڑک کر حسن نگار برسے
جیسا جوں امنڈ کے پانی موسل کی دھار برسے

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہر کوہ کی کمر تک سبزہ ہے لہلہاتا
برسے ہے مینہ جھڑ جھڑ پانی بہا ہے جاتا
وحش و طیور ہر اک ململ کے ہے نہاتا
غوغا کریں ہیں مینڈک ببکیر سے غل مچاتا
آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

گلشن میں آ پھرے ہیں سب گلبدن نکیلے
ساتھ اُنکے لگ رہے ہیں عاشق جو ہیں ہٹیلے
کہتا کوئی کسی سے اے دلربا ہٹیلے
ایک ہی گلابی مے کی ہاتھوں سے میرے پی لے
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

کالی گھٹا ہے ہر دم برسے ہیں مینہ کی دھاریں
اور جھوم رہی ہیں بگلوں کی سو قطاریں
کوئل پپیہے کوکیں اور کوک کر پکاریں
اور مست ہو کر جوں کو کلا چنگھاریں
آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

کالی گھٹائیں آکر ہر سمت تل رہی ہیں
دستاریں سرخ اُسکی کیا خوب کھل رہی ہیں
[illegible] دل پہ پیارے ہر اک کے مل رہی ہیں
شبنم کی بوندیں جیسے ہر گل پہ ڈھل رہی ہیں
آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ساون کی کالی راتیں اور برق کے شرار
جگنوں چمکتے پھرتے جوں آسمان پہ تارے
[illegible] سے سوتے مشتاق ماہ پارے
گرتی ہے جیسے کسکی کوئی کھڑا پکارے
آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

ہاتھوں میں ہیں ہر اک کے پھولوں کی پالکیاں
بجلی چمکتی پھرتی اور لگ رہی ہیں جھڑیاں
[illegible] بوندیں ہیں منہ کی چھینٹیاں
ہیرے کو باندھ [illegible] لڑیاں
آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

[illegible]
[illegible]

تسپر یہ ابر باران اور گل ہے اور چمن ہے　　عاشق کے دل سے پوچھو کیا عیش کا چلن ہے

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

شہروں کے بیچ ہر جا عمدوں کے جو مکان ہیں　　باران کے دیکھنے کی بام و اٹاریاں ہیں
بیٹھے ہوئے بغل میں معشوق دلستان ہیں　　ہر رنگ و ہر طرح کی مے کی گلابیاں ہیں

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

بنگلے سبھوں کے ہر جا اونچے چھوائے زر کے　　میوے مٹھائی اشیا انگور اور سردے
پکوان تازے تازے خاصے پلاؤ زردے　　برسے ہے ابر باراں کھلوا دیے ہیں پردے

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

اب شہر میں جہاں تک اوباش پیشہ ور ہیں　　بیٹھے دکان اوپر بے خوف و بے خطر ہیں
معشوق ہیں بغل میں جو سب سیمبر ہیں　　اور سب غریب و غربا دلشاد اپنے گھر ہیں

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

آگے دکان کے نالا ہے موج مار چلتا　　عالم طرح طرح کا آگے سے ہے نکلتا
کوئی چھپکتا پانی اور کوئی ہے پھسلتا　　ٹھٹھا ہے اور مزا ہے آپس میں [illegible] چلتا

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

معمور ہیں جہاں کی سب تال اور تلیاں　　سب بھر رہا ہے پانی ہوں نہر یا کہ ندیاں
اور ڈالیاں چمن کی بوندوں سے جھک رہی ہیں یاں　　بادل پھرے ہیں جیسے معشوق ہیں [illegible]

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہے جو نظیر جنکی دھومیں او مستیاں ہیں　　سب سے زیادہ اسکو اب عیش مستیاں ہیں
معشوق ہیں بغل میں اور مے پرستیاں ہیں　　شعروں سے موتیوں کی بوندیں برستیاں ہیں

آیار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

دید بازی

پھبتا ہے اسکو یارو دم عاشقی کا بھرنا
ہو یاد جسکو سو سو گل پھول کا کترنا
جس گھاٹ حسن اترے اُس گھاٹ پر اترنا
جس ڈھب کا حسن دیکھا اُس ڈھب ہی گزرنا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن جانا ہی شہر و دیار جھاڑا
تو پہلوان بنکر دکھلا دیا دہیں اکھاڑا
ڈنڈ پیل پہلوان مگدر لیکر رستم کو پچھاڑا
اس پیچ سے ہی ملکر سینے کو دم پچھاڑا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

جو حسن تھا چمکتا قاتل کا شکل کتا
تو مکڑی باز بنکر پھینکا پھری ہی لٹکا
یا بانکا ابرو ٹیڑھا پلا یا تشت سے ہو کے لٹکا
اوتے ہی بنکے یار اسیر بھی اپنا ہٹا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن بانکا تو بنکے پیر ہے بانکے
تیغ و سپر پٹے باندھے پھرتے سب جہان کے
کرتا جو جنگی اُس سے کھائے پیر پٹا بانکے
بانکے تو کھائے لیکن بنکے بھی تو سپاہی بانکے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

تصویر سی کسیکی صورت جو دی دکھائی
تو بنکے پھر مصور تصویر ہی بنائی

کلیوں میں سیر دیکھی میلوں میں جا لگائی ۔۔۔ اس شکل سے ہی اکثر کی حسن کی کمائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

لقمے کی طرح دل کو جس حسن نے مروڑا ۔۔۔ تو پال کر کبوتر اس سے ہی دلکو جوڑا
دکھلا کہیں اکاسی یا شست رو کا جوڑا ۔۔۔ کیسا ہی پر کٹا ہو اڑتا پر موٹھ سے چھوڑا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھا جو حسن یارو جوں لعل یا انگارا ۔۔۔ تو لعل چینی کا ہے پھر پالنا بچارا
کل پاکے حال روکا اور لعل کو اتارا ۔۔۔ اس لعل کے ہی ڈھب میں اس پر بھی جال مارا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوباں کی دید کرنا

بازار میں حسن دیکھا تو کرکے دلفگاری ۔۔۔ پنجرے بنا کے خاصے رنگیں اور بہاری
ہاتھ اسکے ہنس کے دیکھے اس میں نگیں نگاری ۔۔۔ آن پنجروں ہی میں کر لی بنی دکانداری

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

اچھا لگا جو دل کو سیمیں بدن پیارا ۔۔۔ تو کیمیا گری کا پھر ٹھاٹھ کا سنوارا
دکھلا کے چاندی سونا جیسے چمکتا پارا ۔۔۔ پارا ہی تھا تو اسکو اس ڈھب میں آن مارا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

چمنا پہ جبکہ دیکھے اس حسن کے پتا پے
چندن دکھا کے ہر دم درپن دکھا کے بھاپے
تو جنکے یا جمن اسکا چھاپے تلک ہی چھاپے
اس گھاٹ پہ بھی آخر لٹے ہی چھاپے چھاپے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جادو جو حسن دیکھا تو سیکھے جادو ٹونے
پاریکھو پری کے کاجل چانول سندور موئے
بیر و سنگے شتاب جگا کے بیٹھا یا کونے کونے
جادو میں دیکھ ڈالے کافر کئی سلونے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھا جو حسن قابل تو بحث بنا لئے
سکھیوں کی بحث ڈالی اور کنٹھے بھی چھپائے
کچھ بکریاں بنائیں اور کچھ کبت بنائے
جب بھیجو نیہہ بنا کے پھر لو ہرے اڑائے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جو حسن شیر دیکھا تو رستم کو پچھالا
کشتی سے کھیلا گرایا اور آپ کو اچھالا
اور شکلیں رنگ کھیلا اسے سو بنا کر اسفند یالا
اس رنگ سے بھی کتنے گھر دیکھ ڈالا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

کھٹکی کا حسن دیکھا تو بیٹھی سجا کے مندر
جب کھٹکی بجائی کو پینگلی کے اندر
پھر ایسی لا بٹھایا اس کا ہم کا مندر
کھڑکی کے ہزار رونق بولے آؤ میاں قلندر

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

٦٦

پایا جو رنگ بھولا تو بنکے رنگ بھریے
بولا کوئی تو اس میں کچھ تو خدا سے ڈریے
چھلے انگوٹھی ڈھالے سانچے کی گر سکے بھریے
تو اس سے بنکے کہنا کچھ بات یاں نکریے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن کوئی بلدار لہر کھایا
تو بین بجا کے ہر دم سانپوں کا بھیں بنایا
تو بن گئے سپیرے اور سانپ کو جلایا
اس سانپ کے ہی فن سے اپنا بھی من بنایا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن سرکش سیانے ہی ہو پکارے
بنکے کبھی چڑیل خندی و دیو و پیر یا تو مارے
دھونی پلیتے لکھے اور بھوت جن اُتارے
اک جھوٹے منتروں میں کیسے کیسے نظارے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جو حسن بالا دیکھا تو گڑیاں بنائیں
کچھ چینیاں منگائیں کچھ پتلیاں بجائیں
ڈولیں بھی ڈال کھیلی اور گڈیاں بنائیں
اِن پتلیوں کی خاطر کیا تیلیاں بنائیں

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

پھر اک پلنگ اُتارا شیشے میں جنکے ماشا
سولی کا ہنس بگاڑا لگا چیر کا سو رباشا
لگ کر کے پھول کترے اور سنگترہ تراشا
دیکھا پھر اک بہانے اس حسن کا تماشا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

میووں میں آم جامن سیب و انار بیچے سیروں میں دال موٹھیں پاپڑ اچار بیچے
گھاٹوں میں جا چھپیئے نقد و ادھار بیچے چکلوں میں ٹکے مالی پھولوں کے ہار بیچے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوباں کی دید کرنا

گر آ پڑے کسی دن کچھ سیتلا بیرائی تو بھیکرو پالی ڈلکی سر پر آئی
پھر بن گئے پجاری کر حسن کی اوگائی اس سیتلا کی مت میں اپنی ہی مت گنوائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوباں کی دید کرنا

ہولی کی پھر بہاریں آ پہنچی دائیں بائیں تو بن کے جوگی چیلے باندھی جٹیں بھبھوت
آزاد بنو اہو پھر کیسی ندا صدائیں اس حال قال ہی سے دیں [illegible] کو دعائیں

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوباں کی دید کرنا

خوبی کا لہر کھاتا دیکھا جو حسن لہری پالے لیے [illegible] سے نکلے سب گلہری
کی بات وہی جو کچھ اسکے پسند ٹھہری اس لہر کی سے دیکھی کیا کیا بہار گہری

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوباں کی دید کرنا

دیکھا جو حسن سانا تو بن گئے دواسی [illegible]
[illegible] سنگ کھانے اور شور و غل [illegible] [illegible] آخر اسی سہارے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا عاشق کو ہر طرح سے خوباں کی دید کرنا

دیکھی جو نرم و نازک اس حسن کی کلائی
بیچے بہت کھلونے اور جوبن سے آئی
منسیا بنکے چوڑی ہاتھوں میں کس کسائی
آخر بہکاری بنکر کی حسن کی گدائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

لازم ہے اسکو یارو عاشق وہی کہاوے
بہروپیا بھی اپنا بہروپ بھول جاوے
جو اسطرح کہانی کر حسن کو لبھاوے
آگے نظیر کیا کیا عاشق کی دھن بناوے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

اژدہے کا بچّا

بیچے ہے اتو کوئی بلبل بئے کا بچّا
مینا بیا لٹورا اور ابلقے کا بچّا
اور بیچتا ہے کوئی طوطے ہرے کا بچّا
تیتر بٹیر سارس شکرے لوے کا بچّا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچّا

کھاتے تھے ہم تو اس سے آگے پلاؤ قلیا
پھرتے ہیں سر پہ رکھکر چالیس من کی ٹلیا
یارو کبھی سو کھی روٹی یا باجرے کا دلیا
اب کوئی آگرے میں ایسا نہیں ہے بلیا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچّا

جب بیچتے تھے یارو ہم اژدہا پرانا
اب تک ہاں جو کم ہے تو بھی یہ ولمیں ٹھانا
سو سو طرح کا جب تو آتا تھا ہم کو کھانا
اک بچا ردلانا اور سینہ بیچ کھانا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

گاہک نہ کوئی بولا ہے یہ بُرا زمانا
اب بھی بکا تو بہتر نہیں پھر پڑیگا لانا
آج اسکو سر پہ رکھکر سب شہر میں پھرانا
ہے اسپہ ہی ہماری نت روٹی کا ٹھکانا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

ہے ڈر ہم اسکو رکھیں یا پیٹ سے بچاویں
کچھ بن نہیں ہے آتا یہ دکھ کسے سناویں
تو کیا ہم آپ کھاویں یا آپ کو کھلاویں
جی چاہتا ہے اب تو یہ شہر چھوڑ جاویں

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

سو من گیہوں کا ہر دن اسکو کھانے آوے
جب رات ہو تو ہر دم یہ خوف جی میں آوے
اور سو پکھال پانی کب تک کوئی پلاوے
شاید اسے چرا کر کوئی چور لے بچاوے

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

روزی کی تو ایسی گھر گھر میں ہیں کسالے
جب تنگ ہو تو روزی کون اژدہے کو پالے
ہاتھی و گھوڑے اپنے دیتے ہیں لوگ ڈھالے
اسکی بھی اب ہماری یارو خبر خدا لے

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

[illegible]

ستر ہزار تک بھی سودا نہیں کرینگے   اسّی ہزار دیگا تو ہم بھی دے چلیں گے

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچّا

سب اُٹھ گئے جہاں سے وہ تھے جو لوگ جیسا   وہ رہ گئے ہیں جنکے گھر میں نہیں ہے پیسا
اِس بات کو تو عمدہ ہو بھونگ کا بلسیا   جو اژدہے کو پالے ایسا ہے کون رسیا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچّا

آگے تو گھر بہ گھر تھے اکثر تمام داتا   سیمرغ پالتے تھے کرنے کو نام داتا
اپنے تو کوئی ہرگز آیا نہ کام داتا   سچ ہے نظیر آخر اجگر کے رام داتا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچّا

دربیان مفلسی

جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی   کس کس طرح سے اُسکو ستاتی ہے مفلسی
پیاسا تمام روز بٹھاتی ہے مفلسی   بھوکا تمام رات سلاتی ہے مفلسی

یہ دکھ وہ جانے جسپہ کہ آتی ہے مفلسی

کہیے تو اب حکیم کی سب سے بڑی ہے شان   تعظیم جسکی کرتے ہیں نواب اور خان
مفلس ہوے تو حضرت لقمان کیا ہے یاں   عیسیٰ بھی ہو تو کوئی نہیں پوچھتا میاں

حکمت حکیم کی بھی ڈبوتی ہے مفلسی

جو اہل فضل عالم و فاضل کہاتے ہیں   مفلس ہوے تو کلمہ تلک بھول جاتے ہیں

پوچھے کوئی الف تو اُسے بے بتاتے ہیں ۔ وہ جو غریب غربا کے لڑکے پڑھاتے ہیں
اُنکی تو عمر بھر نہیں جاتی ہے مفلسی

مفلس کرے جو آنکے محفل کے بیچ حال ۔ سب جانتے ہیں روٹیوں کا یہ ڈھلا ہے جال
گر گر پڑے تو کوئی نہ لیوے اُسے سنبھال ۔ مفلس میں ہووین لاکھ اگر علم اور کمال
سب خاک بیچ آکے ملاتی ہے مفلسی

جب روٹیوں کے بٹنے کا آکر پڑے شمار ۔ مفلس کو دیویں ایک تونگر کو چار چار
گر اور مانگے وہ تو اُسے جھڑکیں بار بار ۔ اِس مفلسی کا آہ بیان کیا کروں میں یار
مفلس کو اس جگہ بھی چباتی ہے مفلسی

مفلس کی کچھ نظر نہیں رہتی ہے آن پر ۔ دیتا ہے اپنی جان وہ ایک ایک نان پر
ہر آن ٹوٹ پڑتا ہے روٹی کے خوان پر ۔ جسطرح کتے لڑتے ہیں اک استخوان پر
ویسا ہی مفلسوں کو لڑاتی ہے مفلسی

کرتا نہیں حیا سے جو کوئی وہ کام آہ ۔ مفلس کرے ہے اُسکے تئیں انصرام آہ
سمجھے نہ کچھ حلال نہ جانے حرام آہ ۔ کہتے ہیں جسکو شرم و حیا ننگ و نام آہ
وہ سب حیا و شرم اُٹھاتی ہے مفلسی

یہ مفلسی وہ شے ہے کہ جس گھر میں بھر گئی ۔ پھر جتنے گھر تھے سب میں اُسی گھر کے در گئی
زن بچے روتے ہیں گویا نانی گذر گئی ۔ ہمسایہ پوچھتے ہیں کہ کیا دادی مر گئی
بن مردے گھر میں شور مچاتی ہے مفلسی

لازم ہے گر غمی میں کوئی شور غل مچائے ۔ مفلس بغیر غم کے ہی کرتا ہے ہائے ہائے
مر جاوے گر کوئی تو کہاں سے اُسے اٹھائے ۔ اِس مفلسی کی خواریاں کیا کیا کہوں میں ہائے

مردے کو بے کفن کے گڑاتی ہے مفلسی

کیا کیا مین مفلسی کی کہون خواریان پھکڑیان
جھاڑو بغیر گھر مین بکھرتی ہین جھکڑیان
کونون مین جالے لپٹے ہین چھپر مین مکڑیان
پیسہ نہو وے جنکے جلانے کو لکڑیان
دریا مین انکے مردے بہاتی ہے مفلسی

بی بی کی نتھ نہ لڑکون کے ہاتھون کڑے رہے
کپڑے میان کے بنیے کے گھر مین پڑے رہے
جب کڑیان بک گئین تو کھنڈر مین پڑے رہے
زنجیر نے کواڑ نہ چھپر کھڑے رہے
آخر کو اینٹ کھداتی ہے مفلسی

نقاش پر بھی زور جب آ مفلسی کرے
سب رنگ دم مین کر دے مصور کے کرکرے
صورت بھی اسکی دیکھ کے منھ کھنچ رہے پرے
تصویر اور نقش مین کیا رنگ وہ بھرے
اسکے تو منھ کا رنگ اڑاتی ہے مفلسی

جب خوبرو پہ آن کے پڑتا ہے دن سیاہ
پھرتا ہے بوسے دیتا ہے ہر اک کو خواہ مخواہ
ہرگز کسی کے دل کو نہین ہوتی اسکی چاہ
گر حسن ہو ہزار روپے کا تو اسکو آہ
کیا کوڑیون کے مول بکاتی ہے مفلسی

اس خوبرو کو کون دے اب دام اور درم
جو کوڑی کوڑی بوسہ کو راضی ہو دمبدم
ٹوپی پرانی دو تو وہ جانے کلاہ جم
کیونکر نہ جی کو اس چمن حسن کے ہو غم
جسکی بہار مفت لٹاتی ہے مفلسی

عاشق کے حال پر بھی جب آ مفلسی پڑے
معشوق اپنے پاس نہ دے اسکو بیٹھنے
آوے جو رات کو تو نکالے وہین اسے
اس ڈر سے یعنی رات کو دھنا کہین نہ دے
تہمت یہ عاشقون کو لگاتی ہے مفلسی

کیسی ہی دھوم دھام کی رنڈی ہو خوش جمال
جب مفلسی ہو کان پڑے سر پہ اسکے جال
دیتے ہیں اسکے ناچ کو ٹھٹھے کے بیچ ڈال
ناچے ہے وہ تو فرش کے اوپر قدم سنبھال
اور اسکو انگلیوں پہ نچاتی ہے مفلسی

اسکا تو دل ٹھکانے نہیں بھاؤ کیا بتائے
جب ہو پھٹا دوپٹہ تو کاہے سے منہ چھپائے
لے شام سے وہ صبح تلک گو کہ ناچ گائے
اوروں کو آٹھ سات تو وہ دو ٹکے ہی پائے
اس لاج سے اسے بھی لجاتی ہے مفلسی

جس کسبی رنڈی کا ہو ہلاکت سے دل حزیں
رکھتا ہے اسکو جب کوئی آکر تماش بیں
اک پون پیسے تک بھی وہ کرتی نہیں نہیں
یہ دکھ اسی سے پوچھئے اب آہ جسکے تئیں
صحبت میں ساری رات جگاتی ہے مفلسی

وہ تو یہ سمجھے دل میں کہ دھیلا جو پاؤں گی
دمڑی کے پان دمڑی کی مسی منگاؤں گی
باقی رہی چھدام سو پانی بھراؤں گی
پھر دل میں سوچتی ہے کہ کیا خاک کھاؤں گی
آخر چبینا اس کا بھناتی ہے مفلسی

جب مفلسی سے ہووے کلاونت کا دل اداس
پھرتا ہے لے طنبورہ کو گھر گھر کے آس پاس
اک پاؤ سیر آٹے کی دل میں لگا کے آس
گوری کا وقت ہو تو گاتا ہے وہ بہاس
یاں تک حواس اسکے اڑاتی ہے مفلسی

مفلس جو بیاہ بیٹی کا کرتا ہے بول بول
پیسا کہاں جو جا کے وہ لاوے جہیز مول
جورو کا وہ گلا ہے کہ پھوٹا ہو جیسے ڈھول
گھر کی حلال خوری تلک کرتی ہے ٹھٹھول
ہیبت تمام اسکی اٹھاتی ہے مفلسی

بیٹے کا بیاہ ہو تو نہ براتی نہ ساتھی ہے
نے روشنی نہ باجے کی آواز آتی ہے

ماں پیچھے ایک میلی چدر اوڑھے جاتی ہے
بیٹا بنا ہے دولہا تو باوا براتی ہے

مفلس کی یہ برات چڑھاتی ہے مفلسی

گر بیاہ کر چلا ہے سحر کو تو یہ بلا
شہدار نانا ہیجڑا اور بھاٹ منڈ چڑا
کھینچے ہوئے اُسے چلے جاتے ہیں جابجا
وہ آگے آگے لڑتا ہوا جاتا ہے چلا

اور پیچھے تھپڑیوں کو بجاتی ہے مفلسی

دروازے پر زنانے بجاتے ہیں تالیاں
اور گھر میں بیٹھی ڈومنی دیتی ہیں گالیاں
مالن گلے کی ہار ہو دوڑی ہے ڈالیاں
سقہ کھڑا سناتا ہے باتیں رزالیاں

یہ خواری یہ خرابی دکھاتی ہے مفلسی

کوئی شوم بے حیا کوئی بولا نکھٹو ہے
بیٹے نے جانا باپ تو میرا نکھٹو ہے
بیٹے پکارتے ہیں کہ بابا نکھٹو ہے
بی بی یہ دل میں کہتی ہے اچھا نکھٹو ہے

آخر نکھٹو نام دھراتی ہے مفلسی

چولھا توا نہ پانی کے مٹکے میں آبی ہے
پینے کو کچھ نہ کھانے کو اور نے رکابی ہے
مفلس کے ساتھ سب کے تئیں بیحجابی ہے
مفلس کی جورو سچ ہے کہ ہاں سب کی بھابی ہے

عزت سب اُس کے دل کی گنواتی ہے مفلسی

کیسا ہی آدمی ہو پر افلاس کے طفیل
کوئی گدھا کہے اُسے ٹھہراوے کوئی بیل
کپڑے پھٹے تمام بڑھے بال پھیل پھیل
منہ خشک دانت زرد بدن پر جما ہے میل

سب شکل قیدیوں کی بناتی ہے مفلسی

ہر آن دوستوں کی محبت گھٹاتی ہے
جو آشنا ہیں اُنکی تو الفت گھٹاتی ہے
اپنے کی مہر غیر کی چاہت گھٹاتی ہے
شرم و حیا و عزت و حرمت گھٹاتی ہے

ہان ناخن اور بال بڑھاتی ہے مفلسی

جب مفلسی ہوئی تو شرافت کہاں رہی — وہ قدر ذات کی وہ نجابت کہاں رہی
کپڑے پھٹے تو لوگوں مین عزت کہاں رہی — تعظیم اور تواضع کی بابت کہاں رہی
مجلس کی جوتیوں پہ بٹھاتی ہے مفلسی

رکھتی نہین کسی کی یہ غیرت کی آن کو — سب خاک مین ملاتی ہے حرمت کی شان کو
سو محنتوں مین اسکی کھپاتی ہے جان کو — چوری پہ آکے ڈالے ہے مفلس کے دھیان کو
آخر ندان بھیک منگاتی ہے مفلسی

دنیا مین لیکے شاہ سے اے یار تا فقیر — خالق نہ مفلسی مین کسی کو کرے اسیر
اشراف کو بناتی ہے اک آن مین فقیر — کیا کیا مین مفلسی کی خرابی کہون نظیر
وہ جانے جسکے دل کو جلاتی ہے مفلسی

خمسہ ولہ

کرون احوال کا اپنے بیان کیا تجھ سے مین یارا — مرا جی نقد دل جسدن لیا عشق مین ہارا
پھر اس بن جو کوہ و دشت مین راتون کو آوارا — سحر آیا جو بن مین کلبۂ احزان مین بچارا
وہین اکبارگی جوش جنون نے دل کو للکارا

کہ بس کیا کر چکا عمر اپنی جھپٹ اے شعلۂ آتش — دبا آیا تری گرمی مین حرارت کی شعلۂ آتش
نہین نالہ تو ہے دریا کی شرارت اے شعلۂ آتش — پڑا ہے کیا فسردہ مثل برف اے شعلۂ آتش
بھلا اب آن دکھلا گر تجھ مین ہے کچھ قوت و یارا

[illegible] دل طپش مین تا کہ — لیا اک [illegible]

کنار و جیب کی سب دھجیاں کر ڈالین تار تار
اُڑا کر گرد مثل خاک نکلا گھر سے پھر باہر
پڑھا یہ بند اور ہو کر کے نالہ آہ کا مارا

چنان اکنون زخود رفتم نمیدانم کجا ہستم
برنگ جان گذشتم از سر راہ از کہ پیوستم
زرہ بگرفت اکنون این زبان شور جنون دستم
ہجوم محشر ہنگامہ ام دیوانہ ام مستم
نہ از پا سے شناسم سر نمیدانم ز سر پا را

یہ پڑھتے ہی ہوئی پھر جنون کی در سائی
عجب دیوانہ پن کی کے بیچ آنکھوں میں لہرائی
جو ہین ویرانے دل نے آکے پھر چلنے کی ٹھہرائی
قضا نے لا دین اک سقدر زنجیر پہنائی
کہ جسکے غل کا پہونچا عرش کے کانوں میں جھنکارا

خدا جانے اُڑا لائی قضا جا کر کہاں سے وہ
زمین سے نکلی کافر یا کہ اُتری آسمان سے وہ
نرالی تھی غرض ای یار و زندان جہان سے وہ
کھٹکتی دور تک جاتی تھی اس شور و فغان سے وہ
مگر گرجا زمین سے رعد کی نوبت کا نقارا

کیا آکر جنون نے دل کا وان غلغلہ برپا
کہ بنکر آگ اور خس بن جلا یا گھر قیدیوں کا
نہ وہ اب وہ رہا سے وہ مزا نے وہ ستم جرچا
نظیر آیا جو ہین پھر ہوش مین تو کہکے یہ بولا
کہ آخر مرگہا سے راند وانی ہیشو دیارا

خمسہ

رکھ بوجھ سر پہ نکلا اشتر ملا تو ایسا
گھیرا خرابیوں نے لشکر ملا تو ایسا
بڑھ گئے جو بال سر کے افسر ملا تو ایسا
مفلس کا زر دھیرا جو زر ملا تو ایسا
آنسو جو غم سے ٹپکا گوہر ملا تو ایسا

جب مفلسی کا آ کر سر پر پڑا اسے سایا
پھرتا ہے مرد کیا کیا در در خراب رسوا
بنتا ہے مفلسی میں مفلس کا آئینہ نقشا
پورا ہنر جو سیکھا تو بھیک مانگنے کا
یہ بدنصیبی دیکھو جو ہنر ملا تو ایسا

مفلس نے گرچہ جا کر کی نوکری کسی کی
کیسی ہی تخت نشین کیں لیکن طلب نہ پائی
جب مہر کو ہاتھ ڈالا پائی نہ پھوٹی کوڑی
کی عاشقی تو سر پر ہے اک سڑی سی ٹوپی
سو وہ بھی اُس کے سے دلبر ملا تو ایسا

آخر کو تنگ ہو کر جب مفلسی کے مارے
چیلا ہوا کسی کا اور بن کے سیلی تاگے
واں سے سوا لنگوٹی ہرگز نہ پائی اُس سے
دن کو دلائی جھاڑو شب کو منگائے ٹکڑے
مفلس کو پیر و مرشد رہبر ملا تو ایسا

آٹا ملا تو ایندھن چولھا رہا ندارد
روٹی پکانے کس پر گھر میں توا ندارد
گر ٹھیکری ہی ڈھونڈی تو پھر مزا ندارد
تو چھید پیندے ہی غائب جس پر گلا ندارد
پانی کا گر سبو نہیں جھجھر ملا تو ایسا

قلیہ پلاؤ زردے دودھ اور ملائی گوشت
پوری کچوری لڈو سب مفلسی کھو گئے
جب کچھ ہوا میسر ٹکڑا نان روکھے سوکھے
یا خشک ٹکڑے جاپے یا پانی کے بھگوئے
سوکھا ملا تو ایسا اور تر ملا تو ایسا

کمخواب تاش مشجر تن زیب سے ململ
سب مفلسی کے ہاتھوں گئے اپنے ہاتھ مل مل
گاڑھے کی بھی نہ چادر بیکار ہاتھ آنچل
لے ٹاٹ کی قبا پر جوڑا پرانا کمبل
اوڑھا ملا تو ایسا بستر ملا تو ایسا

جب پائی ہیچ کھائی اور پان کو چلا کر
روٹی پکائی رو رو اور کھائی آلا جل کر

سونیکے وقت جھنگا گدڑا رہا نہ چادر
کٹھی پہ سر کو رکھکر سوئے فقط زمین پر
تکیہ ملا تو ایسا بستر ملا تو ایسا

جو صبح اور سورج جب آکے منھ دکھاوے
لے شام تک کسی کے گھر بیچ دھوپ جاوے
آندھی چلے تو گھر مین سب خاک دھول جاوے
برسے جو مینھ تو باہر اک بوند بھی نجاوے
پھوٹے نصیب دیکھو چھپر ملا تو ایسا

جس دل جلے کے اوپر دن مفلسی کے آئے
پھر دوڑ بھاگ کے اُسنے سب ٹکڑے اور پرائے
آخر کو مفلسی نے یہ دکھ اُسے دکھائے
کھانا جہان تھا بٹتا وان جاکے ٹکڑے کھائے
کمبخت کو جو کھانا اکثر ملا تو ایسا

تعظیم تھی ہر اک جا تھا پاس جب تلک زر
مفلس ہوا تو کوئی دیکھے نہ پھر نظر بھر
کپڑے کے چیتھڑون سے بیٹھا جو بزم مین جاکر
سب فرش سے اٹھا کر بٹھلایا جوتیون پر
مفلس کو ہر مکان مین آدر ملا تو ایسا

گر مفلسی مین اُسنے دو تین لڑکے پائے
اور گہنے والے لڑکے وان کھیلنے کو آئے
دیکھا اُنکے گہنے پاتے آنکھون آنسو لائے
سر کی کچیل سب کے تن اور کڑے بنائے
بدبخت کے بچون کو زیور ملا تو ایسا

اسباب تھا تو کیا کیا رکھتے تھے لوگ رشتا
تھے بھائی بھائی کہتا نے بیٹا کہتا بابا
مفلس ہوا تو ہرگز رشتہ رہا نہ ناتا
اے نظیر تجھکو دنیا سب سے آتا
اس مفلسی ندرے کو بستر ملا تو ایسا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنم کنھیا جی — مسدس

ہے ریت جنم کی یوں ہوتی جس گھر میں بالا ہوتا ہے
اس منڈل میں ہر من بھیتر سکھ چین دوبالا ہوتا ہے
سب بات بتا کی بھولے ہے جب بھولا بھالا ہوتا ہے
آنند مندیلی باجت ہیں نت بھون اجالا ہوتا ہے
یوں نیک نچھتر لیتے ہیں اس دنیا میں سنسار جنم
پر انکے اور ہی لچھن ہیں جب لیتے ہیں اوتار جنم

سبھ ساعت یوں دنیا میں اوتار گربھ میں آتے ہیں
جو نار دمنی ہیں دھیان بھلی سب انکا بھید بتاتے ہیں
وہ نیک مہورت سے جس دم اس سرشٹ میں جنمے جاتے ہیں
جو لیلا رچنی ہوتی ہے وہ روپ یہ جا دکھلاتے ہیں
یوں دیکھنے میں اور کہنے میں وہ روپ تو بالے ہوتے ہیں
پر بالے ہی پن میں انکے اپکار نرالے ہوتے ہیں

یہ بات کہی جو میں نے اب یوں اسکو تو اب دھیان لگا
جو پنڈت پستک بیچ لکھا تھا کنس ہوا جا متھرا کا
دھن دھیر بہت بل تیج نپٹ سامان انیک و ڈول بڑا
گج اور ترنگ چھبیلے نیلے انباری ہودے زین بھلا
جب بن ٹھن اونچی ہستی پر وہ پاپی آن نکلتا تھا
سب ساز جھلا جھل کرتا تھا اور سنگ کٹک دل چلتا تھا

اک روز جو اپنی سبھا بیچ بل پر وہ کنس بہت مغرور ہوا
اور ہنس کر بولا دنیا میں ہے دوجا کون بلی مجھ سا
اک بات کہی پیرت کو جیا ہو لین لو آکھی دل میں گرا
اس بس کے پڑھ بل جتنے ہیں ہے کون جو مجھ سے ہو دوسوا
جو [illegible] کوئی [illegible] داس کا [illegible]
وہ سامنے میرے ایسا ہو جو [illegible] ہاتھی [illegible]

وہ ایسے کتنے ہی جو بول گر بہہ کے کہتا تھا ۔ سب لوگ سبھا کے سنتے تھے کیا تاب جو بولے کوئی ذرا
تھا ایک تیر کہ وہ یوں بولا تو بھولا اپنے بل پر کیا ۔ جو تیرا مارن ہارا ہے سو وہ بھی جنم اب لیوے گا

تو اپنے بل پر ہارے مورکھ اس آن عبث ٹبکا رلیا
وہ تجھکو مار گراویگا یوں جیسے بھنگا مار لیا

یہ بات سُنی جب کنس نے واں تب سُنکر اُسکے ہوش اُڑے ۔ تجھکو سن کے بھیتر آن بھرا اور بول گیا گر بچّا بکھرے بھرے
یوں پوچھا وہ کس بس میں ہے اور کون بتاوے آکر تجھے ۔ کون اُسکی بات پتہ ہو وے جو پالیں اُسکو چاہت سے

وہ بولا متھرا نگر میں ہی اک روز جنم وہ پاوے گا
جب سیانا ہوگا تب تجھکو اک پل میں مار گراویگا

یہ بات سُنائی کنس کو پھر اور آٹھ لکیریں اُن کھینچیں ۔ بسدیو پتا کا نانوں کہا اور دیوکی کا مکھ اُن
اُن آٹھ لکیروں کی باتیں پھر کنس کو اُسنے سمجھائیں ۔ سب اچھے چھوڑی دیوتی کہلیے ہیں جگہیں ہوتی تھوڑیاں

بل بیچ کر یہ میں تو نے تو سب کارج گیان بسارا ہے
جو پاپ پچھے رکھا کھینچی ہے وہ تیرا مارن ہارا ہے

اس بات کو سُنکر کنس بہت تب من میں اپنے گھبرایا ۔ جب نارد منی اُس پاس گئے تب اُنسے اُسنے بھید کہا
تب نارد منی نے اُسکو بھی کچھ اور طرح سے سمجھایا ۔ پھر کنس کو واں سن بات سوا کچھ اور نہ آگے بن آیا

جو اپنی جان بچانیکا کر سوچ یہ اُسنے پھند کیا
بلوا بسدیو اور دیوکی کو اک مندر بھیتر بند کیا

جب قید کیا اُن دونوں کو تب چوکی پہرا بٹھلایا ۔ اک آہنی تکیہ پایا و بیچ پھر اُن سبکو یہ حکم دیا
سامان رسوئی کا جو تھا سب اُنکے پاس دیا رکھوا ۔ اور دوار دیئے اُس مندر کے سب تالے بھی جڑوا

ہشیار رہیو یوں بیٹھ وہاں تم چوکی دینے آئے ۔ کیا تاب جو کوئی بچہ پر آکر ان پر اپنا رکھے

بھیجو بیٹا تھا جو کنس کے من میں پھر کرنا یہ سوتا تھا
کچھ بات سہاتی نا اسکو نت اپنی پلک بھگوتا تھا
اُس مندر میں اُن دونوں کے جب کوئی بالک ہوتا تھا
کنس آن اسے چھپا رستا تھا من بات بتا کر روتا تھا

اک مدت تک اُن دونوں کا اُس مندر میں یہ حال رہا
جو بالک اُنکے گھر جنما سو مارتا وہ چنڈال رہا

پھر آیا واں اک وقت ایسا جو آئے گربھ میں من موہن
گوپال منوہر مرلیدھر شری کشن کشورن کنول نین
گھنشیام مراری بنواری گردھاری سندر شیام برن
پربھو ناتھ بہاری کان لالا سکھدائی جگ کے دکھ بھنجن

جب ساعت پرگٹ ہونیکی واں آئی مکٹ دھریا کی
اب آگے بات جنم کی ہے جے بولو کشن کنھیا کی

تھا نیک مہینا بھادوں کا اور دن بدھ گنتی آٹھن کی
پھر آدھی رات ہوئی جس دم اور ہوا نچھتر روہنی کی
ساعت نیک مہورت سے واں جنمے آکر کشن جبھی
اُس مندر کی اندھیاری میں جو اور اجالی آن بھری

بسدیو سے بولیں دیوکی جی مت دکھ من میں فکر کرو
اِس بالک کو تم گوکل میں لے پہنچو اور مت دیر کرو

جو اسکے تم لیجاتے میں یاں تک کچھ بھی دیر لگاؤ گے
وہ دشٹ اسے بھی ماریگا پچھتا ہی رہجاؤ گے
اِس وقت اٹھا کر تم اسکو جو گوکل میں پہنچاؤ گے
اِس بات میں یہ پھل پاؤ گے جو اسکی جان بچاؤ گے

واں گوکل باشی جو اُس کو لے اپنی گود سنبھالیگا
کچھ نام وہ اُس کا رکھ لے گا اور مہر و پیار سے پالیگا

جو حال یہ واں جا پہنچے گا تو اُسکا جی بچ جاویگا
جس گھر کے بیچ پلیگا یہ وہ گھر بھاگ بھرا ہووے گا
جو کرم لکھی ہے ماتھے پر پھر بھی گھر کو آن دکھاویگا
پھر اُس سے ملنے جاویں گے ہم تجھسے ملنے آوے گا

شر کا علم نہیں کچھ [illegible] اور [illegible]
سب کچھ [illegible] اسکے [illegible]

ہے آدھی رات ابھی تو یاں لیجاؤ اسے تم جالی اُدھر
لپٹا لو اپنی چھاتی سے وہ آ و جا کے اور کے گھر
من بیچ اُنھوں کے تھا ڈر یہ دن ہو گیا تو کنس آ کر
اک آن میں اُسکو ماریگا رہ جاوینگے ہم آنسو بھر

یہ بات نہ تھی معلوم اُنھیں یہ بالک جگ نستاریگا
کب مار سکیگا کنس اسے یہ کنس کو آپ ہی ماریگا

جب دیوکی نے بسدیو سے وان رو کر یہ بات کہی
وہ بولے کیونکر لیجاؤں ہے باہر تو چوکی بھی
اور دوار لگے ہیں تالے کل کچھ بات نہیں بس کی
تب دیوکی بولی لیجاؤ من ایشر کی رکھ آس ابھی

وہ بالک کو جب لے نکلے سب بالک پٹ چھوٹ گئے
تھے تالے جتنے دوار لگے اس آن جھڑا جھڑ ٹوٹ گئے

جب آئے چوکیدار و نمیں تب وان بھی یہ صورت دیکھی
سب سوتے پائے اس ساعت ہر آن جو دیتے تھے چوکی
جب سوتا دیکھا اُن سبکو ہو نربھو نکلے وان سے بھی
پھر آئے جمنا پہ جو ہیں بہ جمنا دیکھی بہت چڑھی

یہ سوچ ہوا من بیچ اُنھیں سر اس جل میں کیسے دھریئے
ہے رین اندھیری سنگ بالک ہے جمنا میں اب کیا کریئے

یوں من میں گھبرا پھر چلئے پھر آپ ہی من مضبوط ہوا
بھگوان دیا بس اُن کو لگا وان جمنا جی پر دھیان دھرا
جوں جوں پانوں بڑھاتے تھے وہ پانی چڑھتا آتا تھا
یہ بات لگی جب ہونے وان بسدیو ہوئے مسکین گھبرا

جب پانوں بڑھائے بالک نے جو آپ سے اور بہ کا جل میں
جب جمنا نے پگ چوم لیے جا پہنچے پار وہ اک پل میں

جب آن براج گوکل میں پہنچا کہ شان کنہیا کی دکھلا
تب آن چلتے چلتے وہ بستر کے دو رہے آ پہنچے
وان نند محل کے دروازے بھی سب کھلے تب بسدیو گھر کے
جو چوکی والے سوتے تھے ایک آن نہ انکھیں انکے ٹوکے

جب بیچ محل کے جا پہنچے سب سوتے وان گھر والے تھے
ہر جا پر طرف اُجیالی تھی جسودا بیچ زچہ میں کر پائے تھے

اِک اور اچنبھا یہ دیکھو جو رات جنم کی کشن کی تھی ‖ اُس رات جسودا کے گھر میں تھی جنمی یارو اک لڑکی
ان سوتے دیکھ جسودا کو اور بدلی کر اس بالک کی ‖ اُس لڑکی کو وہ آپ اُٹھا لے نکلے آئے متھرا جی

جب لڑکی لائے مندر میں سب تالے مندر لاگ اُٹھے
جو چوکی دینے والے تھے وہ بھی پھر اُس دم جاگ اُٹھے

جب بھور ہوئی تب گھبرا کر سدھ کنس نے لی اُس مندر کی ‖ جب تالے کھلوا بیچ گیا تب لڑکی جنمی اک دیکھی
نے ہاتھ پھرایا چکر دی تو ٹپکے وہ بن ٹپکے ہی ‖ یوں جیسے بجلی کوندے ہے جب چھوٹ ہوا پر جا پہونچی

یہ کہتے نکلے اے مورکھ کیا تو نے سوچ بچارا ہے
وہ جیتا اب تو سیس مکٹ جو تیرا مارن ہارا ہے

جب کنس نے واں یہ بات سُنی من بیچ بہت سا الجھایا ‖ جو کاج ہونے والا ہے وہ ٹالے سے کب ہے ٹلتا
سو فکر کرو سو سوچ کرو سو بات سُناؤ حاصل کیا ‖ ہر آن وہی یاں ہوتا ہے جو ماتھے کے ہے بیچ لکھا

ہیں کہتے بدھ جسے اب یاں وہ سوچ بڑی ٹھہرائی ہے
تقدیر کے آگے پھر یارو تدبیر نہیں کام آتی ہے

اُس نند کے گھر کی بات سنو واں ایک اچنبھا یہ ٹھہرا ‖ جو رات کو جنمی تھی لڑکی ور دیکھو رکو دیکھا تو لڑکا
گھر گھر تالیں چھوٹیں ناچ ہوا اور نوبت کا غل شور مچا ‖ پھر کشن گرگ نے نام رکھا سب کنبے کے مل بیٹھے آ

سُنداو جسودا اور گوات کرنے واں ہرسے لگے
پکوان مٹھائی میوے کے پرتاری آگے ڈھیر لگے

سب نار ہی ہیں گونے کی اور بانٹ رہیں سن آ بیٹھیں ‖ کچھ ڈھول مجیرے لاتی تھیں کچھ گیت جنم کا گاتی تھیں
کچھ پھر دھم کمیا اس بالک کا بلہاری ہو کر دیکھ رہی تھیں ‖ کچھ تھالی کچھ پنکھے کچھ سو کچھ سوھا کرتی تھیں
کچھ کہتی تھیں ہم تھیبے ہیں نیگ آج کے دن کا لینے کو ‖ کچھ کہتی تھیں ہم تو آئے ہیں آنند بدھاوا دینے کو

کوئی کہتی تھی گرم کرے کوئی ڈالے اپنید اور بھبوبھی کوئی لائی ہنسلی اور کھڑوے کوئی کرتا ٹوپی میوہ کھوئی
کوئی دیکھے روپے پیسے لاکھا کوئی ماتھا چوم بلائیں لیتی کوئی ہووے تکی تعریف کرے کوئی انکھوں تکی کوئی پلکوں تکی
کوئی کہتی تھی پھر پی ہو کے اسے بیر تمہارے بالک کی
کوئی کہتی بیاہ ہو لاؤ اس آس مرادوں والے کی

کوئی کہتی بالک خوب ہوا آج بہنا تیری قسمت کی یہ بالے آنکو ملتے ہیں جو دنیا میں ان ٹر بھاگی
ان کنبے کی بھی شان بڑھی اور بھاگ ٹھے اس گھر کی یہ باتیں سب کی سن سن کر یہ بات جسودا کہتی تھی
یہ سب یہ بالک جو ایسا اب میرے گھر میں جنما ہے
کچھ اور کہوں میں کیا تم سے بھگوان کی مو پہ کرپا ہے

تھی ہونے کو سنتوش تھی اور طبلے تال کھٹکتے تھے کوئی ناچ رہی کوئی کود رہی کوئی ہنس ہنس کے کچھ اودھم
ہر چار طرف آنند یں وہاں گھر میں نند جسودا کے آنگن بیچ براجے تھیں کوئی بیٹھی کوٹھے اوپر
سو خوبی اور خوشحالی سے دکھلاتی تھی سامان گھڑی
سچ بات ہے بالک ہونے کی ہے دنیا میں آنند بڑی

جب اور خوشی کی بات ہوئی جب بیتے ہو گئے کتنے دنوں کی رکھوائی دودھ کی مٹکی پھر اور ڈالی ہلدی سمیٹی
پھر آسیر پسیکے پھر پھر کر وہ آسیر ڈالے گھڑی گھڑی کوئی بیچ چھلکا اور باہن کو کوئی سکھیاں [illegible]
اس دودھ کی بھی رنگ لہو تبھی پیا اور ہوا تر تاریکا
اور تن کی ابرن یوں بھیگے جو رنگ ہو کیسر کیا ریکا

مسکن منڈل میں یہ دھوم مچی اور دھرتی پر جگ کی تھی کچھ نا چیں بیچ آنند بھیگے کچھ پتھر بیابان میں اکڑی
آنند بدھاوا باج رہے تن سنگی سنا اور تر ہی رنگین سنہرے پالنے بھی ہاتھ کھڑے کتنے بیٹھی
پھر آن بدھائی تھی جن جن بالک پہ گنتی روپے سو کی سنا اور جسودا ایسی کی شادی بالک ہونے کی

جو ننگی جوگی تھے انکو اس آن نپٹ خوشحال کیا
اور جتنے ناچنے والے تھے اسباب انہیں بھی خوب دیا
پھر آپنے باگے ریشم کے اور زر بھی بخشا بہتیرا
مہمان جو گھر میں آئے تھے سب انکو بھی ارمان رکھا
دن رات چھٹی کے ہونے تک من خوشدل لوگ لگائی کا
تھے تھال روپے اور مہرین دیتا جب نیگ کھلا یا دائی کا

نند اور جسودا بالک کو وان ہاتھوں ہاتھوں میں رکھتے
جی بہلاتے من پرچاتے اور خوب کھلونے منگواتے
نت پیار کرین ہنس مکھ ان کا سینہ سے ہی ان کے لگتے
آہون جھلاتے پالنے مین ادھر اور ادھر بیٹھے
کر یاد تعطیل ہر ساعت اس بال لئے اور اس بھولے کی
آنند سے ٹھوٹھیوں مین کر بچے بولو کان جھنڈولے کی

بالپن بانسری بجیا

یارو سنو یہ دودھ کے لٹیا کا بالپن
موہن سروپ کرت کریا کا بالپن
اور مدھپوری نگر کے بسیا کا بالپن
بن بن کے گوال گوؤں چریا کا بالپن
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیا کا بالپن

ظاہر مین ست وہ نند جسودا کے آپ تھے
پردہ مین بالپن کے یہ انکے ملاپ تھے
ورنہ وہ آپ مائی تھے اور آپ ہی باپ تھے
جوتی سروپ کہئے جنہیں سو وہ آپ تھے
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیا کا بالپن

انکو تو بالپن سے نہ تھا کام کچھ ذرا
مالک تھے وہ تو آپی انہیں بالپن سے کیا
سنسار کی جو ریت تھی اسکو رکھا بجا
وان بالپن جوانی بڑھاپا سب ایک تھا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

مالک جو ہووے اسکو سبھی ٹھاٹھ یان سرے
چاہے وہ ننگے پاؤن پھرے یا مکٹ دھرے
سب روپ ہین اسی کے جو کچھ چاہے سو کرے
چاہے جوان ہو چاہے لڑکپن من بھرے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

باپے ہو برج راج جو دنیا مین آ گئے
لیلا کے لاکھ رنگ تماشے دکھا گئے
اس بالپن کے روپ مین کتنون کو بھا گئے
اک یہ بھی لہر تھی کہ جہان کو جتا گئے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

یون بالپن تو ہوتا ہے ہر طفل کا بھلا
پر انکے بالپن مین تو کچھ اور ہی بھید تھا
اس بھید کی بھلا جی کسی کو خبر ہے کیا
کیا جانے اپنے کھیلنے آئے تھے کیا کلا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

رو ہارون کے یارون جتا غور تھے
لڑکون مین وہ کہان ہین جو کچھ انمین طور تھے
آپ ہی وہ پربھو ناتھ تھے آپ ہی وہ دور تھے
انکے تو بالپن ہی مین تیور کچھ اور تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

وہ بالپن مین دیکھتے جیدھر نظر اٹھا
پتھر بھی ایکبار تو بن جاتا موم کا

اُس روپ کو گیانی کوئی دیکھتا جو آ — ڈنڈوت ہی وہ کرتا تھا ماتھا جھکا جھکا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنہیا کا بالپن

پر وہ نہ بالپن کا نہ کرتے اگر ذرا — کیا تاب تھی جو کوئی نظر بھر کے دیکھتا
جھاڑ اور پہاڑ دیتے سبھی اپنا سر جھکا — پر کون جانتا تھا جو کچھ اُنکا بھید تھا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنہیّا کا بالپن

موہن مدن گوپال کرے بنس میں ہرن — بالہار ہیں اُنکے نام پہ میرا یہ تن بدن
گردھاری نند لال ہری ناتھ گوردھن — لاکھوں کیے بناؤ ہزاروں کیے جتن

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنہیّا کا بالپن

پیدا تو مدھوپوری میں ہوے شیام جی مُرار — گوکل میں آکے نند کے گھر میں لیا قرار
نند انکو دیکھ ہوتا تھا جی جان سے نثار — مائی جسودا پیتی تھی پانی کو وار وار

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنہیّا کا بالپن

جب تک کہ دودھ پیتے رہے گوال بال جی — سب کے گلے کے کنٹھلے تھے اور سب کے سر کے تاج
سندر جو ناریاں تھیں وہ کرتی تھیں کام کاج — رسیا کا اُن دنوں تو عجب رس کا تھا مزاج

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنہیا کا بالپن

بدشکل سے تو لوگ سدا دور ہٹتے تھے — اور خوبرو کو دیکھ کے ہنس ہنس چمٹتے تھے
جن ناریوں سے اُنکے غم و درد بٹتے تھے — اُنکے تو دوڑ دوڑ گلے سے لپٹتے تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

اب گھٹنیوں کا اُنکے میں چلنا بیان کروں — یا میٹھی باتیں مُنھ سے نکلنا بیان کروں
یا بالکوں میں اسطرح پلنا بیان کروں — یا گودیوں میں اُنکا مچلنا بیان کروں

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

پاٹی پکڑ کے چلنے لگے جب مدن گوپال — دھرتی تمام ہو گئی ایک آن میں نہال
باسک چرن چھوُنے کو چلے چھوڑ کر پتال — آکاس پر بھی دھوم مچی دیکھ اُنکی چال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

تھی ان کی چال کی تو عجب یارو چال ڈھال — پاؤں میں گھنگرو باجتے سر پر جھنڈولے بال
چلتے ٹھمک ٹھمک کے جو وہ ڈگمگاتی چال — تھا نین کبھی جسودا کبھی نند لیں سنبھال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

پہنے جگا گلے میں جو وہ ٹھنی چیر کا — گہنے میں بھر رہا گویا لڑکا امیر کا
جاتا تھا ہوش دیکھ کے شاہ و وزیر کا — میں کسطرح کہوں اسے چھورا اہیر کا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن — کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

جب پاؤں چلنے لاگے بہاری نول کشور
ماکھن اچکے ٹھہرے ملائی دہی کے چور
منہ ہاتھ دودھ سے بھرے کپڑے بھی شور بور
ڈالا تمام برج کی گلیوں میں اپنا شور

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

کرنے لگے یہ دھوم جو گردھاری نند لال
اک آپ اور دوسرے ساتھ اُنکے گوال بال
ماکھن ہی چرانے لگے سب سے دیکھ بھال
دی اپنے دودھ چوری کی گھر گھر میں دھوم ڈال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

تھے گھر جو گوالنوں کے لگے گھر سے جا بجا
جس گھر کو خالی دیکھا اسی گھر میں جا چھپا
ماکھن ملائی دودھ جو پایا وہ کھا لیا
کچھ کھایا کچھ خراب کیا کچھ گرا دیا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

کوٹھی میں ہو تو پھر تو اُسی کو ڈھنڈورنا
گولی میں ہو تو اُسمیں بھی جا منہ کو بوڑنا
اونچا ہو تو بھی کاندھے پہ چڑھ کر نہ چھوڑنا
پہنچا نہ ہاتھ تو اُسے مُرلی سے پھوڑنا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

گر چوری کرتے آگئی گوالن کوئی وہاں
اور اُسنے آ پکڑ لیا تو اُس سے بولے یاں
میں تو تیرے دہی کی اُڑاتا تھا مکھیاں
کھاتا نہیں میں اُسکی نکالے تھا چیونٹیاں

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

گر مارنے کو ہاتھ اٹھاتی کوئی ذرا
تو اسکی انگیا پھاڑتے گھونسے لگا لگا
چلّاتے گالی دیتے مچل جاتے جا بجا
ہر طرح واں سے بھاگ نکلتے اڑا چھوڑا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

غصّے میں کوئی ہاتھ پکڑتی جو آن کر
تو اسکو وہ سروپ دکھاتے تھے منوہر
جو آپی لالا کے دھرتی وہ ماکھن کٹوری بھر
غصّہ وہ انکا آن میں جاتا وہیں اتر

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

انکو تو دیکھ گوالنیں جی جان پاتی تھیں
گھر میں اسی بہانے سے انکو بلاتی تھیں
ظاہر میں انکے ہاتھ سے وہ غل مچاتی تھیں
پردے میں سب وہ کشن کے بلہاری جاتی تھیں

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

کہتی تھیں دل میں دودھ جو اب ہم چھپائینگی
سیکشن اسی بہانے ہمیں منھ دکھائینگے
اور جو ہمارے گھر میں یہ ماکھن نہ پائینگے
تو انکو کیا غرض ہے یہ کاہیکو آئینگے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

سب مل جسودا پاس یہ کہتی تھیں آکے بیر
اب تو تمھارا کانھ ہوا ہے بڑا شریر
دیتا ہے ہمکو گالیاں پھر مارتا ہے چیر
چھوڑے دہی نہ دودھ نہ ماکھن مہی نہ کھیر

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

ماتا جسودا انکی بہت کرتی منتیاں
جب کانھ جی جسودا سے کرتے یہی بیان

اور کانھ کو ڈراتی اٹھا پن کی سانٹیاں
تم سچ نہ جانو ماتا یہ ساری ہیں جھوٹیاں

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

ماتا کبھی یہ مجھکو پکڑ کر لجاتی ہیں
جب ناچتی ہیں آپ مجھے بھی نچاتی ہیں

گانے میں اپنے ساتھ مجھے بھی گواتی ہیں
آپ ہی تمھارے پاس یہ فریاد لاتی ہیں

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

ماتا کبھی یہ میری چھنگلیا چھپاتی ہیں
آپ ہی مجھے رٹھاتی ہیں آپی مناتی ہیں

جاتا ہوں راہ میں تو مجھے چھیڑ جاتی ہیں
مارو انھیں یہ مجھکو بہت ستاتی ہیں

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بال پن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

اک روز منھ میں کانھ نے ماکھن چکھا دیا
منھ کھول تین لوک کا عالم دکھا دیا

پوچھا جسودا نے تو وہیں منھ بنا دیا
اک آن میں دکھا دیا اور پھر بھلا دیا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بال پن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بال پن

تھے کانھ جی تو نند جسودا کے گھر کے ماہ
آنکھو جو دیکھتا تھا سو کہتا تھا واہ واہ

موہن نولکشور کی تھی سب کے دل میں چاہ
ایسا تو بال پن نہ ہوا ہے کسی کا آہ

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بال پن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بال پن

سب ملکے یار کشن مراری کی بولو جے
گوبند چھیل کنج بہاری کی بولو جے
دوچار کہاری ناتھ بہاری کی بولو جے
تم بھی نظیر کشن بہاری کی بولو جے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

بانسری

جب مرلی دھر نے مرلی کو اپنی ادھر دھری
کیا کیا پریم پیت بھری اس میں دھن بھری
لَے اس میں رادھے نام کی ہر دم بھری کھری
لہرائی دھن جو اسکی ادھر اور ادھر دری

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

کتنے تو اسکے سننے سے دھن ہو گئے دھنی
کتنوں کی سدھ بسر گئی جسدم وہ دھن سنی
کتنوں کی من سے کل گئی اور بیاکلی چھنی
کیا نر سے لیکے ناریاں کیا کوڑھ گئی

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

بس آن کانھ جی کو وہ بنسی بجاؤنی
جس کان میں وہ آوتی واں بھی بھلاؤنی
ہرن کی ہو کے موہنی اور چیت لبھاؤنی
نکلی جہاں دھن اسکی وہ میٹھی سہاؤنی

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

بن سات اپنی بنسی وہ سیکشن نے آ بجی
اس سانورے بدن پہ بنت آن کر سجی
مرلی بجایا آپ کو ناری نے سدھ تجی
انکی ادھر سے آکے وہ بنسی جہاں بجی

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

گوالوں میں نندلال بجاتے وہ جس گھڑی — گووین دھن اُسکی سننے کو رہجاتیں سب کھڑی
گلیوں میں جب بجاتے تو وہ اُسکی دھن بھری — لے سے کے اتنی لہریاں کان میں پڑی

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

بنسی کو مُرلی دھر جی بجانے گئے جدھر — پھیلے دھن اُسکی روز ہر اک دل میں کر اثر
سنتے ہی اُسکی دھن کی حلاوت ادھر اُدھر — مُنہ چنگ ورسنے کی دُھنیں دل سے بھولکر

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

بن میں اگر بجاتی تو واں تھی یہ اُسکی چاہ — کرتی دُھن اُسکی پنچھی پشو کے بھی دل میں راہ
بستی میں جو بجاتی تو کیا شام و کیا پگاہ — پڑتی ہی دھن وہ کانمیں بلہاری ہو جاوہ

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

کتنے تو اُسکی دھن کے لیے رہتے بے قرار — کتنے لگائے کان اُدھر رکھتے بار بار
کتنے کھڑے ہو راہ میں کر رہتے انتظار — آتے جدھر بجاتے ہوے شیام جی مُرار

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

موہن کی بانسری کی میں کیا کیا کہوں جت — لے اُسکے من کی موہنی دُھن اُسکی چت ہرن

اس بانسری کا آن کے جس جا ہوا بجن ۔۔۔ کیا جل پون نظیرؔ پکھیرو و کیا ہرن

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

لہو و لعب کنھیا

تعریف کروں میں اب کیا کیا اس مرلی دھر بجیا کی ۔۔۔ نت سیوا کنج پھرایا کی اور بن بن گئو چرایا کی
گوپال بہاری بنواری دکھ ہرتا مہر کریا کی ۔۔۔ گروھاری سندر شیام برن اور ہلدر جو کی بھیا کی

یہ لیلا ہے اس نند للن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

اک روز خوشی سے گیند تڑی موہن جمنا تیر گئے ۔۔۔ واں کھیلن لاگے ہنس ہنس کے یہ کہہ کر گوال اور بالن سے
جو گیند تڑی جا جمنا میں پھر جا کر لاوے جو پھینکے ۔۔۔ وہ آپی اتر جا ہی تھے کیا انکا بھید کوئی پاوے

یہ لیلا ہے اس نند للن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

واں کشن مدن منموہن نے سب گوالن سے یہ بات کہی ۔۔۔ اور آپی سے جھپٹ لپٹ اٹھا اس کالی دہ میں الدی
پھر آپی جھپ سے کود پڑے اور جمنا جی میں ڈبکی لی ۔۔۔ سب گوال سکھا حیران رہے پر بھید نہ سمجھے اک رتی

یہ لیلا ہے اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

یہ بات سنی برج ناری نے تب گھر گھر اسکی دھوم مچی ۔۔۔ نند اور جسودا آ پہنچی سدھ بدھ بھول گئی اپنے تن کی
آ جمنا پر غل شور ہوا اور چھاتی پیٹ سیدھے ادھم لگی ۔۔۔ کوئی آنسو ڈالے ہاتھ ملے پر بھید نہ پاوے کوئی بھی

یہ لیلا ہے اس نند للن منموہن جسمت چھیا کی ۔۔۔ رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

جس میں وہ کودے منموہن آن چھپا تھا اک کالی
سر پاؤں سے اُنکے آلپٹا اُس کے پھیر دیکھتے ہی
پھن مارے پھنکار زور کیے اور پھر وہ تک ڈالی کشتی کی
پھنکاریں لیں پل تیج کیے پر کشن سے وان ہنستے ہی

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

جب کالے نے سو پیچ کیے پھر ایک کلا وان شیام نے کی
اس طور بڑھایا تن اپنا جو اُسکا نکس لاگا جی
پھر ہاتھ لیا اُس کالے کو اک پل بھر میں نلوے لگی
دہ وار کیا اور اُستت کی ناگن بھی پھر پاؤں پڑی

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

اُس وہ میں نند شیام بہر اُس کالی کو جب نات چکے
لی نات کو اُسکے ہاتھ اپنے پھر پھن کے اوپر ڈٹ گئے
کر اپنے بس میں کالے کو مسکیانے مُرلی دھر دھر کے
جب باہر آئے منموہن سب خوشی سے ہو جے بول اُٹھے

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

تٹ جمنا پر اُسوقت کھڑے وان پر جتنے نر ناری
دیکھ اُنکو سب خوشحال ہو جب باہر نکلے بنواری
دکھ چنتا من سے دور ہوے آنند کی آئی پھر باری
سب درشن پا کر شاد ہوے اور بولے جے جے بلہاری

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

نند اور جسودا کے من میں شدھ بدھ جو تھی بھولی بسری گئی
سکھ چین ہردے گئی جو ٹھگو لگی کچھ دیر ان میں کی گھڑی
سب برج باسی کے ہردے میں آنند خوشی اسدم چھائی
اُس نٹ کھٹ اُنوں نے بہتیری نظیر اک لیلا اپنی دکھلائی

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

شادی کنھیا

جہاں میں جس وقت کشن جی کی اتیا سُدھ بُدھ کی یاد آئی
سنبھالا ہوش اور ہوئے سیانے وہ بالپن کی دشا بتائی
ہوا قد اُنکا کچھ اسطرح سے کہ قمری جسکی فدا کہائی
نکالیں طرزیں پھر اور ہی کچھ بدن کی سج دھج نئی بنائی
ہوی خوشی نند کے جو من میں بہت ہوئیں خوش جسودا مائی

جو سدھ سنبھالی تو کشن کنہیا لگے پھر اپنی پھبن دکھانے
جگہ جگہ پر لگے مٹکنے ادا سے بنسی لگے بجانے
وہ چھوڑ کے گوالوں کو ساتھ لیکر خوشی خوشی سے بنوں میں جانے
جو دیکھا نند اور جسودا نے یہ کہ شیام اب تو ہوئے سیانے
یہ ٹھہری دونوں کے منمیں آکر کریں اب انکی کہیں سگائی

پھر آپس میں سوچ کی کہ ایسی جگہ ہو انکی نسبت
بڑا ہو گھر در بڑے ہوں سامان بہت ہو دولت بہت ہو حشمت
ہمارے گوکل میں ہے جو خوبی اسی طرح کی ہو انکی عزت
وہ لڑکی جس سے کہ ہو سگائی سو وہ بھی ایسی ہو خوبصورت
ہیں جیسے سندر کشور موہن نول دلارے کنور کنہائی

کئی جو ناری وہ بوڑھیاں تھیں جسودا جی نے انھیں بلایا
کسیکو اپنے گھر کسیکو اور سگائی ڈھونڈھنے کہیں بھجایا
جو بھید تھا اپنے من کے بھیتر سو ان سبھوں کو تئیں جتایا
پھریں بہت ڈھونڈھتی وہ ناریں جسودا نے جو انہیں سنایا
نہ دیکھا ویسا گھر اک انھوں نے نہ ویسی کوئی دلاری پائی

وہ ناریاں جب تھکیں پھر آئیں تو بولی ان میں سے ایک ناری
ہے یہ جو برسانا اس میں ہے اک برکھبھان کی نول دلاری
ہے رادھکا نام اسکا کہتی بہت ہے سندر نپٹ پیاری
کہی یہ جس دم تو بات سنکے اب آگے مرضی جو ہو تمہاری
کرو سگائی لگن کی سوجھا کہ اسمیں ہے گی بہت بھلائی

یہ سن جسودا نے جب یہ بھیجا ادھر کو ناری کئی سہائیں
چلیں وہ گوکل سے ملتی جلتی ہوئیں وہ برسانے بیچ آئیں
جہاں وہ گھر کو بیان کیا تھا وہ ناریاں سب ادھر کو دھائیں
انھوں نے آکر بہت سا کر کے سندریا کی ان وہ سبھا سے کہیں
جو ٹھہریں یہ تو لگن سنا کر ادھر ادھر کی بہت بڑائی

جو کہہ چلیں پیچ ادھر ادھر کی تو پھر سگائی کی بات کھولی
پڑے ہو تم بھی کہ ہیں ہمیں بھی یہ بات ہووے تو خوب ہی ہی
ہے جیسا سندر انھوں کا لڑکا تمھارے بھی ہے ویسی لڑکی
اِدھر بھی دولت ادھر بھی حشمت خوشی و خوبی طرح طرح کی
انھوں نے اپنی بہت جمائی پر انکے دل میں نہ کچھ سمائی

جو رادھکا کی وہ ماں تھی کیرت سنکے باتیں وہ بولی ہنسکر
وہ ایسی کیا ہیں جو اب ہمارے جس ایسے دیکھے ہوں برابر
ہیں جیسے وہ تو سو ایسے منگتے ہمارے گھر کے تو کتنے جا کر
ہم اپنی لڑکی انھیں نہ دینگے وہ ایسا کیا گھر وہ ایسا کیا ہے
کرو ہمارے نہ گھر میں تم یاں اب اس سگائی کی بات کہائی

سنا جب ان ناریوں نے یہ تو چلیں ادھر سے وہ شرم کھائیں
بہت سی منہ اپنا ہوستاتی پھر وہ پھر کے گوکل کے بیچ آئیں
سنی جو باتیں تھیں واں انھوں نے وہ سب جسودا کو آ سنائیں
یہ باتیں سنکر جسودا اپنے منہ میں بہت خفا ہو بہت لجائیں
سوائے خفگی کے آگے کچھ واں جسودا مائی سے بن نہ آئی

جب اس سگائی کو نہ لیے واں تو اجسودا نے منہ میں مانا
جو بھید انکا کلا سے اپنے یہ بن جتائے ہی ہم نے جانا
کہا یہ منہ میں کہ کوئی لیلا کو چاہیے اب دکھانا
بنا کے موہن سروپ نٹ پر خوشی سے برسانے بیچ جانا
سنگئے وہیں ہری پھر اس کا منہ اور اپنی بستی وہ جا بسائی

بجی جو موہن کی بانسری ان تو دھن کچھ ایسی عجب نکالی
پڑی وہ جس جس کے کان میں آ اسے سدھ اپنے بدن کی بسری
بھلائی ہنسنے کچھ تو سدھ بدھ ادھر جھلک سروپ کی تھی
ہر اک طرف کو ہر اک مکاں پر جھلک وہ ہری کی کچھ ایسی چمکی
کہ جسکی ہر اک جھلک کے دیکھے تمام بستی وہ جگمگائی

سہیلیوں سنگ رادھکا جی کہیں ادھر کو جو آن نکلی
سروپ دیکھا وہ کشن جی کا ادھر سے انکی سنی وہ مرلی
جو ہیں وہاں رادھکا جی آئیں سو ایسی ہی ہیں موہنی کی
دکھایا اپنا سروپ ایسا کہ انکی صورت کو دیکھتے ہی
اِدھر تو رادھا کے ہوش کھو لے ہر اک سہیلی کی سدھ بھلائی

دکھا کے روپ اور بجا کے مرلی پھر آئے گوکل نہ دیر لا لا
پھر اک کلا کی وہ تب تو دن میں کہ رادھا گوری کو مار ڈالا (۱)

بہت دوائیں اُنھوں نے کیں اُن پہ فائدے نے نہ سر نکالا
پھر آپ موہن نے بیٹھ کر وہ اُس کی ہتھیلی کو دان بٹھالا
اُچارے بر سانپ نے بیچ جا کر کہ اچھی کرتے ہیں ہم دوائی

ادھر تھے ہارے دوائیں کر کے سبھی اُنھوں نے جو پایا آکے
بُلا کے جلدی ہی سُندر کے بھیتر دکھائی رادھا جو وہ دکھی تھی
اُنھوں نے واں کچھ دوا بھی دی اور دکھائی جیتو کے منتر بھی
پڑھ صفت کیا تھی وہ اِک کلا تھی ہوئیں میں اچھی وہ رادھکا جی
ہر اک نے کی واہ واہ ہر دم اور اپنی گردن بہت جھکائی

ہوئی جو چنگی وہ رادھکا جی تو جب بنیں خوشی کی گھڑی
وہ برکھبھان اور سبھی کٹم کے یہ بات من بیچ آ کے ٹھہری
کہ رادھکا کی سگائی اِن سے کریں تو ہو گی یہ بات اچھی
جو رسم ہوئی سگائی کی ہے وہ سب اُنھوں نے خوشی سے کر دی
نظیر کہتے تھے اس طرح سے ہوئی ہے کشن کی سگائی

دسم کتھا

اے دوستو یہ حال سُنو دھیان رکھ ذرا
اور ہر طرف سے دھیان کے تئیں کر کے اِدھر کو لا
جو چاہے اس کا واسطے سب کے تئیں بھلا
کہتا ہوں میں یہ اگلے زمانے کا ماجرا
ہے نام اِس بیان کا یارو دسم کتھا

سکھدیو نے کتھا یہ پریچھت سے ہے کہی
اُس نے سُنی تو اُس کا ہوا دل بہت خوشی
پہلے جُگ میں ایک راجہ مندرس کی تھی مندری
تھے پانچ بیٹے اُس کے بہت سندر اور بلی
گھر بار اُس کا دولت و حشمت سے بھر رہا

بیٹا بڑا تھا اُس کا سو اُس کا رُکم تھا نام
اور رکمنی ہے بیٹی بہت خوب خوش خرام
روپ اور سروپ میں تھے سر بانوں سے تمام
سکھیوں سہیلیوں میں وہ رہتی تھیں خوش خرام
گہنا لباس تن پہ رہا تھا جھمک رہا

ناگہ وہ اک دن آئے جہاں پر تھی رکمنی
اور اُس نے بات اُنھوں نے وہ کشن کی سُنی

لیلا سنائیں وہ سبھی روپ اور سروپ کی ۔ جب رکمنی نے خوبی وہ سب کشن کی سنی
سُنتے ہی اُنکی ہو گئی جی جان سے فدا

ٹھہری یہ رکمنی کے وہیں دل میں آن کر ۔ برنی جیسی ہیں جاؤں ملے جب وہ مجھکو بر
دن رات دھیان اپنا لگی رکھنے وہ اُدھر ۔ آنکھوں کو اپنی کرنے لگی آنسوؤں سے تر
بیچین دل میں رہنے لگی سب سے ہو خفا

چھپتی نہیں چھپائے سے صورت جو چاہ کی ۔ سکھیاں سہیلیاں جو تھیں اور لڑکیاں سبھی
دیکھی جو رکمنی کی اُنھوں نے یہ بے کلی ۔ جانا کہ رکمنی کا لگا ساتھ ہر کے جی
کہنے لگیں اُنھوں کی وہ باتیں بنا بنا

بولے وہ سب کرشن تو اوتار ہیں بڑے ۔ جو خوبیاں ہیں اُنمیں کہاں تک کوئی کہے
روپ اور سروپ اُنکی کیا کیا صفت کرے ۔ لیلا ہوئیں ہیں اُنسے جو ہوں کب وہ اور سے
مادیو کی ہے اُنکی وہ بسدیو جی پتا

جنمی وہ بدھ پوریں تو جب آدھی رات تھی ۔ بسدیو اُنکو لے چلے گوکل اُسی گھڑی
جمنا نے اُنکے چھو کے چرن جلد راہ لی ۔ پہونچے جو گھر میں نند جسودا کے کانھ جی
سب نیگیوں نے نیگ بدھائی کا واں لیا

بسدیو جی نے بھیجا گرگ پنڈتا کو واں ۔ تو نام اُنکا جا کے وہاں پر کرے بیاں
جس نام جیسکے ہووے بیان کر اُسے عیاں ۔ گوکل میں آ گرگ نے بہت ہو کے شادماں
ان کا کرشن نام بہت سودھ کر رکھا

تھے پالنے میں جبکہ لیٹے سری کرشن جی ۔ جب کنس نے وہ پوتنا بھیجی کہ لیوے جی
آ سینے پہ تبھی [illegible] ۔ [illegible] اُنھوں نے وہ جان اُسکی کھینچ لی

آسکے پران گرہ سے گئے اور کچھ نہ بس چلا

کاگا سر آیا فرشتہ لیا اسکو مار بھی
پھر تو نہ تاب کی کبھی ہوا وہ سبھی
سکٹا سر آیا اسکی بھی گاڑ دی لاٹھی ہی کا
آیا سری دھر اسکی بھی مٹی خراب کی
جتنے وہ فرشتے آئے سبھو نکو الٹ دیا

پھر پاؤں چلنے لگے جو دھرتی پہ نند لال
آئے وہ جنگل کو دہیں انکو کیا نہال
سب ساتھ ہو کے ساتھ لیے اپنے گوال بال
مرلی کی دھن سنا کے کیا سب کا جی بحال
گو بن چرائیں بن میں وہ بنسی بجا بجا

وہ گئے گوالوں کو لیکر ادھر ادھر کہیں
کھانے کھلانے انکو جو تھے ساتھ میں سبھی
جب گوالوں نے انکے سوا سیر کی
چھیکا انھوں نے ساتھ اٹھا کر جو لا دھری
ترلوک کھول منہ کا انھوں نے دکھا دیا

جتلا دیا ... وہ ... سے
دو تار بن میں لگے تھے کسی کی سراپ سے
مدت تلک ... بن میں ... سے
لیلا سے اپنی کشن نے اس بن میں آن کے
ویسا ہی دیوتا انھیں اک پل میں کر دیا

راجے بہت جو کشن پہ آنے لگے وہاں
شتر اور جنو داکی لگی دیکھ آن سے جانے جان
لیکر کے ہم سب اپنا فوج خزانہ اور کلاں
آکر وہ بندرابن سے کرنے لگے درمیان
گوکل کا اس سمے انھیں دن سے کچھ بچا

لے گوال بال چاپا سے شیام من بہت
گو بن لگے چرانے جہاں سب یہ گوبردھن
وان بھی بیان ... سبھی ...
مارا اور اسکی ... کو ... ان
آیا اگھا سر اسکو بھی سر کو اڑا دیا

دکھلائی اپنی ہرنے جو لیلا وہ کچھ ہرن
دھینک راچھس آیا پھر جو بنا کر وہ مکر ہن
دیکھا اُسکو سب نے جو ہم لیے کشن کے چرن
مارا اُسے بھی ہرنے جان سے بیتال بن

کالے کو وہ مین ناتھ کیا سب نرملا

گوئین گھڑے بچاتے تھے بن مین جو شیام جی
سب گوال بال چھنگری گوئین کھڑی سبھی
اِس بن مین ایکدن جو ہین آگ آن کر لگی
لیلا سے وان بھی ہرنے وہ دیکھ اُنکی سبھی

اُس آگ سے سبھون کو لیا آن مین بچا

پھرکی جو لیلا چیر ہرن ہرنے خوب تر
سرپٹ کو وان اُٹھا لیا بنسی و پیا دھر
سرپٹ نے پھر وہ کوپ کیا اُن پہ آن کر
پھر پھرون اُنہین شیام نے لی ہاریان چندر

ہرنے بچا کے ترت کیا راس کو بنا

مارا وہ سانپ پانون پہ لپٹا جو نند کے
سرکا سراو کیسی و بھوما سُر آگئے
لین گوپیان چھوڑا وہین پھر سنگھ چور سے
اپنے سے مکر پہر سے اُنھون نے بہت کیے

ہرنے اُنھین بھی مار کے بھون پر دیا گرا

اک روز نند راے کے آگئے اُنھین جو وان
جمنا مین پھر نہائے جو اک روز شادمان
چلنے کو ساتھ اُنکے تھین سب وہ گوپیان
ہرنے دکھا دئے وان اُنھین لیلا کے نشان

جو ہرنے پھر دکھائی دے اُن کو دیا بچا

جب نند راے مین آگئے تو دیوتی کنس کی
سوچی سے یہ لباس لئے بہت اُسکے
مارا وہین اور اُسکے لئے چیر جتنے تھے
جتنے جو کپڑا لائی تو خوش ہوکے شیام نے

سب کھو دیا جہان تئین گیر ان اُسکا تھا

ڈیوڑھی پہ آگئے جب تو وہ توڑا دھنک کے تئین
رنگ بھوم مین گرا دیا پھر ملی کو ہیر زمین

درشن دیے وہ راجہ جو قیدی تھے سنگین — پھر کنس کے بھی کیس پکڑ کھینچ کر دہینا
سر اُس کا اک اشارے میں تن سے جدا کیا

پھر آئے وان جہاں تھے وہ بسدیو دیوکی — چرنوں پہ سیس رکھ کے بہت سی آپا کی
یہ باتیں ہر کی سن کے وہاں رکمنی نے بھی — چاہا یہی کہ دیکھوں میں صورت کرشن کی
بے تاب و بے قرار لگی رہنے شب گہوا

اسکو یہ باتیں کشن کی خوش آتی تھیں یاں — سنتی وہ ساتھیوں سے انھیں کو گھڑی گھڑی
ماں باپ رکمنی کے بھی اور چار دت بھائی بھی — پر رکمنی کی ہونی وہی تھی چاہتی یہی
پر وہ رکم جو تھا سو لپٹا اسکو یہ نہ تھا

رکھتا تھا نام اسکا تو چیدو نبس پہ جنم — گو تین چراتا پھرتا ہے بن بن میں رکھ قدم
کا اندیشہ یہ اسکے کا مری رہتی تھی دمبدم — دولت میں اور ذات میں انکی بڑے کہاں ہم
سسپال چندیری کا جو بر ہو تو ہے بھلا

یہ باتیں وان رکم سے جو سنتی تھی رکمنی — بیکل وہ بہت ہوتی تھی اور دل میں کڑھتی تھی
جب بیکلی بہت ہوئی اور رہ سکا نہ جی — اک چٹھی اپنے حال کی ہر کے تئیں لکھی
بامن کے ہاتھ دوارکا میں وہ دی بھیجیا

بامن جو ہر کی ڈیوڑھی پہ آ پہنچا راہ سے — دیکھا وہاں ہون چیری کا جا کر بہت تھے سنت
جاتے نہیں تھے مندر کے جو دربان روکتے — سنکر خبر یہ ہر نے بلایا وہ ہیں پڑتے
پرنام کر کے اونچے مکان پہ بیٹھا دیا

بامن کی بنتی کرکے لگے کہنے کشن جی — کچھ کہیے یاں سے حال یہاں پہ کیا تم نے کیا
اپنے تو یاں کی کہئے جو احوال تھا سبھی — پھر رکمنی کی چٹھی جو لایا سو ہر کو دی

ہرنے پڑھا اُسے کہ جو احوال اُس میں تھا

اے سیج راج کشن منوہر مدن گوپال
میں درشنوں کی تیرے مشتاق ہوں کمال
دن رات تم سے ملنے کو رہتی ہوں میں نڈھال
درشن سے اپنے مجھ کو بھی آکر کرو نہال
سب دھیان میں تمھارے ہی رہتا ہے من لگا

سیسپال اس بیاہ کو سر سے اٹھاتا ہے
سب راج اور ساتھ تیرا سندر لاتا ہے
غم تو میرے دل کو نہایت ستاتا ہے
اس اپنی بے کسی پہ مجھے رونا آتا ہے
غم ہجر میرے من کی کرو دور سب بتھا

اے کشن جی تم آؤ کہ اب وقت ہے یہی
اپنے چرن لگا کے رکھو میری اس گھڑی
ہرنے وہ چٹھی پڑھ کے منگا رتھ وہ جگمگی
ہو کر سوار جلد چلے واں سے کشن جی
باسن بھی اپنے ساتھ وہ رتھ میں لیا بٹھا

سیسپال بھی جو آن کے پہنچا تھا سب بلن
انگنائی آکے اپنے کو پھیلا گیا وہاں
باجے نے بیچ گھر میں لگا کے شادیان
آنکھوں سے رکمنی کے وہ آنسو ہوں رواں
سندر کا منھ وہ آنسو کے بہنے سے بھر گیا

جوں جوں وہ گھر آنے میں واں دیر ہوتی تھی
کوٹھے پہ اپنے رکمنی واں پھوٹ کے روتی تھی
تکتی تھی ہر کی راہ نہ کھاتی نہ سوتی تھی
بیکل طرح سے مچھلی تڑپتی تھی اور ہوش کھوتی تھی
کچھ رکمنی کو رونے سوا اور نہ آتا تھا

کہتی تھی کیوں ابھی نہ کشن مراری نے دیر کی
سوہن سلونے شوخ بہاری نے دیر کی
چٹھی لیے جو ساری سدھاری نے دیر کی
یا حیلہ ساز اشک بہاری نے دیر کی
باسن جو ہیں سے بھیجا تھا وہ بھی نہیں پھرا

اِسمیں کمند پور کے جو ہر آئے عنقریب
جھلکی کلس وہ رتھ کی ہوئی روشنی عجیب
خوش رکمنی کا جی ہوا جوں گل سے عندلیب
بولی خوشی ہو من میں کہ جاگے مرے نصیب
بامن نے بھی وہ آنے کو ہر کے دیا سنا

سن کر کے جب خوشی ہو وہ پوجا کے تئیں چلی
ساتھ اُسکے ناریاں چلیں گاتیں بہت خوشی
سُندر سی چال پاؤں کی پائل چھماچھمی
روپ اور سروپ اُسکا بیاں کیا کرے کوئی
پہونچی خوشی سے واں جہاں تھی پوجنے کی جا

جس جس کو پوجا واں سبھی اُسنے کیا بیاں
کرپا کرو جو مجھکو ملیں برجراج یاں
لینے کو درشن اُسکے ہوئی ہوں میں پریشان
جلدی ملاؤ تم جو رہے لاج میری یاں
ہر دیوتا سے وہ بھی کرتی تھی التجا

جب دیوی دیوتا کی وہ پوجا کر چکی
سُندر ڈگر سی آنکے چل کر ٹھٹھک رکی
جو واسطے کہ میں بھی درشن دیں کرشن جی
تو دیکھ وہ سروپ مراری کی ہووے زندگی
تب جاوے جی کا یہ لالچ بھی میری رہے بچا

سنتے ہی بولی سروپ کا میں کیا کروں بیاں
مکھ واں جھمک رہا تھا کہ جوں ماہ آسمان
پوشاک بھی بدن پہ جھمکتی تھی زر فشاں
سر پاؤں بھری تھی وہ گہنے کے درمیان
کیا وصف اُسکا ہو سکے زیب و نگار کا

دیکھا اُنہوں نے پہر کے جو لوگوں نے ہر کو واں
سب درشن اُنکا پاکے ہوئے جیسے شادماں
آپس میں سب وہ کہتے تھے شاد ہو کے یاں
ہر رکمنی کے بیچ جو ہر من کو لگی یہاں
ہر دم اسی مُراد کی مانگیں تھے سب دعا

جب کم جو ہر کے لینے کو آیا ہوئی خوشی
درشن جو ہر کے پائے تو تب بہت ہی کی

اتنے مین رکمنی جو تھی ہر کے لیے کھڑی
درشن جو پائے آگیا وان اُن کے جی مین جی
ہر نے پکڑ کے ہاتھ لیا رتھ مین وان بٹھا

سسپال اپنے لیکے وہ دنگ آگیا وہان
یان اُسکی ہر نے کاٹ کے بھگایا اُسے نران
آیا رکم جو یان یہ وہ دنگ لیکے اوسان
اُسکو بھی ہر نے باندھ لیا کاٹ اُسکی بان
نیتی سے رکمنی نے دیا اُسکا جی چھٹا

سسپال کا بھی ہر نے دیا یہین گربہ کھو
جو تھا غرور اُسکا سو سب ڈالا دم مین دھو
آیا رکم بلی جو بہت کرکے گربہ کو
بالون سے اُسکے ہاتھ بندھے اور رہا وہ رو
سچ کہتے ہین کہ گربہ سے جگ مین بہت برا

جب رکمنی سے کہنے لگے ہنسکے وان یہ ہر
سسپال کو گربہ نے کیا سب مین خوار تر
کھویا رکم کو اور جراسندھ کو اودھر
آئے تھے جس گربہ سے وہ لڑنے کو ادھر
آخر اُسی گربہ نے دیا اُن کا سر جھکا

سسپال اور رکم کا ہوا جب یہ حال وان
بلدیو جی نے اُنکی کٹک سب بھگائی وان
لے رکمنی کو ہر ہوئے پھر دوارکا روان
جب آن پہونچے خوش ہوئے سب نر و ناریان
دیکھا جمال اُن کا تو پایا بہت بھلا

پھر دیوکی جو آئین بہت ہوکے خوشحال ادھر
پانی پیا اُنھون نے وہین ہر پہ وار کر
سب ناریان بھی آن کے بیٹھین ادھر اُدھر
جتنا دھن تھا گھر کا رہا سب وہ اُنپہ پھیر
شادی کے باجے بجنے لگے شور و غل مچا

دوارکا مین دھوم ہوئی شادی کی جب کہ آ
باجے کہین طبلے و ماین کی بجی اور تہری
در پیش اُن کے خوشیون کی بہت بھیڑ آ لگی
سو بھا سے دوار پہ وہ شہنائیان بجین

پنڈت بلا سکن سے وہ پھیرے دیے پھرا

بیٹھے تھے دوارکا کے وہاں خرد اور کبیر — ہوتے تھے راگ رنگ خوشی کے جوان و پیر
سامان تھے ہزاروں ہی شادی کے دلپذیر — جو خوبیاں ہوئیں سو وہ کیا کیا کہے نظیر

اس ٹھاٹھ سے وہ بیاہ عجب کشن کا ہوا

ہری کی تعریف میں

ہیں کیا کیا وصف کروں پیدا اس شام برن اوتاری کی — سب کشن کنھیا مرلی دھر منموہن کنج بہاری کی
گوپال منوہر سانولیا گھنشام اٹل بنواری کی — نند لال دلارے سندر چھب برج چند مکٹ جھلکاری کی
کر دھوم لٹیا دودھ دہی ماکھن چتچور نول گردھاری کی — بن کنج پھرییا راس رچن سکھ داتی کانہ مراری کی
ہر آن دکھاتے روپ نئے ہر لیلا نیاری نیاری کی — پت لاج رکھیا دکھ بھنجن ہر بھگتی بھگتا دھاری کی

نت ہر بھج ہر بھج رے بابا جو ہم سے دھیان لگاتے ہیں
جو ہر کی آس رکھتے ہیں ہر انکی آس پجاتے ہیں

جو بھاگی ہیں سو انکو تو نت ہر کا نام ہی بھاتا ہے — جب تک انہیں ہر سے پریت بڑھے وہ گیان انہیں خوش آتا ہے
نت انکا ہر سمرن میں ہر بھجنا انکو بھاتا ہے — سکھ انہیں آن کے لاتا ہے دکھ انکے جی سے جاتا ہے
من انکا اپنے سینے میں دن رات بھجن ٹھہراتا ہے — ہر نام کی سمرن کرتے ہیں بیکنٹھ چلن انہیں دکھلاتا ہے
جو دھیان بندھا ہے چاہت کا وہ انکا من بہلاتا ہے — دل انکا ہر کے کہنے سے ہر آن نیا سکھ پاتا ہے

ہر نام کے جپنے سے من خوش نیہہ جتن رکھتے ہیں
نت بھگتا جتن میں رہتے ہیں اور کام جتن رکھتے ہیں

جو من میں اپنے نیہہ کرتے ہیں دوار ہر کے آن پڑے — ہر وقت لگن ہر آن خوشی کچھ نہیں انہیں بیت لالتے
ہر نام بھجن کی پرواہ ہے اور کام انہیں کہتے — انہیں ہر کی یاد لگی ہر دم ہر لیلا میں خوش رہتے

کچھ دھیان نہ ادھر ادھر کا ہے ہر آن یہی ہیں دھن رہتے — جس کام سے ہر کا دھیان رہے ہر کام وہی ہر دم کرتے
کچھ آن اٹک جب پڑتی ہے ہمت بیچ نہیں ہارا کرتے — نت آس لگا کے رہتے ہیں ہر دن سب ہر کی کرپا کرتے

ہر کاج میں ہر کے پاس سے وہ شبھ باتیں شبھ ارتھ ہیں
شبھ گھڑیاں ہی کرپا سے نت اُن کے کاج سنوارت ہیں

سن کشن کی بہو جو کرپا ہیں کب بھید سے اُنکی کوئی — ہیں جتنی اُنکی کرپا ہیں اک ایسی کرپا ہے اُنکی
کن کور کر دی جب کرپا کا وہ بھی اس شکتی — جی آن بسی سب جو یا اگر وہ دان ہے دستا ترکی
تھی نرسی کی آس بھگتی بیچ دکان بڑی صرافی کی — جو بیوپار بچا صرافی کا تھا سب لکھی بدلی
تھا روپے کا پیسا اور ہنڈی کا بیوپار بیٹا اور کی گڑیا — کچھ بالکے جتنے ہر رکھتے اور لوگ اٹھے بہت خوشی

کچھ لیتے دیتے کچھ روپئے اور بیچتے دیکھا کرتے
جو لین دین کی باتیں ہیں ان سے کیا لگی الجھی

دن کتنے بیتا نرسی کا سب کشن چرن دھیان لگا — جب بھگتی ہر کی کہلا تب چوکھا جو لگا
سب کاج بیوپار کام سبھی ہرنا دعوت من لاگا — جا بیٹھے سادھو اور ہمنت رہتے کشن کتھا
تھا جو کچھ دکان بیچ رکھا وہ دیتے جو آوے بیٹھی کا — جو ہم کیے سب تھوڑا سا دھن کو بنا نو دیا
جو بیٹھے ہر کے دوارے بیٹھے اٹھا — سب چھوڑ کے بیٹھے ہر ہر کا دھیان لگا

ہر کرشن جب دھیان لگا بیوپار سے کیا دھیان کہاں
جب جا بستی کی دکان سو جی پہلی وہ دکان کہاں

کیسا کام ہر آن لگی — جب ہر کی کرپا ہر کی کرن کی
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

دھن جتنی لین و دین کی تھی سب من کو بھولی و بسری
نت دھیان لگا کر رہا ہے ہر آن خوشی اور خوشوقتی

تھی جنکی ہر کی بھیت بھری اور اچھلی کر تو رہتے تھے
کچھ فکر نہ تھا سندیہ نہ تھا ہر نام بھروسے جیتے تھے

نت رہیں ہر کا دھیان دھری خوش رہتے تھے واں نرسی
اور بیٹی کے گھر جب شادی وان ٹھہری بالک ہونے کی
ان میں ہیں گھر میں ڈھول بجا آنند خوشی کی دھوم مچی
کچھ شادی کی خوشوقتی تھی کچھ سونٹھ سنٹھورے کی ٹھہری

اک بیٹی اُن کی تھی سو وہ کہیں وہ بیاہی تھی
تب آئیں دھوم دھام سے سب ناریاں اُسکے کنبے کی
سب ناچیں گائیں آئیں میں ہے ریت جو شادی کی ہوتی
کچھ چہک چمک تھی ہر تکی کچھ خوبی کاجل مہندی کی

ہے رسم یہی گھر بیٹی کے جب بالک منہ دکھلاتا ہے
تب بالک اُسکی چھوچھک کا ننہال سے بھی کچھ جاتا ہے

وان ناریاں جتنی بیٹھیں تھیں سمدھیانے میں آ نرسی کے
کچھ ریت نہیں آئی ابتک ماں لال تمہارے میکے سے
تب بولی بیٹی نرسی کی ان ناریوں سے آکر آگے
وہ بولیں کچھ تو لکھ بھیجو یہ بولی کیا اُن کو لکھیے

جب نرسی کی وان بیٹی سے یہ بولیں ہاں ہنس کر طعنہ دے
اور وہیں تھیں یہ جانتی سب وہ کیا ہیں اور کیا بھیجیں گے
وہ تیاگی ہیں بیراگی ہیں جو گھر میں تھا سو کھو بیٹھے
کچھ اُنکے پاس دھرا ہوتا تو آپ ہی وہ بھجوا دیتے

جو چٹھی میں لکھ بھیجو گے وہ بانچ اُسے پچھتاویں گے
اک دمڑی اُنکے پاس نہیں چھوچھک کیا بھجواویں گے

ان ناریوں کو تو کرنی تھی اس وقت ہنسی ان نرسی کی
سامان ہیں جتنے چھوچھک کے سب چٹھی میں لکھتی ہی
کچھ جیٹھ جیٹھانی کا کہنا کچھ باتیں ساس و نند کی
تھی بات یہ بیٹی گھر کی جو سب بولیں تبھی کچھ کہتی

بلوا کے لکھیا جلدی سے یہ بات انہوں نے لکھوا دی
وہ چیزیں اتنی لکھوائیں جو آئیں نہ اُنسے ایک کبھی
کچھ دیورانی کی بات لکھی کچھ اُنکے جو جیٹھے تھے تگی
وہ بولی ہنسکے سکھیوان منگواؤں کیا میں پتری

وہ لکھنا کیا تھا وان لوگو من جل نہی پر دھرنا تھا
وان چیز و نکے لکھ بھیجنے سے شرمندہ اُنکو کرنا تھا

جب چٹھی نرسی پاس گئی تب بانچتے ہی گھبرا گئے
پھر ایک نہین بن آتا ہے ہاے جو چٹھی بیچ لکھے
وہ بھیجے ایسی چیزون کو یان کچھ بھی ہو مقدور جسے
اس وقت بڑی ناچاری ہے کچھ بن نہین آتا کیا کیجیے

پچھتائے من مین اور کہا یہ ہو سکتا ہے کیا مجھ سے
ہے یہ تو کام کٹھن اسدم وان جیتی کر میری لاج رہے
کچھ چھوٹی سی یہ بات نہین اس آن بھلا اسکے کیجیے
پھر دھیان لگا ہر آسا پر اور من کو دھیرج اپنے دے

وہ ٹوٹی سی اک گاڑی تھی چڑھ اُسپر بے وسواس چلے
سامان کچھ اُنکے پاس نہ تھا رکھ شیام کی تھمین آس چلے

ہر نام بھروسا رکھ منمین چل نکلے وان سے جب نرسی
تھی سر پہ میلی سی پگڑی اور چولی جامہ کی مسکی
تھے جاتے رستے بیچ چلے تھی آس لگی ہر کرپا کی
وان اتنا کچھ لکھ بھیجا ہے مین فکر کرون اب کس کس کی

گو تھیلے بیچ کچھ چیز نہ تھی پر من مین ہر کی آسا تھی
کچھ ظاہر مین اسباب نہ تھا کچھ صورت بھی جابی سی
کچھ اسدم میرے پاس نہین ان چاہین چیزین بہتیری
جو دھیان نہین اپنے لاتے تھے کچھ بات نہین بن آتی تھی

جب اُس نگری مین جا پہونچے سنجوگ لیے نرسی آئے ہین
آلات کی جو کچھ بات کہو اک ٹوٹی گاڑی لائے ہین

کوئی بات سنا یا پوچھنے کو جب جاتے دیکھا نرسی کو
جب بیٹی نے یہ بات سنی کہہ بھیجا کیا کیا لائے ہو
وہ ہنس ہنس اپنے ہاتھون سے یان بیٹھا ہے اب جس جس کو
تھا پاس ہمارے کیا بیٹی اب لانیکی کچھ مت پوچھو

اور جتنا جتنا دھیان کیا کچھ باتین کہتا انکی تو
جو جو جو کچھ کے سامان تجھے سب گھر مین جلد ہی بھجوا دو
یہ سن تب آ بیٹی سے کہہ کر پا اوپر دھیان دھرو
کچھ دھیان لگا انکا ہے جو سنکٹ مین کہو سنکٹ کہو

اس آن جو کہہ بھیجا ہے اک پل مین وہ منگا دینگے
ہے جو جو یان لکھ بھیجا اک آن مین سب بھجوا دینگے

سکیشن بھر وہ جب نرسی یہ بات جو من کہہ بیٹھے   کیا دیکھتے ہیں آن وہاں آتے ہیں سب ٹھاٹھ وہ اُسجا آ پہونچے
کچھ جھکڑوں پر اسباب کے کچھ بیلوں پر کچھ اونٹوں پر   کچھ ہنسلی کھڑوے سونے کے اور تاش کی ٹوپی اور کرتے
کل ٹیکروں پر انبار ہوئے اور ڈھیر کنارے گونٹوں کے   کچھ گہنے جھمکے چار طرف کچھ جھمکے جھیر جھیلا جھل کے
تھا نیگ میں جو نیا ایک جھبہ سو اُسکو بیلیں اور تیس دیے   اب واہ واہ کی اک دھوم مچی اور شور اہاہا کا ٹھہرا

تھی وہ جو ٹہلنی اُسکی ماں وہ بھولی جب دم دھیان پڑی
سو اُسکے لیے پھر اوپر سے اک سونے کی سل آن پڑی

واں جب دم ہر کی کرپا نے یوں نرسی کی سب لاج رکھی   اُس نگری بیچ گھر گھر میں تب نرسی کی تعریف ہوئی
بہتیرے آدر مان ہوئے اور نام بڑائی کی ٹھہری   جو لوگ کیے تھی طعنے سے ہر بات سے وہ سب لاج ہوئی
سب لوگ کٹم کے شاد ہوئے خوش وقت ہوئی وہ بیٹی بھی   وہ سنگی بھی خوشحال ہوئے تعریفیں کر کر نرسی کی
واں لوگ سب آئے دیکھنے کو اور دوار پہ بھیڑ لگی   ٹھاٹھ جو بیچے سب جھم جھمک کے سب بستی بیچ دھوم پڑی

جو ہر سے کام رکھیں اُنکا پھر پورا کیونکر کام نہ ہو
جو ہر دم ہر کا نام جپیں پھر کیونکر ہر کا نام نہ ہو

سکیشن بیچ وہاں جب پوری کی سب نرسی نے من کی آسا   اک پل میں کوڑی و دھیلی جو نکلے من کی تھی چنتا
بیری جو چھپک جاتے تھے سو انہیں تھا مقدور یہ کیا   یہ آدر مان وہاں پاتے یہاں کب ہو سکتا تھا
جو ہر کرپا نے ٹھاٹھ کیا وہ ایک انہیں نہ آتا   یہ اتنی جسکی دھوم مچی سو ٹھاٹھ وہ تھا ہر کرپا کا
یہ کرپا اُن پر ہوتی ہے جو رکھتے ہیں ہر کی آسا   ہر کرپا کا جو وصف کہوں وہ باتیں ہیں سب ٹھیک بجا

ہیں شاد نظیر اب ہر دم وہ جو ہر کی نت بلہاری ہیں   سکیشن کہو سکیشن کہو سکیشن بڑے اوتاری ہیں

بیان سکیشن و نرسی اوتار

دنیا کے شہر و نگر میں میاں جس جس جگہ آباد ہیں   کچھ کسطرح چلتے ہیں نہ کسطرح چلے کار رہیں

کتنے اسی بازار میں زر کے ہی بیوپار ہیں | بیٹھے ہیں کر کر کوٹھیاں زر کے لگے انبار ہیں

سب لوگ کہتے ہیں اُنھیں یہ سیٹھ ساہوکار ہیں

ہیں فرش کوٹھی میں بچھے تکیے لگے ہیں زر فشاں | بہیاں کھلی ہیں سامنے لکھتے ہیں لکھی کار واں
کچھ پیٹھ کی کچھ پرت کی آتی ہیں باتیں درمیاں | لاکھوں کی لکھتے درشنی سو سو کروڑوں کی ہنڈیاں

کیا کیا منی اور سود کی کرتے سدا تکرار ہیں

کچھ مول کے مذکور ہیں کچھ بیاج کا سٹہ کھٹکا | پھیلاؤ ہیں گھر بیچ کے بیجک کا چرچا ہو رہا
دلال ہنڈی پیٹھ کی بامن بھی پرکھے سدھ سوا | آڑھت بٹھا کے ہر جگہ چٹھی لکھاتے جا بجا

کچھ رکھنے والے کے تئیں کچھ جوگ کے اقرار ہیں

تھوڑی سی پونجی جنکی ہے بیٹھے ہیں ہٹی کر یاں | ایدھر لگے ڈھیر ٹکے ادھر دھری ہیں کوڑیاں
اور جو ہیں حد سے گھٹے بیچے وہ کوڑیوں کی تھیلیاں | کاندھے پہ رکھ جاتے ہیں وہ لگتی جہاں ہیں ہٹیاں

دیکھا تو یہ سب پیٹ کے دھندے ہیں اور بستار ہیں

ہے یہ جو صرافیاں ہیں ان میں کتنے اور بھی | ہت کے پرکھیے کا ورپ جاہت کی جو کھلی انشری
جوگیانی دھیانی ہیں بڑے کتنے انھیں کوٹھی جی | دھن دھیان ان کی گل گیئر ہیں کوٹھی ہی ہے کوٹھی بڑی

من کی پریم اور پیت کا کرتے سدا بیوپار ہیں

من روپ جس شرن اس کے چلے درسن نہیں پھر سے | لکھنے لیکھا چاہ کا جیت کے سب سے لکھ رہے
ہنڈی کی لکھیں اس اوکو جاتے ہی جو چل ہیں پلٹے | جس لوک بیچ من لگا اس باس کی بستی بیچ

تیتے پریم کی جوت لکھیں بہیاں و دھرم دوچار ہیں

بیوپار لگا تے ہیں جو ان دو سو کا نہیں ... | جو مال ست کی مد ہیں لکھیں وہ تھیا کی ہی ہیں سدا
ہم تیج دل ہر بات سے من اصل مطلب سے لگا | حاجت تقاضے کی نہیں لیتا ہے اپنا سو چلا

جو بات کرتی جوگ ہے اُسمیں بڑے ہشیار ہیں

رہتے ہیں خوش جسمیں سدا دلگیر کچھ رہتے نہیں
جھگڑا نہیں کرتے ذرا غصہ نہیں ہوتے کہیں
بیوپار کرتے ہیں بڑے ہر آن رہتے ہیں وہیں
ست کی ہٹی سے من لگا سکھ چین سے بیٹھے یہیں
کھوٹے ملت سے کام کیا اُنکے کھرے سنکار ہیں

کرتے ہیں نت اس کام کو جو ہے سمایا گیان میں
سندیہ کا بیپار کا رکھتے نہیں دوکان میں
جو دھیان سے ہیں ملین بندھارتے ہیں جی شن آٹھون ملین
نت من کی سمرن سادھ کر رہتے ہیں آن بان میں
جس نار کا آدھار ہے اُس سے لگائے نار ہیں

جسمیں ست کا ہر ان محبوب ہے من کی لگائی چاہ ہے
جو دو لکی لیکھ ہے لکھا اُس سے وہی آگاہ ہے
سب لین کی اور دین کی اُنکو اُسی سے راہ ہے
آن کو اُسی سے سلکھ ہے اُنکی وہی اک راہ ہے
کوڑی سے لیکر لاکھ تک اُنکے وہی بیوپار ہیں

اس بھید کا اے دوستو اس بات میں دیکھو بتا
مخطوظ تھے خوشحال تھے دوکان میں زر تھا بھرا
تھے نرسی مہتا ایک جو صرافی کرتے تھے سدا
سنکشن جی کے دھیان میں رہتا تھا اُنکا من لگا
سن لو یہ اُنکی بھیت اور پرتیت کے اُبکار ہیں

جوں جوں بڑھا ہر بھینٹ پریم کا پیالہ پیا
سب کچھ تجا ہر دھیان میں اور نام ہر کا لے لیا
بیپار کا جو پاس تھا سب وہ سنتوں کو دیا
نت واس تھا اسے سبھی ہر کا بھجن ہر دم کیا
پکڑے سنت سب دیکھ چو نیہہ کے آثار ہیں

سب تج دیا ہر دھیان میں پت کا اُتھرا جتن
نرسی کی بیٹی ہو گئی اُسکے گھر شوبھن کون
کرتے بھجن سنکشن کا ہر حال میں رہتے مگن
بیاہتے ہیں سانول شاہ کی بیٹا بیاہا یا تن من
سب جگت باتیں ساتھ لیں بجوا شط میں دکار ہیں

ونرات کی مالا پھیری سیکشن جی سیکشن جی
کہتا سینہ میں جی سیکشن جی سیکشن جی
ٹھہرا زبان پہ ہر گھڑی سیکشن جی سیکشن جی
جاتے جہان کہتے یہی سیکشن جی سیکشن جی

جو پریم کے پورے ہوئے اُنکے یہی اطوار ہین

کہتے ہین یون اک دیس مین رہتے تھے جو کتنے سادھو
آ پہونچے اُس نگر مین جب نرسی جہان تھے تب پھر
وہ دوستو اُنکے واسطے جب دوارکا جی کو چلے
اُترے خوشی سے آن کر اور وان کئی دن تک رہے

پوچھا جبھی کرنے لگے سادھون کے جو اطوار ہین

وہ سادھو جو اُترے تھے وان کچھ تھی روپے اُنکے گنے
یون من روپے ہنڈی دکھا جب دوارکا مین پہونچکے
چاہا اُنھون نے درشنی ہنڈی لکھا لین سیٹھ سے
کارج سنوارین دھرم کے جو نکنامی وان ملے

کرتے ہین کارج پریم کے جو جاکے اُس دربار ہین

لوگون سے جب اس بات کا سادھون نے وان چرچا کیا
اُس چھوٹی سی نگری مین جو نرسی کا ٹرا بیوپار تھا
اور سہر سے اُسکے ٹری گھر پوچھا ساہوکار کا
سیکشن جی کی چاہ تن کے تھے سب اپنا گنوا

مفلس سے کب وہ کام ہون کرتے جواب زردار ہین

کہتے جو ٹھٹھے باز تھے جب دم اُنھون نے یہ سنا
اک نرسی مہتا ہین ٹرے صراف یان کے واہ وا
دل مین ہنسی کی راہ سے سادھون نے یون جا کر کہا
تم درشنی ہنڈی جو ہے لو ہاتھ سے اُنکے لکھا

ہے سا کہ اُنکی یان ٹری جتنے یہ ساہوکار ہین

وہ سادھو کیا جانے کہ یان کرتے ہین ہنسے یہی
نرسی کے آئے پاس جب دل کی بات اپنی کہی
لے کر روپے اور پوچھتے آئے بہت ہو کر خوشی
لکھ دیجیئے ہم پاس تم اُس وقت ہنڈی درشنی

ہم دوارکا کو آجکل جلدی سے چلنے ہار ہین

نرسی نے یون سنکر کہا مین تو غریب آدنی ہوں جی
سادھو ہری دوکان تو ہرچند مین نے کی ٹری

نے ہے مرمی آڑھتہ کہین نے میت میرا ہے کوئی — نے پاس میرے لکھنی نے ایک ٹوٹی سی بہی

یہ بات وان کہیے جہان نت ہنڈیان ہزار ہین

جاکر لکھاؤ اور سے پرتیت سادھو کیا مری — ہے میرے پڑے رہنے کو یان ٹوٹی سی ایک جھونپڑی
تن پر مرے کپڑا نہین نے گھر مین تھالی کر چھلی — مین تو تڑی خچلی سا ہون کیا ساکھ میری بانکی

سب نانون رکھتے ہین مجھے جو میرے ناتے دار ہین

یہ بات سنکر سادھو وان نرسی سے بولے اُسگھڑی — لکھدو ہمین کر یاد سے تم ہمکو یہ ہنڈی ورقتی
کر یاد سانول ساہ کی نرسی نے وان ہنڈی لکھی — سادھون نے ہنڈی لیکے وان سے دوارکا کی راہ لی

کہتے چلے لینے روپے اب وان تو بے تکرار ہین

لوگون نے جانا اب بہت نرسی کی خواری ہو چکی — لکھدی انھون نے اب جو یان کاہی کو ہنڈی ہے پٹی
پھر دوارکا سے سادھو یان آوینگے پھر کر اُسگھڑی — پکڑینگے اُنکو آن کر لوگون مین ہوویگی ہنسی

کھوٹے ہین تب انسان کی جھوٹے جو کاروبار ہین

نرسی نے وہ لیکر روپے رکھ دھیان ہر کی آس کا — تھے جتنے سادھو اور سنت وان سبکو لیا اُسدم بلا
پوری کچوری اور دہی شکر مٹھائی بھی منگا — سب کو کھلایا کتنے دن اور سب بیون سے کہا

من مانتا کھاؤ پیو یہ جو لگے انبار ہین

برفی جلیبی اور لڈو سب کو وہان برتا دیے — جب سوچ آیا منہین یون ہوتا ہے کیا اب دیکھیے
وہ سادھو ہنڈی نرسی سے دوارکا مین جب گئے — کوٹھی کو سانول شاہ کی وان ڈھونڈتے ہر جا پھرے

ہم جسکو ہین یان ڈھونڈتے یان وہ نہین زنہار ہین

بے آس ہو کر جسگھڑی وہ ساہ بیٹھے سر جھکا — اتنے مین دیکھا دور سے اک رتھ ہے وان آتا چلا
کلسی جھلکتی جگمگا چھتری سنہری خوشنما — اک شخص بیٹھا اُسمین ہے سانول برن مین وا

رتھ کی جھلک سے اُسکی وان روشن عجب انوار ہین

وہ سادھو دیکھ اس ٹھاٹھ کو من مین گھبرانے لگے
جلدی اُٹھے اور سامنے رتھ کے ہو آ کر کھڑے
پوچھا اُنھون نے کون ہو تب سب دھکیون کہنے لگے
نرسی کی ہنڈی دوارکی ہے جوگ سانول ساہ کے
سو ہمکو وہ ملتے نہین اب ہم بہت ناچار ہین

یہ کہتے ہنڈی دو رشی جسدم اُنھون نے دی دکھا
سانولشاہ جی نے پیار سے ہر حرف ہنڈی کا پڑھا
جتنے روپے تھے وان لکھے وہ سب دیے انکو دلا
وہ خوش ہوے جب کشن جی نے ہنسکے سادھو سے کہا
یہ اب جنھون نے ہے لکھی ہم تسے رکھتے یار ہین

اب جو ملو گے اُنسے تم کہیو ہماری اور سے
جو تھے روپے جتنے لکھے وہ ہم نے سب اُن کو دیے
یہ کام کیا تھے کیا تھوڑے سے روپے جو اب لکھے
آگے کو اب سمجھو یہی اتنے روپے کیا چیز تھے
لاکھون لکھو گے تم اگر دینے کو ہم تیار ہین

وہ سادھو اپنے لے روپے پھر شہر کو پھیرتے گئے
کارج جو کرنے تھے انھین من مانتے وہ سب کیے
پھر دوارکا سے چلکے وہ نرسی کی نگری آ گئے
نرسی سے لوگون نے کہا نرسی بہت دل مین ڈرے
دونگا کہان سے مین روپے یہ تو بہت کی بھار ہین

جب سادھو ملنے کو گئے نرسی کو ہین کھینچنے لگے
وہ منتیان کرنے لگے اور پانون نرسی کے چھوے
پرشاد لائے اور روپے کچھ روبرو اُنکے دھرے
اور جو سند لیا تھا دیا سب وہ بچن اُنسے کہے
نرسی نے جانا کشن کی کرپا کے یہ اسرار ہین

سن یہ جو نرسی خوش ہوے سب سادھو یون کہنے لگے
سب ہم نے پھر پائے روپے اور کچھ درشن بھی کیے
ہنڈی بڑی لکھتے رہو ہم نے کہا ہے آپ سے
نرسی یہ بولے آج سے وان اب کسن ہو کر پا سکے
جو جو کہا سب ٹھیک ہے وہ تو ہما اوتار ہین

نرسی کی ساتوں ساہ نے جب اس طرح کی پت رکھی
اور یوں کہاں آن کے کو تم لکھتے رہو ہنڈی بڑی
بلہاری نرسی ہو گئے سری کشن نے کرپا یہ کی
جسکو نظیر ایسو تکی ہے جی جان سے چاہت لگی
وہ سب طرح ہر حال میں اسکے نباہن ہار ہیں

بلدیو جی کا میلا

کیا وہ دلبر کوئی نویلا ہے
ناتھ ہے اور کہیں وہ چیلا ہے
موہنا ہے چنبیلی بیلا ہے
بھیڑ انبوہ ہے اکیلا ہے
شہر قصباتی اور گنوئیلا ہے
زر اشرفی ہے پیسا دھیلا ہے
ایک کیا کیا وہ کھیل کھیلا ہے
بھیڑ ہے خلقتوں کا ریلا ہے
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے کہیں یار اور کہیں اغیار
کہیں عاشق ہے اور کہیں دلدار
کہیں بستی ہے اور کہیں گلزار
کہیں جنگل ہے اور کہیں بازار
وہی بھگتی ہے اور وہی اوتار
اسکی لیلا میں کس سے ہوں اظہار
آپ آتا ہے دیکھنے کو بہار
آپ کہتا ہے یوں پکار پکار
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہیں کہیں رام اور کہیں لچھمن
کہیں کچھ کچھ ہے اور کہیں راون
کہیں بارہ اور کہیں مدن موہن
کہیں بلدیو اور کہیں کشن
سب سروپوں میں ہیں اسی کے جتن
کہیں نرسنگھ ہے وہ نارائن

کہین نکلا ہے سیر کو بن ٹھن — کہین کہتا پھرے ہے یون بن بن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

آج میلے کا یان جو ہے سامان — آ گئے ہین دور دور سے انسان
کوئی درشن کو کوئی دعا کو یان — سب کی ہوتی ہین مشکلین آسان
ہر طرف کھل رہے گل و ریحان — ہار بدھی مٹھائی اور پکوان
بھیڑ انبوہ غل دکان دکان — اور یہی شور ہر گھڑی ہر آن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہر طرف حسن کی بہارین ہین — دلربا سو برن سنوارین ہین
اک طرف نوبتین جھنکارین ہین — جھانجھ مردنگ راس دھارین ہین
سیر ہے دید ہے بہارین ہین — کر کے جے جے یہی پکارین ہین
کہین عاشق نظارے مارے ہین — سو نگاہون کی جیت ہارین ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

جتنے لوگون کے ٹھٹھ لگے ہین آ — جو کہ تل دھرنے کی نہین ہے جا
لے کے مندر سے دو دو کوس لگا — باغ و بن بھر رہے ہین سب ہر جا
ہین ہزارون بساطی اور سودا — لاکھون بکتے ہین گہنے اور مالا
بھیڑ انبوہ اور دھوم دھکا — جس طرف دیکھیے اہا ہا ہا

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ آمد سے ہیں خلقتوں کے دل	جا بجا بھر رہے ہیں جو جنگل
چوک بازار فوج اور دنگل	جنگلوں میں ہیں مچ رہے منگل
کوئی انبوہ میں رہا ہے کچل	کوئی دھکوں میں گر رہا مل دل
کتنے کرتے ہیں جست کود اچھل	کتنے کرتے ہیں مور چھل جھل

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہیں ہزاروں ہی جنس کے ہٹے	موتی مونگا اور آرسی پٹے
پیڑے لڈو جلیبی اور گٹے	کوسلے نارنگی سنگترے کٹے
کوئی تو کر رہا ہے چھل بٹے	کوئی چڑھتا ہے کیمر کے چٹے
چڑھ ہیں مندر کے کوٹھے اور اٹے	بوڑھے لڑکے جوان اور سٹے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لوگ چاروں طرف سے آتے ہیں	آ کے عیش و طرب مناتے ہیں
دل سے سب درشنوں کو جاتے ہیں	اپنے دل کی مرادیں پاتے ہیں
جھانجھ مردنگ دف بجاتے ہیں	راس منڈل بھجن سناتے ہیں
دل میں پھولے نہیں سماتے ہیں	سب یہ ہنس ہنس کے کہتے جاتے ہیں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے	زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہر طرف گلبدن رنگیلے ہیں
بات کے ترچھے اور لٹھیلے ہیں
خشک تر نرم سوکھے گیلے ہیں
جوڑے بھی سرخ سبز پیلے ہیں
نک پلک غنچہ لب چھبیلے ہیں
دل کے لینے کو سب ہٹیلے ہیں
ٹیڑھے بلدار اور نکیلے ہیں
پیار سے الفت بہانے حیلے ہیں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

خلق آتی ہے سب جڑی ہی جڑی
کوئی دوڑے ہے ہاتھ لے لکڑی
جیب کتری کہیں گئی پکڑی
چور کی ناک سے کہیں پکڑی
چیز رکھتے ہیں باندھ کر چکڑی
دوڑ یو چور لے چلا گٹھڑی
کہیں لوٹی دوکان اور ٹھہری
سو تماشے ہنسی خوشی پھکڑی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

نازنیں ہیں وہ سانوری گوری
کر کے چتون نگاہ کی ڈوری
دھوم ناز و ادا جھکا جھوری
گھونگھٹوں میں ہیں کر رہی چوری
جنکی نازک ہر اک پری پوری
دل کو چھینے ہیں سب برا زوری
بیچ میں جیسے مچ رہی ہوری
چوری کیسی کہ صاف سر زوری

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

اشنان سے ہی نہال ہوتے ہیں
جنمیں گنگا بدن کے دھوتے ہیں

پانی سے ہاتھ منھ کو دھوتے ہین
کتنے جا کر شیون مین سوتے ہین
ان بہارون مین ہوش کھوتے ہین
کتنے کنگھی کھڑے سے پرتے ہین
بندہ دان مین چنون کو بوتے ہین
سو طرح سے سو تماشے ہوتے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی آ کر نہاتے اور مس سے
ہوتے ہین آ ملاپ جس تس سے
کوئی کھویا گیا ہے مجلس سے
کہنی بات و مین لگ رہے گھس سے
مل رہا ہے ملا کے دل جس سے
لڑ رہا ہے کوئی کہین رِس سے
کون چلا ہے پوچھیے کس سے
اور دھکا پیل اور کمان گھس سے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ناچ اور راگ کے کھڑا کے ہین
تھالین قہقہے کھانی سا کے ہین
کہین آغوش کے لپاکے ہین
کتھ تھری دانت پکڑا کے ہین
گھنگرو اور تال کے چھناکے ہین
گھنٹڑ دوہرے کست کتھا کے ہین
کہین بوسون کے سو چپا کے ہین
تسمہ جاڑ سکے سو چھڑا کے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

صحن مندر کا سب سے ہے اعلا
ہو رہا چھپا نکیون کا اجیالا
اُس کا گنبد سے ہے عالم بالا
جڑے جیسے ہین چاند پر ہالا

ہے کوئی درشنون کا متوالا
کوئی ڈنڈوتین کر رہا لالا
کوئی جپتا ہے دھیان مین مالا
کوئی سج دھج کرے ہے دھن والا

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے جو مندر مین آپ رہ لائن
نئی پوشاک اور نئے بھوجن
آرتی کی کہین مچی ٹھن ٹھن
تال مردنگ جھانجھ کی جھن جھن
ہر گھڑی مین بدل رہے ہین برن
نئی چھبا لگی ہے اور نئے درشن
کہین گھنٹون کی ہو رہی چھن چھن
خاص پرشاد مصری اور ماکھن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی چنچل چلے ہے ٹھمکی چال
آنکھون مین جسکی نشے رنگ کے لال
کچھ وہ پوشاک کچھ وہ حسن وجمال
بدھی ہو کر لین صاف دل کو نکال
کچھ وہ پتلی کمر وہ لٹنے بال
مصری ماکھن کے ہاتھون اوپر تھال
ڈالدین ہار کا گلے مین جال
پھینکین عاشق اوپر عبیر و گلال

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ آئے ہین راجہ اور رانی
بھیڑ انبوہ کی فراوانی
پالکی ہاتھی گھوڑے رتھ بانی
اور لاکھون مین رالی اور نانی
اور رہے جو مون کی لاکھ طغیانی
جوگی بیراگی گیانی اور دھیانی

کچھ نہیں مول تول کیا ماتی
پانی کا دودھ دودھ کا پانی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کتنے کچے ہیں کتنے پکے ہیں
چورنٹ کھٹ ہیں اور اُچکے ہیں
بھیڑ انبوہ اور بھڑکے چھتے ہیں
پالکی ہاتھی گھوڑے ڈنکے ہیں
اُن کے مُنہ اور اُچھال چھکے ہیں
دودھ کھویا ملائی چکے ہیں
دھوم دھوم سون کی اور دھڑکے ہیں
سو تماشے ہیں سو جھمکے ہیں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لاکھوں بیٹھے بساطی اور منہار
چوڑی نیگڑی کی اک طرف جھنکار
ٹوٹے پھوٹے گنواری اور گنوار
کرکے دی گالی یوں کہے ہے پکار
اپنا سب گھر لٹا کر رہے بازار
نوگری پہ چھلا انگوٹھی چھلے ہار
جس گنواری کو چاہیے دھکا مار
گیسو اٹھلا چلے ہے داڑھی جار

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

مٹی اور کاٹھ کے کھلونے ڈھیر
کوئی کمہار سے کر رہا ہتھ پھیر
کوئی کنجڑن سے لڑ رہا منہ پھیر
گالی دے مار کوٹ سانجھ سویر
کوئی لیوے ہے کوئی دیوے پھیر
کوئی کا چھین کے چن رہا ہے بیر
کوئی بیٹے کو مارتا ہے سیر
لاٹھی پاٹھی ہے شور غل اندھیر

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

سیکڑوں رنگ رنگ کی چھڑیاں
کہیں چھوٹیں انار پھلجھڑیاں
کہیں اُلفت سے انکھڑیاں لڑیاں
عیش عشرت کی ٹھٹ رہیں دھڑیاں
پھول گیندے وہ نگے ہار کی لڑیاں
کہیں کھلتی ہیں دل کی گلجھڑیاں
کہیں باہیں گلے میں ہیں پڑیاں
دال موٹھیں منگوئیے اور بڑیاں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لگ رہی بھیڑ اسقدر ٹھٹھ ہو
جو جہاں تھا وہیں پھنسا پھر وہ
بیٹھے کھتے ہیں کھا کے دھکوں کو
اور گنوار دل ٹھکار کر ہو ہو
راہ آگے کو اور نہ پیچھے کو
جس کو کھینچے ہیں گر پڑے ہے وہ
ہے مہاراج رام رام بچو
اب تو ٹھوار ہے لگانے کو

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کیا مچی ہے بہار جے بلدیو
دھوم لیل و نہار جے بلدیو
ہر زبان پر ہزار جے بلدیو
کر نظیر اب پکار جے بلدیو
عیش کے کاروبار جے بلدیو
ہر کہیں آشکار جے بلدیو
دمبدم بار و کار جے بلدیو
سب کہو ایک بار جے بلدیو

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

مدح نانک شاہ گرو

ہیں کہتے نانک شاہ جنہیں وہ پورے ہیں آگاہ گرو
وہ کامل رہبر جگ میں ہیں یوں روشن جیسے ماہ گرو
مقصود مراد امید سبھی بر لاتے ہیں دلخواہ گرو
نت لطف و کرم سے کرتے ہیں ہم لوگوں کا نرباہ گرو
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

ہر آن دلوں بیچ یہاں جو دھیان گرو کا لاتے ہیں
اور سیوک ہو کر انکے ہی ہر صورت بیچ کہاتے ہیں
گر اپنی لطف و عنایت سے سکھ چین انہیں دکھلاتے ہیں
خوش رکھتے ہیں ہر حال انہیں سب من کا کاج بناتے ہیں
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو آپ گرو نے بخشش سے اس سکھ کا ارشاد کیا
ہر بات وہی اس سکھ کی تاثیر نے جس پر صاد کیا
یاں جس جس نے ان باتوں کو ہے دھیان لگا کر یاد کیا
ہر آن گرو نے دل انکا خوش وقت کیا اور شاد کیا
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

دن رات جنہوں نے یاں دل سے ہے یاد گرو کا نام لیا
سب من کے مقصد بھر پایا خوش وقتی کا ہنگام لیا
دکھ درد میں اپنے دھیان لگا جس وقت گرو کا نام لیا
پل بیچ گرو نے آن انہیں خوشحال کیا اور تھام لیا
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

یاں جو جو دل کی خواہش کی کچھ بات گرو سے کہتے ہیں
وہ انہی لطف و شفقت سے نت ہاتھ انہوں کے گہتے ہیں
الطاف سے انکی خوش ہو کر سب خوبی سے سکھ رہتے ہیں
دکھ درد انہوں کے ہوتے ہیں سب سکھ سے دیکھ بیان ہیں

اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو ہر دم اُن سے دھیان لگا امید کرم کی دھرتے ہیں
اسباب خوشی اور خوبی کے سب گھر میں [illegible]
وہ اُن پر لطف و عنایت سے ہر آن توجہ کرتے ہیں
آنند عنایت کرتے ہیں اور سب کی چنتا ہرتے ہیں

اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

الطاف و عنایت ہیں ان کے [illegible]
اور لطف و [illegible]
در لطف و کرم جو کرتے ہیں ہر [illegible]
[illegible] ہیں بابا نانک شاہ گرو

اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

تعریف گرو گنج بخش کی

ہو سب دل کا عالم گورو گنج بخش کا
کیا ہیں اچھا نام گورو گنج بخش کا
خوبی میں ہے سب سے عیاں نام گورو گنج بخش کا
[illegible] دل ہمیشہ نام گورو گنج بخش کا

[illegible] صبح و شام گورو گنج بخش کا

ہر دم [illegible] کی [illegible] دل [illegible]
[illegible] دل [illegible]
اور [illegible]
[illegible] آن [illegible]

[illegible] نام گورو گنج بخش کا

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

لیتا ہے نام جو تمام گورو گنج بخش کا

خوبی کچھ اُنکے لطف کی جاتی نہیں کہی
گر بادہ اپنی رکھتے ہیں ہر آن ہر گھڑی
کہتے ہیں جسکو پیار تو بہت ہے ہیں خوشی
کہتے ہیں جسکو لطف کی مسند ہوئی وہی

ہے دل سے اب تمام گورو گنج بخش کا

رکھ انکی لحظہ لحظہ تو کر یاد و پر نظر
وہ اپنے لطف سے دیتے ہیں سیم و زر
جو چاہیے مراد انہیں سے تو عرض کر
ہر دل سے پوچھتے ہیں تو ان سب کا حال پر

الطاف ہے مدام گورو گنج بخش کا

انکی سرن میں آیا تو پھر فکر مت کیجیو
رکھتے ہیں لطف اپنی مہر سے وہ تیری آبرو
رکھ اپنے جی سے انکی ہی سیوا کی آرزو
[illegible] انکے در پہ تو

لطف و کرم ہے عام گورو گنج بخش کا

کر عرض تو اپنا تو احوال سے نظیر
اپنے کرم سے لطف تجھ پہ وہ پال سے نظیر
رکھ انکی یاد جی میں تو ہر حال سے نظیر
ہر آن ہے دیکھتے ہیں خوشدل و خوشحال اے نظیر

ہے دل سے جو غلام گورو گنج بخش کا

در ستائش کشن

مت پاش [illegible] کا [illegible] کی
[illegible] کی
[illegible] کی
[illegible] کی

[illegible] کی
[illegible] کی

[illegible]
[illegible]

وہ من پوجا کھٹ بھگتن کی انستی نوبت باجت ہیں ۔ اُس مورت دیکھ جو نر ہیں سو سب بھاجت ہیں

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو مہر سنگاس دیبی کی وہ دور سے بھاتی ہے ۔ جو دھیان لگا کر دھاوت ہے سب واکی سن گھبراوت ہے
جب کرپا واکی ہوت ہے تب درشن کو آوت ہے ۔ کچھ دیکھت ہے جا سورت کا من تن میں سیس نواوت ہے

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو نیمی ہیں وا مورت کے وہ انکی بات سدھارن ہے ۔ سکھ چین دعا میں مانگت ہیں وہ انکی جیتا ہارن ہے
ہر گیانی واکی سرت ہر دھیانی سادھو ادھارن ہے ۔ جو لوک ہیں وا مورت کے وہ انکے کاج سنوارن ہے

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جب ہولی پا جبھ پر آ سجا کرتن کر منگل ہوتا ہے ۔ ہر چار طرف آنند بول میں تب وہ منگل ہوتا ہے
تک دیکھو جیبہ مہر آنکھ اٹھاتا ہر سجا دل ہوتا ہے ۔ ہر سمت منگل ہوتا ہے آنند بہ چھبیل ہوتا ہے

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو باغ لگے ہیں مندر تک وہ لوگوں سے سب بھر رہتا ہیں ۔ وہ جلوت کی ہر جانبی سب من کے بیچ بسرتے ہیں
کچھ بیٹھے ہیں خوشوقتی سے دل عیش میں رغبت دھرتا ہیں ۔ کچھ دیکھ بہار ہیں خوبان کی ساتھ انکے سیر کرتے ہیں

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو چیزیں میلوں میں ملتی ہیں سب اُسجا آن جھمکتی ہیں پوشاکیں جنکی زریں ہیں وہ تن پر خوب جھلکتی ہیں
محبوبوں کے جیسی سیتوں کی ہر آن نگاہیں تکتی ہیں لو نام نظیر اب کس کس کا جو خوبیاں آن جھمکتی ہیں

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب دیگا جیکے درشن کی

تعریف بھیروں کی

دیکھا ہے جب سے میں نے تیرا جمال بھیروں رکھتا ہوں تب سے دل میں تیرا خیال بھیروں
دن رات ہے یہ میرا تجھسے سوال بھیروں اب دو ہو تمہیں سے آکر مجھکو سنبھال بھیروں

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

آنکھوں میں چھا رہا ہے تیرا سروپ کالا تن من بھبھوت ملکر گل بیچ سنڈ الا
آنکھیں دیا ہے روشن ہاتھوں میں کا پیالا ہوں دل سے داس تیرا سن آ مرے دیالا

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیروں
ای پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

کیا کیا مچی ہے تیرے دربار کی بہاریں بھگتی کلا پہ تیرے جی جان اپنا واریں
سب اپنا اپنا کارج من مانگا سنواریں سیوک چرن کو تیرے اٹھتے گھڑی پکاریں

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیروں
ای پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

ماتھے پہ تیرے ٹیکا سیندور کا ہے راجے مدھ بھو ہے پاس [illegible]
[illegible] سے [illegible]

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوتا مدمست کال بھیرون

تو راچھسوں کے من تھے جب آن سر اُٹھا رہے
جو تجھ سے دو بدو ہو اک آن میں لتاڑ کے
تھا ہے جیسے سباو سے جا ہے جیسے اُجاڑ کے
دانوں کو چیر ڈالے دیتیں کو پچھاڑ کے

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوتا مدمست کال بھیرون

غصے میں تو جو آ کر اپنی جٹا ہلاوے
سر کاٹ راچھسوں کے [illegible] بہاوے
دھرتی آکاس پہ پاتال ہل جاوے
بھاشک کلال [illegible] خون چٹاوے

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوتا مدمست کال بھیرون

جوگی ایسیت جنگم ہیں تیری آن لاگین
سب نام لیکے تیرا [illegible] پگین
بھیرون جو تجھکو آ کے سو تیرے بھیٹ جاگین
جن ہاتھ دو جوڑین [illegible] پاگین

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوتا مدمست کال بھیرون

ہے کون اب جو تجھ سے آ کر [illegible]
کر [illegible] تیری ہے حق میں [illegible]
دشمنون کو لات ملی [illegible] سر کو [illegible] ۸
اب [illegible] تیری پا کو [illegible]

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون ۱۰
اے پرتپال دیوتا مدمست کال بھیرون

میرا تو کوئی اسجا اپنا [illegible] تا
[illegible] ہون [illegible] زیانا ۱

اے بیکسوں کے والی میری مدد کو آنا — تیرے سوا کسی جا میرا نہیں ٹھکانا

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے چھتر پال دیوت مد مست کال بھیروں

پوجا کتھا میں تیرے کس کس کی جانتا ہوں — تجھکو ہی پوجتا ہوں تجھکو ہی مانتا ہوں
دھول اب ترے چرن کی تجھ پہ پانتا ہوں — تیرا ہی ہو رہا ہوں تجھکو ہی جانتا ہوں

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے چھتر پال دیوت مد مست کال بھیروں

تو شاہ میں بھکاری ہوں کیا کہوں کہ کیا کیا — جو دل میں ہے تیرے آوے سو داتا مجھے دلاوے
تجھ سے بکر چلے کو اب مجھ کو بتاوے — اب جس طرح سے چاہے چتا مری مٹاوے

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے چھتر پال دیوت مد مست کال بھیروں

اب غم سے جگر کو ٹکڑے چھپاتا ہے — اور درد بیکسی کی شب سر پہ چھا رہا ہے
کس کس کو میں جا کر کون آہ مانتا ہے — جو دکھ ہے میرے جی پہ سو تو ہی جانتا ہے

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے چھتر پال دیوت مد مست کال بھیروں

[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے چھتر پال دیوت مد مست کال بھیروں

اب کس طرح بتاؤں میں اپنی بکلی کو
پوچھے جو میرے دکھ کو اب کیا پڑی کسی کو
نے سکھ ہے میرے دل کو نے چین ہے جی کو
تجھ سے بھلے بُرے کی اب لاج ہے تجھی کو

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے بیر بتیال ویوت مد مست کال بھیروں

ہے جنکا اب جہان میں تجھ واشٹ کا سہارا
ہے سب نظیر تیری کرپا کا ٹھاٹھ سارا
دن رات باجتا ہے انکا سدا نقارہ
نانک جنے بچے ہے بھیروں سرن تمہارا

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے بیر بتیال دیوت مد مست کال بھیروں

مسدس

اے صبر و قناعت سے تو میاں سب چھوڑ بیٹھے لے جھوری
سنتوکھ توکل سے ہر تو نے حرص کی کھینچی آن چھری
جو لوبھ کرے اُس لوبھی کی شکلیں کھلتی ہیں جان ہری
پھر دیکھ تماشے قدرت کے اور لوٹ بہاریں ہری بھری

جب آس اتنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوا آنند ہوئے ہم شکر ہو لو ہری ہری

جا کے نہیں ہمت دیکھ یہاں کچھ اپنا دل توانا سی ہے
پھر آن حرص کے لالچ پر سب آس پٹا لوبھ ادھار سی ہے
جب حرص طمع کے کرتبوں اب تیرا نام بھکاری ہے
اس لالچ مارے لوبھ کے جب سب جگ کی خواری ہے

جب آس اتنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے ہم شکر ہو لو ہری ہری

گر حرص ہوا اور لالچ کی ہو دولت جیسے پاس ہری
ہاتھ آیا جیسے دیکھ ذرا سب دولت یہ دل پڑی
گر دنیا کے [illegible] عشق لگا کیا سو تارو پالا اِن کی
گر عشق نظر [illegible] کی [illegible] دل مرنا پا والے کی

جب آسا تِشنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے ہم شنکر بولو ہری ہری

اِس حرص ہوا کے بیجوں کو جو بیٹھے لوبھی بوتے ہیں ۔ رہ چنتا مارے لوبھ بھرے وہ خوار ہمیشہ ہوتے ہیں
جو ہاتھ پسارے لالچ کر وہ ماتھا کوٹے روتے ہیں ۔ اور ہاتھ سمیٹ کے کھینچ لیا وہ پاؤں پسارے سوتے ہیں

جب آسا تِشنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے ہم شنکر بولو ہری ہری

اس لوبھ بھری کی گلیوں کی جب مٹی پیر پڑے دھوڑی ۔ بے چین رہیگا ہر ساعت آرام نہ ہوگا ایک گھڑی
چل لوبھ کے سر پر جوتی مار اور ریجھی تین مار چھڑی ۔ کر سمرن کنج بہاری کی جے بول مکٹ کی کھڑی گھڑی

جب آسا تِشنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے ہم شنکر بولو ہری ہری

یہ شہد بھرا ہے لالچ کا اس میٹھے کو مت کھا پیارے ۔ یہ شہد نہیں ہے زہر بھرا اس زہر کو مت کھا پیارے
جو مکھی اس میں آن پھنسی پھر پنکھ پسیج لپٹا پیارے ۔ سر پٹکے روئے ہاتھ ملے ہے لالچ بُری بلا پیارے

جب آسا تِشنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے ہم شنکر بولو ہری ہری

یہ لوبھ تو ہی بیت کھوتا ہے اس لوبھی لالچ ماری کی ۔ یہ لوبھ چمک کھو دیتا ہے ہر آن چمکتے تارے کی
تو ایک تنک کر لالچ پر سب جھوٹی لال انگاری کی ۔ کر یاد وہ دن متوارے کی جے بول کنھیا پیارے کی

جب آسا تِشنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے ہم شنکر بولو ہری ہری

گر حرص ہوا کر بیٹھیگا تو اپنی عمر گنوا دے گا ۔ نا کھا نیہہ کا پھل دیکھیگا نے پانی کا سکھ پاویگا

اک دو کپڑے کے تار سوا کچھ ساتھ نہ تیرے جاویگا
اے لوبھی بندے لوبھ بھرے تو مر کر بھی پچھتاویگا

جب آسا ننستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اس حرص و ہوا کی جھولی سے ہے تیری شکل بھکاری کی
پر تجھ کو اتنی خبر نہیں ہے لوبھی اپنی خواری کی
سنتوکھی سادھ سروپن تج منت تراد ناری کی
لے نام کشن منموہن کا جے بول اٹل بنواری کی

جب آسا ننستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

ہے جب تک تجھ میں لوبھ بھرا تو چور اُچکا ٹھگڑا ہے
ہے پیچ پڑا تیری پگڑی سے جو سر پر تیرے پگڑا ہے
ہر آن کسی سے قصہ ہے ہر وقت کسی سے جھگڑا ہے
کچھ میں نہیں کچھ مکھ نہیں سب حرص ہوا کا جھگڑا ہے

جب آسا ننستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اب دنیا میں کچھ خیر نہیں اس لوبھی کے نستاری کی
ہے کیچڑ اس پر لٹ رہی سب حرص ہوا کے گاری کی
کیا کہیے واکی بات نظیرؔ اس لوبھی بے سنواری کی
سب یارو مل کر جے بولو اس یات بنسیدھر لاری کی

جب آسا ننستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

مہادیو کا بیاہ

پہلے نانوں گنیش کا لیجے سیس نوائے
جاسے کارج سدھ ہوں سدا مہورت لائے
بول سجن آنند سے پریم پریت اور چاہ
سن لو یارو دھیان دھر مہادیو کا بیاہ
جوگی جنگم سے سنا وہ بھی کیا بیان
اور کتھا میں جو سنا اسکا بھی پرمان

سننے والے بھی رہیں ہنسی خوشی دن رین	اور پڑھیں جو یاد کر انکو بھی سکھ چین
اور جتنے اس بیاہ کی مہمان کہی بنائے	اسکے بھی ہر حال میں شیوجی ہیں سہائے
خوشی رہے دن رات وہ کبھی نہو دلگیر	مہمان اسکے بھی رہیں جسکا نام نظیر

آغاز قصہ

یوں کہتے ہیں اس دنیا میں اک راج پتی ہماچل تھا	وہ دھرمی عدلی نیک جیو گمبھیر دلاور بھجبل تھا
گڑھ کوٹ بڑے گربیت اور فوج سپہ کا دنگل تھا	گج ہستی اونچی جھول زری نیاری ہو و کنچل تھا
رتھ بہلیں میانہ لال بنے چنڈول پر اطلس مخمل تھا	خوش رنگ تمنگا تیز قدم ہر زین جھمکتا ہر پل تھا
سب ساز جڑاؤ گج کا ہن کوئی چنچل تھا کوئی کوتل تھا	ہر شہر چھبیلا جھل کا دھن دولت پلو آنچل تھا
پکھراج زمرد لعل منوں من ملتا بھی انکل تھا	محلات سنہرے رنگ بھرے دربار بڑے اور سکھ منڈل تھا
کل برتن سونے روپے کے اور ہیرا چیر بکاول تھا	باغات بڑے تیار رکھے ہر ڈالی پر گل اور پھل تھا
زر زیور ٹھاٹھ اسباب بہت اور عیش خوشی کا جنگل تھا	گھر جگمگ جگمگ کرتا تھا سکھ چین آنند اور منگل تھا

ہر آن طرب ہر دم جھلمیں جی جان ہر اک وقتا خوشی
وہ راجہ بھی ہر وقت خوشی اور پرجا بھی دن رات خوشی

اب یاں سے آگے سنو خوبی سے رکھ دھیان
پاربتی کے وصف کا جتنا ہوا بیان

اس راجہ ہماچل کے گھر میں اک لائی سندر بیٹی تھی	مکھ اسکا چندر لگن تھا نام اس کا گورا پاربتی
لب لعل یمن اور غنچہ دہن تن برگ سمن قد سرو سہی	پوشاک جھلکتی تاش زری ان گنتی بیش قیمت تھی
دو گول کنگن کستورگی وہ بازو چنچل اور سندری	وہ چھب انجن سجتی چاندی کی اور جھمکے گھنگرو جوڑا کی
ماں باپ کی پیاری ناز بھری آنکھوں کی تارا تھی	نت رہتی تھی ماتھوں چھاؤں اوپر بھائی اس کو خوشی

سکھ بھوجن نوری اور میوے پکوان مٹھائی دودھ دہی
سب پیار کریں تن من واریں سنگ سہیلیں جتنی تھیں وہ بھی
کوئی اچھلے کودے سوانگ کرے کوئی ہنس ہنس کر تالی دے

سو ساتھ سہیلی ساتھ پھریں ہمجولی بھی بالی بھولی
گہنے میں سر پاؤں لدی سو ہاسا لوا اور چنری
دن رات ہنسیں اور چین کریں ہر آن کی خوبی خوش وقتی

تھی رہتی گورا پاربتی ان روپ سروپوں ابرن میں
سب جور خوشی سے پھرتی تھی نت اپنے گھر اور آنگن میں

اب یاں سے آگے سنو اس کی یہ تقریر
جیسے گورا کی نسبت کی ہوئی تدبیر

اک رات وہ راجہ رانی تھے بیٹھے اپنے مندر کے
وہ بالی سندر پاربتی خوش آ بیٹھی آگے دونوں کے
مکھ دیکھ دلاری کنیا کا یوں بولی راجہ رانی سے
تب بولی رانی راجہ سے کر جوڑ بنتی کر کے
تم صاحب ہو تم مالک ہو [illegible] سو کیا بیکلی ہے تم سے
جو راج بیٹی گھر اونچا ہو [illegible]
ہے جیسے گورا چندر کلی ایسا ہی [illegible]

کچھ بات پہ اچھی تو نے کہی اور ہنس ہنس باتیں کرتے تھے
سر جیری باندھے ہاتھ گٹھری پوشاکیں بیچ اور گہنے
اب اپنی گورا پیاری کی کچھ فکر سگائی کی کریے
جو آپ نہیں [illegible]
[illegible] سگائی کا اس کے
وہ ہے بھلی ایسا سندر ہو جیسی یہ گورا [illegible]
یہ بات جو بیٹھی [illegible]

جب [illegible] تو یہ جب [illegible] وہی [illegible]
[illegible] آگے خوش ہو [illegible] سنگھاسن اوپر [illegible]

اب یاں سے آگے سنو [illegible]
نسبت گورا کی ہوئی [illegible]

جب راجہ اپنے محلوں میں سنگھاسن پر بیٹھے آکر
[illegible]

یہ بات کہی جب راجہ نے لے آؤ پروہت کو جا کر
سر پاگ جڑائی کی سو ہو اور چندن رُوپے ماتھے پر
یک یاں گلے موتی مالا اور رمنگا سونا بھی لگا کر
یک دیکھ پروہت کا اپنے یوں راجہ ہو خوش ہو کر
ہیں جتنے شہر جہاں سو انہیں اور سیر کریں ملک لے رنگ کر
ٹھہراؤ سگائی گورا کی یہ ساعت سے تم اس کے گھر

اس وقت پروہت آ پہنچے آ شیر بچن پڑھتا لا کر
تن جامہ خاصہ ململ کا اک لائی رنگین پگڑی سر
خوش صورت سیرت نیک بچن قابل عاقل دانشور
تم جاؤ سگائی گورا کی ڈھونڈو اچھی ساعت دیکھ کر
جن دیس میں دیکھو لچھمی ہو اچھا گھر اور ہو سندر
جب ٹھہر چکے واں خوبی سے دو اس کی ہم کو آن خبر

جس وقت پروہت سے اپنے یہ راجہ نے فرمان کیا
خوشحال پروہت نے ہو کر واں ڈھونڈنے کا سامان کیا

اب یاں سے آگے سنو بات پروہت آن
چلے سگائی ڈھونڈنے گورا کی رکھ دھیان

ہو شاد پروہت چلنے کو اس دم جب تیار ہوئے
[illegible] پھر نگر نگر شہر شہر پھریں [illegible]
[illegible] دیکھ سبھی اور اپنے [illegible]
جو بات لکھی ہو کر [illegible]
جب [illegible] آگے [illegible]
کیا دیکھا [illegible] لیکھا [illegible]
[illegible]

یوں چلتے چلتے اس نگر پہنچے جہاں [illegible] چلے
پر ایک [illegible] ایسا جو راجہ کے پر [illegible]
[illegible] کی [illegible] جو چاہے سو [illegible]
جو چاہا ہو [illegible] کوئی اسے کیا [illegible]
واں [illegible] آخر کو کیا [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] خوش ہو کر [illegible]

[illegible]
[illegible]

وان کتنے راجہ سے آ کر اس ٹیکا کی آ بات کہی
سن نانوں نندا شیو شنکر کا ہوئی راجہ کے گھر بہت خوشی

سب خوش ہیں کہ تم دلشاد ہوئے اور پرجا کو ہوئی خوش وقتی
کوئی بولی ہر دم خوش ہو کر ہو آئی سگائی گورا کی
کوئی آنکھیں چھپے سے پیار کرے کوئی دوڑ بلائیں لیتی تھی
تب راجہ نے ہر نندی سے وان لگن مہورت کی پوچھی
اودن ٹھہرایا ہے آنکا ہر ساعت شادی لگن گھڑی
وہ تیری شیو کے پاس گئی لے ہاتھ انھوں نے سب باچی

گھر بار مندر میں ڈھول بجا آنند خوشی کی دھوم مچی
کوئی گود چڑھا کر کہتی تھی میری گورا پیاری بچی
جب گھر گھر میں مشہور ہوئی یہ بات خوشی آنند بھری
سب بولے ماہ مہینے کی ساعت ہے اور نیک گھڑی
تب راجہ نے شیو شنکر کو اس بات کی تیری لکھ بھیجی
ہو نا دیا راسوار چلے اور آئے نگری راجہ کی

جو ان سے اترے بیاہنے کو تھا اس جا اک پرمان بڑا
خوش وقت تو ملی جاؤ بھری کر جوگی کا سامان بڑا

اب یاں سے آگے سنو یہ برنن اس آن
جب وان سے شیو نے کیا جوگی کا سامان

ان جانے پوچھے کون انھیں تھے سب لوگ اترے جوگی بن
اک میلی گدڑی بیچ پھٹی اور اکڑ ہتھو رنگا جوبن
جلیان کریں ان شیو جیسے وہ تو ٹھیا تو نبی کا برتن
مل راکھ بدن اور لال آنکھیں کر سیندور سے کر لیے اک سرن
وہ راکھ ملی جو ملکر تن پر وہ راکھ نہ تھی وہ تھا اپن
وہ سر کے بیچ تھی لٹوں بیتی بیچون باندھی دوٹھا ہاتھ کنگن
وہ سندر کانوں بیچ پڑے تو ان موتی ہو کاشن

ترسول چکر تھا کاندھے پر اک پھر لپٹ کمر اور تن
وہ منکے پدم تھا مال بنا تھا گھنٹا کہیں جھولی دھن
اور سلیں لٹائیں بکھر رہیں مرگ چھالا کا ڈالی آسن
اس جوگی پن میں شیو جی کا تھا ٹھاٹھ جا کا نہیں برن
اور لال لنگوٹا نانگا کا تھا وہ گیروا رنگا پیراہن
وہ سیس لٹائیں بل کھا کر تھیں ناگ بندھے سر اشک بچھن
وہ لڑیاں سیلی کی لٹکیں ان زیور ہو کر سب بدن

کچھ ٹھاٹھ نہ باجا گاجا تھا اور کوئی سنگ نہ ساتھی تھا
وہ آپ سدا شیو دولہا تھے اور نادیا بیل براتی تھا

اب یاں سے آگے سنو اس جوگی کی بات
لوگوں نے جس دم سنی ملے ہر ایک نے ہات

واں لوگ براتی آئے تھے دن رات ابھی مشتاق بڑے — معلوم نہ تھا یہ دولہا ہیں تھے راہ خوشی کی سب تکتے
ہر چار طرف خوش وقتی سے کچھ بیٹھے تھے کچھ پھرتے تھے — واں سب نے جوگی جان انھیں تھے بھیس نگر میں ہیں پھرتے
یوں ان سے پوچھا جوگی جی کوئی دیکھی رات برات آتے — اس وقت سدا شیو ہنس بولے ہیں بنیا ہم ہیں تو آئے
یہ بات سنی جب لوگوں نے تب ہنس کر سب بے ہوش گئے — دل شکستہ ہوئے اور من ہی میں پھر جا کر آگے راجہ کے
یہ بات کہی اس جوگی کی تب راجہ بھی حیران ہوئے — تحقیق کیا تو ٹھیک یہی تقدیر سے رونے ہاتھ ملے
سب محلوں مندر شور مچی یہ بھاگ تھے کیسے گورا کے — کوئی ماتھا کوٹی سیس دھنے کوئی آنسو ہر دم بھر لائے
کوئی دیکھ کے صورت گورا کی رو رو کے ٹھنڈی سانس بھرے — کوئی بولی کرموں لکھا نے جو کرم لکھی ہو سو ہووے

واں جن جن نے یہ بات سنی افسوس سے فی الفور ہوا
جو چاہا تھا کچھ اور ہی تھا اور پرگٹ یاں کچھ اور ہوا

اب یاں سے آگے سنو میاں ادھر کو لائے
آزردہ جی سے ہوئی پاربتی کی ماے

رو دھو جھینک ادھر ماں گورا کی جب ہو گئی یوں اٹھ بولی — یہ کیسی بپتا آن پڑی کس مشکل نے صورت کھولی
یہ میری گورا پاربتی بالی نکی سندر بھولی — یہ بالی دھن اور دولت کی یہ پھول ترازو کی تولی
مکھ جس کا جیسے چاند سی ہیں ادھر رسری ہونٹ ہیں گھولی — وہ الکن مکھ پر چھوٹ رہیں کیسو رنی جیسی بولی
ہر کنگن جس کا بیش بہا ہر پہنچی جس کی انمولی — سو بلے باندھے ایسے کے جو پہنے کنٹھا اور جھولی

تن راکھ ملے گدڑی اوڑھے کیا راکھو دھتورے گولی
نے محل مکان نے زر زیور نے میل ملاپ نہ ہمجولی
اب لاج گئی کل میں ہولی سب شیمن بولیں کالی بولی

کیلاس سے لال تیں جوں لال مہاور کی گولی
چڑھ بیل بجاتا سنکھ پھریں بن پربت کھاتا بھجولی
تقدیر نہیں کچھ بن آتی تقدیر یہ جو ہونی تھی ہولی

تھی بیری گورا پیاری کی یہ بات چھٹی کی رات لکھی
کچھ یاد رہو ہو اتنے وہی جو ماتھے میں ہو بات لکھی

اب یاں سے آگے سنو شیو نے جب اس آن
اپنی مایا سے کیے کیا کیا وہاں سامان

جب راجہ نے بھی ترش ہو کر دربار سے اٹھ ملوائے
سب لوگوں نے بھی اور دھرے تب چھپ ہو شیو کے پاس آئے
جو باو نے جھاڑ جھلی روشن کر یا ولایتی چھپر کھٹ لائے
نگیں سے جھالر موتی کے کمخواب مشجر جھلکائے
منقیش زر کے خیمے بھی پھر جا بجا لٹکائے
پھر تھال لائچی لونگوں کے پھر خوب طرح چنوائے
ہر چار طرف تیار کیے اسباب طرب کے ٹھہرائے

جب آئے تو یہ بات کہی یہ کیسا ٹیکا کر آئے
پہچانا کچھ بیروت کو واں ٹھاٹھ یہ شیو نے دکھلائے
بانات قنات دیں شمیانے دل بادل تمبو تنوائے
کل فرش حریر اور دیبا کے خوش رنگ جھلکتے بچھوائے
گل عطر و گلاب اور پان دھرے کستوری عنبر رکھوائے
چنگیر دھرے سب سوز بھرے ان طرہ ہار بھی گندھوائے
جڑ ٹھاٹھ پڑے یاں شیو کے ایک پل بھر میں جھمکائے

آکاس کے دیوتا جتنے ہیں سب خوب براتی آن بھرے
وہ پہلا ہی میدان بھرا اور لیے دس میدان بھرے

اب یاں سے آگے سنو خوش ہو کر اس آن
جیسے شیو دولہا سنے اُس کا کیا بیان

جب بیٹھے شیو کی شادی ہی سب کل تیاریں [illegible]

بیٹھ آگے اور پیچھا او اندر ناری میں آن سجا

اور مہگز اور بر سہیت بھی اور نانون سنیچر بھی جنکا
اُسوقت خوشی سے مندر پر شیو بیٹھے بنکر یون دولھا
ہر تار چمکتا چیرہ کا اور تاش سنہرا کا باگا
ہر کان مرصع کندن تھے اور مکھ پر شیو کا سہرا
وہ موتی مالا گلے جھلیں اور انمین لعلونکی مالا
جب بیٹھے شیو یون دولھا بن سب پریونکا وان ناچ مچا

وہ روپ سرو سپا اور پوشاکیں وہ اونچی شانین زیب بھرا
مکھ بانکی لال کرے منہدی اور آنکھون بیچ لگا کجرا
اُس تار زری کے چہرے پر جون مہر چمکتا مکٹ دھرا
وہ سہرا مکھ پر یون چمکے جون سورج ہووے کرن بکھرا
وہ مانگ جڑاؤ بازو پر اور لٹکتا بچھے چمک رہا
اور کرنا سرنا جھانجھ بجے نقارہ گو بجے شور مچا

یہ ٹھاٹھ بنا کر دکھلایا جب شیو نے مایا اپنی کا
ہر چار طرف آنند ہوئے غل شور ہوا خوشوقتی کا

اب یاں سے آگے سنو اس شادی کے طور
دیکھ اسے جی سے خوشی لوگ ہوئے ہر ٹھور

یہ دھوم مچی وان آن سبھین کیون لوگو کیسا یہ جوگی
ہر ناری نکلی چھوڑ مندر رکھ من مین چاہ تماشے کی
سب دیکھنے کو وان آن کھڑے سو ٹھٹھ ہوا اور بھیڑ لگی
جب دیکھا تو وان کو سون تک ہے زور برات کر آئی
ہوئی محلون مندر بیچ خوشی اور عیش طرب کی دھوم مچی
منہہ دیکھ کے خوش ہو بیٹی کا اور یا تھا جو گھڑی گھڑی
کوئی دھن دھن بھاگ کہے رہ رہ کوئی واری ہے سو باری

ہم سمجھے اسکو جوگی تھے اور نکلا یہ تو راج پتی
اور بوڑھیا بوڑھے طفل جوان اور کھڑے ٹھٹکے حیرت بھی
یہ بات سنی جب راجہ نے تب چڑھکر کوٹھے پر جلدی
خوشوقت ہوئے خوشحال ہوئے بر آئی سب منشا من کی
دل شاد ہوئے سب کہنے کے ماگورا کی بھی شاد ہوئی
کوئی بار رتی کے پاؤن چھوئے کوئی ہووے ہر دم بلہاری
اب چاؤ بہی اور چاہ بہی جو دیکھیں صورت دولہا کی

سب تھے جیسے جوگی دیکھ انہیں وان غصے دل بیحال ہوئے
جب ٹھاٹھ یہ دیکھے شاد ہوئے سب شاد ہوئے خوشحال ہوئے

اب یاں سے آگے سنو بھوجن کے سامان
جسکی ہے تعریف سے میٹھا ہوا بیان

جب راجہ نے یہ حکم کیا تیاری ہوا بھوجن کی
حلوائی ہزاروں آبیٹھے کر گرم کڑھاؤ تھال نئی
پھر ڈالا خوب گلاب انہیں اور ڈال ڈلیاں مصری کی
پھر لڈو بھی تیار کیے دی قند بہت بادام گری
وہ خوب جلیبی اور کھجلے وہ گھیور یا لوسائی بھی
کی عرض یہ جاکر راجہ سے سب جنس وہ اب تیار ہوئی
جو حکم ہوا تھا انتی تو سو خوبی سے بنوا ڈالی

منگوا کے میدا لاکھوں من اور میوہ مصری شکر گھی
کر کھوئے ستھرے دودھ منگا اور ڈالی چینی شکر تری
انبار لگائے پیڑوں کے اور ڈھیر گلابی اور برفی
پراق مگد اور خرمی بھی خوش رنگ امرتی بریلی
سب اتنے واں تیار ہوئے جو ٹھانوں رکھنے کو پائی
ٹک ٹکیہ تم بھی ان سے جو ہے کتنی اور ہے کیسی
جب راجہ نے بھی آنکھ اٹھا ہر جنس بہت ستھری دیکھی

مسرور ہوئے یہ کہہ من میں جس آن براتی آویں گے
سب اپنے من بھر کھاویں گے اور ڈھیر پڑے رہ جاویں گے

اب یاں سے آگے سنو عیش خوبی کی بات
جیسے جیسے ٹھاٹھ سے شیو کی چڑھی برات

جب رات ہوئی شیو شنکر خوش وقتی سوار ہوئے
فانوسیں رنگیں جھلملیاں اور جھاڑ بڑی گلکاری کے
وہ پریاں ناچیں تختوں پر پوشاکیں گہنے چمک رہے
بہر سرنا ہیں دھن میں کی اور کرنا تڑ کی جھاڑ چھڑے
مردنگ ستار بیچ تال بجیں اور سارنگ گھنگرو بھی جھنکے
وہ ہاتھی کنجل اور رنگنے انباری ہو کے اور نکلے

سب آگے پیچھے دولہا کے دلشاد براتی ساتھ چلے
ہر آن چھڑا و چنور ڈھلیں اور سیس کے اوپر چھتر پھرے
نقارے نوبت طبل نشان الغوزے بجتے اور ڈھفلے
کرنائے دھوں دھوں باج رہے اور تاشے بجتے کڑکے
وہ ڈھول دھما دھم شور کریں اور جھانجھ بھی جھم جھم کرتے
وہ جھومتے چلتے قدم قدم اور بجتے جاتے گھنگھنا لگے

وہ جھاڑ مشعلیں پنچ شاخے سب روشنی کی وہ مشعلوں کے
وہ صحرا جھمکا کوسوں تک ہر جا پہ اجالی جا پہنچے

وہ گھوڑے میانے گھو بہلیں رتھ اونٹ پیے ڈھلتے تھے
سب باجے بجتے جاتے تھے اور ہوئے ہوئے چلتے تھے

اب یاں سے آگے سنو چلے جو بھولا ناتھ
اور براتی بھی ہوئے ایسے انکے ساتھ

پھر اور ہزاروں ساتھ چلے جو بھوت پری اور راچھس تھے
ہر بگڑا انکا سوہن کا اور موٹے رسوں کے ٹیلے
کوئی ننگے سر وہ بال سکے جو بانس بھی ڈانس کرکے
کوئی ہاتھی رکھے کاندھے پر کوئی اونٹ بغل میں دبکائے
کوئی سانپ گلے میں لٹکائے بین انکے دم بدم چوچے
کوئی گاوے پھاڑ گلا اپنا کوئی نرت کرے چکر پھیرے
کوئی ہاتھ نچاوے رہ رہ کر کوئی ہنس ہنس خوشی سے مٹکاوے

جو مل وتھے انکے برج سمان وہ سیلیں بھی ان کے گٹ سے
اور پگڑوں پر طروں کی طرح تھے سانپ کھجور برابر کے
کوئی منڈ کوئی رنڈ اور کوئی بن پاؤں پا اور کوئی
کوئی ارنا بھینسا گود لیے کوئی گینڈا اپنے سر پر بٹھلائے
کچھ لپٹے سونٹے لوہے کے کچھ ہاتھ لیے بھاری لکڑی
کوئی شور کرے خوشحالی سے یوں جیسے ہاتھی چنگھاڑے
کوئی لپٹے لپٹے ڈگر کھڑے کوئی دس دس گز کی جست کرے

کچھ رنگ عجب کچھ ڈھنگ نئے سب سج دھج دکھلاتے تھے
جھکتے دھوم مچاتے رستے میں ہر آن اچھلتے جاتے تھے

اب یاں سے آگے سنو شادی کے اطوار
چلے سدا شیو جس طرح پار بتی کے دوار

جب پہنچا انکے لوگوں وہ کوسوں تک کا اجیالا
جب آئی برات آتی ہے یہ شور اچھالا ہے اسکا
وہ آتے جاتے جلد بہت جو دیکھے واں سو کہتے آ

وہ سرنا کی واز سنی اور نقاروں کا شور سنا
تب جب نے بھی بھید پایا ہر کارہ وہاں بھیجا ہر کا را
کوئی کہتا اب ان آ پہنچے کوئی کہتا آئے آ پہنچا

کوئی کہتا بہت براتی ہیں اور ساتھ لیے ہیں ٹھاٹھ بڑا
کوئی کہتا گھوڑی ہاتھی ہیں اور شبوہ رتھ نکلا ہے آتا
یاں لوگ بہت سے آتے ہیں خیمہ کے بیچ کہاں ہے جا
پردھان کھڑے تھے جو آگے جب اُنسے اپنا بھید کہا
کوئی کہتا اتنے ہاتھی ہیں کچھ چھور نہیں جنکا ملتا
یہ باتیں سنکر راجہ نے گھر آکے من کے بیچ کہا
یہ بھیڑ کب آ سمیں مل بیٹھے کچھ بن نہیں آتا کریے کیا
یہ ٹھاٹھ جواب یاں آتا ہے کچھ تم نے اسکا فکر کیا

وہ بولے کیا تدبیر کریں اور کیا کیا اسکا دھیان کریں
آجاوے اتنا ٹھاٹھ جہاں واں کس کس کا سامان کریں

اب یاں سے آگے سنو باتیں ہیں یہ ٹھیک
آئے شیو جس طرح واں دوارے کے نزدیک

جس آن برات آئی در پر یہ خوبی ٹھہری سیہرے کی
وہ ڈنکے لگتے دھونسے پر دھن کرنا سرنا کی دیکھی
کل زیب براتی چار طرف اور بیچ سواری دولہا کی
سب واہ کریں اور چاہ کریں اور ٹھاٹھ کو دیکھیں گھڑی گھڑی
وہ آتے تھے جو ساتھ لدے اور آتشبازی چھوٹی تھی
اک پہر تلک دروازے پر واں پھول رہی پھلواری سی
وہ طبل بجیں اور ڈفلے بھی نقارے تاشے اور ترہی
وہ پریاں ناچیں تھیں تو پر جھنکاریں پائل بچھوون کی
دروازے کوٹھے گونج رہے آواز سہانی اُنکی تھی
سج دھج چھجّے کوٹھوں پر یاں دیکھیں زینت اور خوبی
ہوں دیکھ کے صورت دولہا کی ان سب کو دل سے بلہاری
مہتاب انار اور پھلجھڑیاں اور پھول ہوائی خوب کڑی
سب ہاتھی گھوڑے بیل چلیں غل شور ہوا اور دھوم مچی
وہ ڈھول طبل جھانجھ باجے اور گھر گھر میں آواز گئی

سب شاد ہوئے خوش وقت ہوئے یہ دیکھ تماشہ خوبی کے
کر وصف بہت بلہار ہوئے اُس دولہا کی چھبی کے

اب یاں سے آگے سنو شادی کے رسم اور
جسکی ہر اک رسم سے جی خوشی ہو فی الفور

جب باجے کے دروازے پر ہوئی آن برات اے طوطے کی
جب سمدھی آئے ملنے کو اور من ملاونی کی ٹھہری
جب دولھا ڈیوڑھی بیچ گئے تب نکلی سُندر سو چہری
وہ چاند سا مکھ وہ سہرا وہ پہونچی کنگنا تار زری
کوئی بولا دولھا خوب ملا اس دولھا کی میں بلہاری
کوئی دیکھے ہوئی شاد بہت کوئی وار کے پانی پیتی تھی
اس طور کہیں جھن جھن پی سے جو ہر اک مکھ کو دیکھ رہی

سب باجے باجے دیر تلک اور چھوٹی آتش بازی بھی
اسوقت بلایا دولھا کو تو ہووے زینت مندر کی بھی
لے آئیں مندر بیچ دولھا کو تو ہو زیب وہ مندر کی بھی
وہ روپ سُہانا جب دیکھا ہوئی سب کے من بیچ خوشی
کوئی بولی میں اس دولھا پر اب واروں من تن جو تھی
چھن کہکر اس جا دولھا نے نیگ اشرفی بہتیری
سب محلوں مندر بیچ ہوئی آنند خوشی اور خوشوقتی

جب بیٹھے دولھا مندر میں من بیچ خوشی کی بات لیے
جنماسے بیچ برات اُتری وہ ٹھاٹھ خوشی کا ساتھ لیے

اب یاں سے آگے سنو اس صورت کی بات
جنماسے میں جسطرح بیٹھی آن برات

جب جنماسے کے بیچ گئے کچھ بیٹھے جا دالانوں میں
کچھ آن براجے ڈیوڑھی میں مشغول خوشی کی باتوں میں
سُر گھو بجیں کرنا سرنا اور ترئی طبل بھی محلوں میں
اور باجیں نوبت جھانجھ بڑی اور شادیکے رنگ رلیوں میں
کچھ میانے رتھ اور گھوڑ بہلیں لا آن کھڑی کیں راہوں میں
تھے جتنے واں بازار سبھی کچھ اتریں ان بازاروں میں
جب جگہہ نیائی بستی میں کچھ اُترے شہر سواد وں میں

کچھ آنگن میں کچھ بیٹھک میں کچھ بیٹھے بالاخانوں میں
کچھ باہر آکر بیٹھ رہے کچھ بیٹھے رتھ اور باتوں میں
ہر جانب جھوں دھوں باجے نقارے بستے کوچوں میں
کچھ بات سمجھ کان بھری ان باجوں میں ان دھونسوں میں
کچھ گھوڑے اچھلے بیل لڑے کچھ ہاتھی جھومے گلیوں میں
اور جتنے واں تھے باغ لگے کچھ اتر سجے ان باغوں میں
واں ٹھہرے تنبو تان لیے اور بیٹھے خوش من ڈیروں میں

وہ تھے واں جب سب طور او پر کل فرحت آنگنا ہے
ہل شور رہے اور ناچ ہووے اور رنگ سبھا اور رنگ ہوئے

اب یاں سے آگے سنتو اُسکا بھی بستار
جس طور سے آنکر ٹھہری واں جیونار

جسوقت براتی بیٹھ چکے تب راجہ نے واں لوگوں کو
سب جاکر نوکر جلد چلے اور جیا سے ہیں کردو
اب تم بھی جیموں ویر انکو دلواؤ جنھیں دلواتی ہو
اس بات کو سنکر سلسن بیٹھے ہے خوب پرانی بات سنو
دو کو واٹھا کر خوش ہوتے جیونار میں لائے دونوں کو
اک ڈھیر نوالا کر بیٹھے پھر چلے اب کچھ اور رکھو
یہ بات کہی جب راجہ سے تب وہ بھی اپنی سدھ بدھ کھو

یہ حکم کیا اب خوبی سے ان سب کو جاکر بھوجن دو
یوں بولے اب سب کر پاکر جیونار میں سب بیچ چلو
تکتے ڈھیر مٹھائی کے ورکار رہوں جتنے اتنے دو
یہ دو بالک جو بیٹھے ہیں تم پہلے انکو جیموا دو
تھے جتنے واں سنسار کے اور ڈھیر مٹھائی کے تھے جو
اُن لوگوں کے تب ہوش گئے اور بھاگے واں سے لرزاں ہو
حیران ہوا اور چپ رہ گئے من بیچ بہت شرمندہ ہو

مغرور ہوئے تھے کہکر یوں جا بھوجن کے انبار کریں
سو اُسکی تو یہ شکل ہوئی اب کاہے کو جیونار کریں

اب یاں سے آگے سنو خوش ہوکر یہ شان
جیسے دولہا دلہن کے ہوئی پھیروں کے سامان

جب ساعت آئی پھیروں کی تب ٹھہری اُس جا یہ خوبی
کچھ بیٹھے لوگ اِدھر اُدھر سب اپنے من کے بیچ خوشی
جب دولہا دلہن مل بیٹھے تب ریت ہوئی گٹھجوڑے کی
سب بیٹھ رہے بیاہ پھیروں کو [illegible] بیٹھا [illegible] لگی
پھر یاں جواہر تک بلیں ہیں جلد ہوا اور رنگی
یہ ساعت نیک مہورت سے وہ دولہا دلہن پھیر کی

گھر بیچ بلایا دولہا کو اور پھیروں کی تیاری کی
جو فرش مقرر ہے اُس پر آ بیٹھے دولہا دلہن بھی
وہ پنڈت آئے ہوم کیا سب لاکر اسکی چیز کبھی
گنیش کی پوجا کر کے واں پھر پوجا کی نوگرہوں کی
اور سب لیے نیگ دعائیں دیں دولہا دلہن کو [illegible]
اس طور پھر اُن پھیروں کی ریت جو ہوتی پھیروں کی

جب پھیرے چار ہوئے آ کر کل عیش و طرب کی دھوم مچی
ہر چار طرف چمکی چمکی خوشحالی خوبی خوش وقتی

ہر نین سو عیش بھرے اور فرحت سے پہچان ہوئی
ہے جگ میں جو آنند خوشی وہ ظاہر سب اس آن ہوئی

اب یاں سے آگے سنو اور بچن دو چار
آئے باہر شاد ہو دولھا جس اطوار

وہ پھیرے بھی جس وقت ہوئے اس خوبی اور خوش وقتی سے
جو سہیلیاں رہتیں واں تھیں انسے بھی سب شاد ہوئے
دس روز رہے ہو ٹیکے میں اور چاؤ بڑے سب دل کے
شیو باہر آکے منڈل سے جوں سورج وقت سحر نکلے
وہ چیرا سر پر چمک رہا وہ مکٹ جڑاؤ بھی جھمکے
تن پاکا جھلکے ہر ساعت اور بعلوں کی ملا چمکے
کچھ کانوں موتی چمک رہے کچھ ماتھے بازو کے
سو زیب جھمک سے خوش ہو آمند پر اپنے بیٹھے
وہ خوبی سو بھا دولھا کی سب دیکھیں انکے لوگ کھڑے
سب ہو کر خوش یہ بات کہیں ہے دولھا اور بڑا ٹھاٹھ بڑے
اور دیکھیں اپنی آنکھوں سے ہو جگ میں بھاگ تری جنکے
وہ راجہ رانی شاد بہت اور لوگ خوشی سب ہاں کنبے کے
وہ چیرا چیری بھی خوشدل اور نوکر چاکر خوش ہیں تمام
اس نگر میں طالع چمکے ان لوگوں کے بھی بخت کھلے

جس طور ہوئی وہ خوشحالی کب اسکی حالت جائے کہی
ہر چار طرف خوش وقتی کے شور ہوئے اور دھوم ہوئی

اب یاں سے آگے سنو بات خوشی آمیز
جو جو راجہ نے دیا اس جا دان دہیز

جس آن ہوئے شیو چلنے کو تب لا کر یہ اسباب دھرے
پوشاکیں رنگیں زیب بھریں ہر تار طلا جنکا جھمکے
زر زیور کے واں ڈھیر لگے جو باہر ہوئے گنتی سے
وہ موتی ہیرے انمولے وہ لعل زمرد کے ڈلے
وہ کلسے نئے نئے چاندی کے وہ تھال کٹورے سونے کے
وہ فرش سنہرے نقش بھرے جو بچھیے بچھاون سیج پڑے

وہ چیرے خوب لباس انکو اور گنتی میں بہتیرے
وہ کنچن جھول جھلکتی کی بناری جنپر اور سہرے
چنڈول جھلکتے وہ جنپر بانات زری کے تھے پردے
وہ رنگین جھالر دار رتھیں وہ بہل بہت سے اونچے

وہ چیریاں اچھی صورت کی سر پاؤں تلک زیور پہنے
وہ گھوڑے گلگوں شکل ہوا زردوزی جنپر زین سجے
رتھ بہلیں اور گھوڑ بہلیں سب ٹھاٹھ چمکتے جنکے تھے
یہ ٹھاٹھ رکھا دروازے پر اور بندی بوجھ اٹھانے کے

تھے جتنے شادی بیاہ نمت سامان جو وان تیار ہوے
ہر ٹھاٹھ کے وان دروازے پر ہر جانب سو انبار ہوے

اب یان سے آگے سنو راجہ نے اُس آن
جو باتیں شیو سے کہیں اُنکا کیا بیان

یہ ٹھاٹھ کیے دھن دولت کے تب راجہ شیو سے یوں بولے
کس لائق ہیں جو دیتے ہم اب تمھارے لائق کے
ہیں بھاگ ہمارے بہت بڑے جو چرن تمھارے ہم دیکھے
تم ٹھاکر نہ لیتے جو ہمکو پھر کیسے کیونکر ہم تمنے
ہم چیز نہیں کچھ گنتی کی اور تم ہو لاکھوں خوبی کے
ہر وقت ہماری بانہہ رہو کر پا سے اپنی گہنے
تم لاج ہماری رکھنے کو ہر آن رہو کرپا کرتے

کچھ بن نہیں آیا جو ہمسے من بیچ ہوے ہم شرمندے
تم اچھے جگ میں ایسے ہو جو پائے ہو لاکھوں ہمسے
اس نگری میں اس منڈل میں تم آئے اپنی کرپا سے
جو کرپا تمنے ہم پر کی کب استت اسکی ہو ہمسے
اس آن دیا جو آپنے کی وہ دیکھی کاہے کو ہم نے
من بیچ ہوے ہم بہت خوشی اور بھاگ ہمارے جاگ اٹھے
جو من میں تھی سو بات کہی اب رہیں کہا ہم آگے

جب راجہ نے یہ بات کہی اور ہر دم ادھک دھینی کی
تب شیو نے ہنسکر راجہ کے وان من کی بہت تسلی کی

اب یان سے آگے سنو من اید مصر کو لا سے
پاربتی وان جسطرح گھر سے ہوئی بدا سے

جب شیو نے واں یہ حکم کیا طیاری ہوئی جانے کی
یہ بات بدا کی سنتے ہی واں گورا کی ماں یوں بولی
من اسکا بہت رکھیو خوشی مت میلا کیجو اسکا جی
یوں کہکر بولی گورا سے مل تجھ سے میری پاربتی
وہ ماں بھی روئی دیکھ اُسے اور دُکھن بھی تھی بھری
تو آنکھیں بھر بھر رو رو لال نکر میں ہار دیکھ کی پیاری
پھر آخر واں سب روتی کو کر پیار بہت سا گھڑی گھڑی

اور آپ مندر رکے بیچ گئے تو ہو کی بدواں ان دلہن کی
سب طور تہم اسکے مالک ہو یہ جیری میں نے تمکو دی
پیاری ہے من کی میری اور روشنی میری آنکھوں کی
جب گورا پیاری دوڑ گلے واں اپنی ماں کے آ لپٹی
ماں بکھ کے روئی گورا کو کر پیار اُسے یوں کہتی تھی
کچھ اپنے منکے بیچ نہ لا میں تجھکو جلد بلاؤں گی
چنڈول منگا کر ڈیوڑھی پر واں سب نے روتی بٹھلائی

سچ پوچھو تو ماں باپ کے تئیں یہ بیٹی ہے یاں پیار بہت
جس وقت وہ بیاہی جاتی ہے جب ہوتے ہیں ناچار بہت
اسے یاں سے آگے سنو اتنی یہ بھی بات
جیسے واں اس دیس شیو کی چلی برات

جب ڈیوڑھی سے چنڈول اٹھا اور دروازے پر ہو کے
اسوقت بہت خوشوقتی سے شیو شنکر بیلی سوار ہوئے
اسوار ہی دلہا کی سنگ چنڈول دلہن کا تھا پیچھے
اسباب لیے جو راجہ نے تھے اُنکے جاتا ساتھ لدے
وہ ہاتھی گھوڑے ہر جانب اپنا رنگ دکھاتے تھے
ہر کوٹھے کوٹھے بیچ لگی اور رستے رستے لوگ کھڑے
جس طور خوشی سے بیاہ کو شیو آئے گھر میں جیسے

بوچھاڑ رتنی کی سیر کل موتی پھول لٹیں کے بکھر
وہ خوبی حشمت چار طرف سب ساتھ براتی ہیں بکھر
وہ باجے لائے ساتھ جو تھے سب ہر قدم بجاتا چلے
وہ جتنے جیرا جیری سب تھے اور میانو میں بیٹھے
اس دیس کے رہنے والے بھی سب دیکھنے نکلے گھر گھر سے
غل شور خوشی کے چار طرف سب دیکھیں بات و کانا ڈیوڑھی
پھر ویسے ہی خوشوقتی سے کیلاس کی اور سدھارے شیو

یوں ہی ٹھاٹھ ہوا یوں بیاہ مہادیو کا [illegible] بولو
ڈنڈوت کرو پھر آن نظیر اور ہر دم شیو کی جے بولو

کنھیا جی کی راس

کیا آج رات فرحت و عشرت اساس ہے
ہر گلبدن کا رنگین و زریں لباس ہے
محبوب دلبروں کا جھمگٹ آس پاس ہے
بزم طرب میں عیش ہے پھولوں کی باس ہے
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

بکھرے پڑے ہیں فرش پہ تھیلی دُرر زری
بجتے ہیں تال گھنگرو مردنگ کھنجری
سکھیاں بنی ہیں ایسی کہ جوں حور اور پری
سن سن کے اُس کو جھومتی ہیں ہن کی بانسری
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

آئے ہیں دھوم دھام سے جو تماشے کو گلبدن
گویا کہ کھل رہے ہیں گلوں کے چمن چمن
کرتے ہیں نرت کچھ بہاری پھبن پھبن
اور گھنگرؤں کی گت کی صدائیں چھنن چھنن
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

پہونچی ہے آسمان تلک مردنگ کی گمک
آواز گھنگرؤں کی قیامت چھنک چھنک
کرتی ہے مست دل کو مکٹ کی ہر اک جھلک
ایسا سماں بندھا ہے کہ ہر دم الک پلک
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

حاضر تماشے کے کشن جو ناچتے ہیں ہاتھ جوڑ کر
[illegible]

آ کر کسی کو پکڑے ہیں دیں ہیں کسی کو چھوڑ
یہ دیکھ دیکھ کشن کا آپس میں جوڑ جوڑ

ہر آن گوپیوں کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

ناچیں ہیں اس بہار سے بن ٹھن کے نندلال
سر پر مکٹ براجے ہے پوشاک تن میں لال
ٹھنکے ہیں چھیڑتے ہیں ہر اک کو دکھا کے چال
سکھیوں کو ساتھ دیکھ سکے یہ کہاں جی کا حال

ہر آن گوپیوں کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

ہے روپ کشن جی کا جو دیکھو بہت انوپ
اور ان کے ساتھ جتنی ہیں سب گوپیوں کا روپ
مہتابیاں چھٹیں ہیں گویا کھلی ہے دھوپ
اس روشنی میں دیکھئے وہ روپ اور سروپ

ہر آن گوپیوں کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

ہنستی ہوئی جو پھرتی ہیں ساتھ ان کے گوپیاں
ہیں ان میں رادھکا ایسی کہ [illegible] جان
کرتی ہیں کشن جی سے ہر اک آن بان
آپس میں ان کے رمز و اشارات [illegible] بیان

ہر آن گوپیوں کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

اس شہر میں نظیر جو بیکس غریب ہے
رہتا ہے مست حال میں اپنے فقیر ہے
شب کو گیا تھا راس میں کچھ کرکے راہ بے
جا کر جو دیکھتا ہے تو واں [illegible]

ہر آن گوپیوں کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

خاتمۃ الطبع

بےنظیر ہے ذات خدای کبیر منزہ و مبرا ہے بدلیل اشہد ان لا الہ الا اللہ اسی طرح صفات بےنظیر اسکی احاطۂ تقریر و تحریر سے سوا قول نبی لا احصی مصداق شعر ہی ذاتش از نعت خیر و حبس + غنی ملکش از طاعت جن و انس پھر کیون نہ محبوب مرغوب القلوب اسکا بھی نظیر اکبر آبادی عالم ہو نام نامی جسکا احمد نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو اشہد ان محمدا رسول اللہ مصداق مقال پر گواہ شعر حبیب خدا اشرف انبیا + کہ عرش مجیدش بود متکا + اما بعد ارباب صافی مذاق کو مژدۂ طرب افزا ہو کہ اس زمان مسرت اقتران مین **کلیات نظیر اکبر آبادی** جسمین مصنف باکمال نے ہزارون طرح کے پند و نصائح کو چٹکلون اور مثالون مین نظم فرمایا ہے خواب غفلت دنیا کی میٹھی نیند سونے والون کو کس حسن ادب سے جگایا ہے حق تو یہ ہے کہ اگلے لوگون کا کلام بھی عجب تاثیر رکھتا ہے کہ ہر زمانہ اور ہر وقت مین اسکا مداح ہر صغیر و کبیر ہو رہی کلیات ہے کہ اگر چشم ظاہر سے اسکو دیکھو تو طرح طرح کی دل لگی کی باتون اور مذاق کی حکایتون سے مملو ہے اور اگر دیدۂ حق بین سے بغور تامل ملاحظہ ہو تو سر دنیاے ناپائدار کی مذمتون اور چرخ کج رفتار کی شکایتون کا دریا گویا بہ رہا ہے وہ کون دل ہے جسمین محبت دنیا کا تخم نہ بویا گیا اور وقت درو ثمرۂ ناکامی اس کو نہ ملا اور وہ کون سر ہے جسمین الفت گیتی اور اسکی سیر گیتی کا سودا نہ سمایا اور آخر مین وہ سنگ حوادث سے چکنا چور ہوا الغرض یہ کلیات صنعت آیات مطبع نامی گرامی منشی **نولکشور** واقع شہر لکھنؤ مین حسب الحکم معلی القاب عالی جناب منشی **بشن نرائن** صاحب بہادر مالک مطبع دام اقبالہ باہ فروری سنہ ۱۹۲۲ء باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ دسوین مرتبہ حلیۂ طبع اور زیور انطباع سے آراستہ

و پیراستہ ہوا

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات وہبی ـ کاغذ دو قسم		دیوان شائستہ یا سخ ـ	۱۰ر
(۱) کاغذ سفید چکنا ـ	۱۲ر	دیوان حمد ایزدی	۳ر
(۲) کاغذ سفید رسمی ـ	۱۰ر	دیوان چمنستان جوش ـ	۱۰ر
دیوان غافل ـ	۶ر	دیوان میر حسن ـ	۸ر
دیوان ذوق ـ	۸ر	مجمع الاشعار ـ	۲ر
دیوان فدا ـ جلد ثانی ـ	۹ر	چمن بے نظیر ـ	عہ
دیوان رند ـ	۴ر	گلدستۂ امانت ـ	۱ر
دیوان غالب ـ	۵ر	دیوان حیرت ـ	۶ر
دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب	عہ۲	دیوان سخن دہلوی علی قسلم	
دیوان خواجہ میر درد	۳ر	کاغذ سفید گندہ ـ	[illegible]
دیوان بہار عرب ـ	[illegible]	رر کاغذ رسمی ـ	۳ر [illegible]
بہارستان سخن ـ	۱۰ر	اکسیر سخن ـ	۵ر
دیوان لطف ـ	۳ر	دیوان شہیدی ـ	۵ر
دیوان نیاز	۳ر	دیوان اکبر	۳ر
شرح یوسفی دیوان حافظ ـ	۷ر	گلدستۂ حفیظ الرحمان	عہ
دیوان نعت سرمدی	۶ر	ترجمہ شرح قصائد عرفی	
دیوان جرار	۵ر	مولوی ابوالحسن	۴ر
دیوان عاشق	۶ر	دیوان سحر ساحری	
دیوان ضامن	۳ر	دوم یکجائی ـ	۶ر
مظہر عشق معروف بہ دیوان قلق	۹ر	دیوان [illegible] ـ	[illegible]

نام کتاب	قیمت
دیوان محشی معروف بہ کلید فتح	۸/
دیوان قروانی سعدی اردو	۵/
شرح قصائد بدر چاچ اردو	عہ/
بہار سخن بطور گلدستہ	۵/
دیوان مناقب خیر البشر	۲/
فردوسائین مجمع البحرین فارسی بہ اردو قصائد	عہ/ ۴

کلیات و دواوین و قصائد فارسی

نام کتاب	قیمت
دیوان شمس تبریز متوسط قلم	عہ/ ۴
کلیات عراقی	۱۲/
دیوان ناصر علی سرہندی	۵/
دیوان حافظ محشی جلی قلم محررہ منشی شمس الدین	عہ/ ۲
دیوان حافظ متوسط قلم محررہ منشی جوالا پرشاد	عہ/ ۴
شرح دیوان حافظ	۱۵/
دیوان نعمت خان عالی	عہ/
دیوان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۱۰/

نام کتاب	قیمت
حکیم اوحد الدین	[illegible]
کلیات مرزا بیدل شامل چار کتاب	[illegible]
دیوان بیدل	۱۲
دیوان عرفی شیرازی	۲
کلیات جامی	[illegible]
کلیات نظم غالب دہلوی	[illegible]
کلیات غلام امام شہید	[illegible]
منتخب مجموعہ دواوین عناصر حضرت امیر خسرو	[illegible]
کلیات صائب	[illegible]
انتخاب دیوان صائب	۸
کلیات حزین	[illegible]
کلیات ظہیر فاریابی	[illegible]
دیوان ظہیر فاریابی	[illegible]
طیبات بدائع شیخ سعدی	[illegible]
قصائد شیخ سعدی	[illegible]
دیوان حضرت احمد جام	[illegible]
دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی	[illegible]
دیوان حضرت غوث الاعظم	[illegible]
رباعیات عمر خیام	[illegible]